الأربعين في الداعي إلى النار بصفين
المعروف
معاویہ
تصویر
کا
دوسرا رخ
عالم
گلزار

اَلْاَرْبَعِیْن فِی الدَّاعِیْ اِلَی النَّارِ بِصِفِّیْن

المعروف

# مُعَاوِیَہ

# تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم

ایم اے عربی

کراچی۔پاکستان

گرچہ دارم گناہ بسیاری

نیستم در زمانہ بازاری

دو سبب راامید می دارم

گرچہ آلودہ و گنہ کارم

کہ نجاتم دہی بدین دو سبب

زین چنین جمع بی خبر یارب

آن یکی حب خاندان رسول

حب آن شیر مرد جفت بتول

وآن دگر بغض آل بو سفیان

کہ از ایشان بدور سید زیان

مر مرا زین سبب نجات دہی

وز جہنم مرا برات دہی

حکیم سنائی غزنوی

# سعادتِ اہداء

ان ہستیوں کے نام۔۔۔

۔۔۔جن ہستیوں نے

۔۔۔اپنی جان

۔۔۔۔اپنا مال

۔۔۔اپنی عزت

۔۔۔۔اپنا سب کچھ

آفتابِ رسالت ﷺ کے نام پر قربان کر دیا۔

وہ مخلص صحابہ۔۔۔۔

جنہوں نے اپنا لہو دے کر شجرِ اسلام کی آبیاری

کی۔

خالقِ کائنات کی۔۔۔

۔۔۔۔کروڑوں رحمتیں

۔۔۔۔کروڑوں برکتیں

ان مخلصانِ دین وملت کی نور نور قبروں پہ اتریں۔

گلزار عالم۔ایم اے

# فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین
خاتم النبیین وعلی آلہ الطاھرین واصحابہ المخلصین۔

امابعدفقدقال اللہ عز اسمہ:

فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ

صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم الامین

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

ہم اللہ عزاسمہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ کسی اچھے کو برا بولیں۔ اور خاص کر ایسوں کو جن کی اچھائی رسالت مآب ﷺ کے ساتھ نسبت کا نتیجہ ہو۔

معاویہ بن ابی سفیان کے بارے میں ہمارے اکابر نے کفِّ لسان اختیار کیا تو ہم نے اسی میں عافیت اور دین کی سلامتی محسوس کی۔ زندگی کے ساٹھ سال اسی روش پہ گزار دیئے۔

لیکن پھر مولویوں میں ایسی تبدیلی آئی کہ امام علی علیہ السلام کی جگہ معاویہ کو دے دی اور معاویہ کے لیے رسالت کے علاوہ ہر مقام تسلیم کر لیا۔ معاویہ کی بدگوئی کو رسالت مآب ﷺ کی گستاخی کے برابر ٹھہرالیا گیا اور معاویہ ہی کو معیارِ ایمان ومیزانِ حق قرار دے دیا گیا۔ ملک بھر میں معاویہ کے عرس، معاویہ نام کی مسجدیں، معاویہ کے جلسے، اولادوں پہ معاویہ نام، یہ سب شروع کر دیا گیا اور اسی کو اہلِ سنت کی علامت ٹھہرالیا گیا۔

پچھلی ایک دہائی سے ہم یہ سب کچھ دیکھتے چلے آرہے ہیں اور انگشت بدنداں ہیں۔ معاویہ مر گیا اور اپنے خالق و مالک کے دربار میں پہنچ چکا۔ اس کے مرنے کے صدیوں بعد ہم اس کے پول کھولنے میں کوئی نیکی محسوس نہیں کر رہے تھے۔ لیکن اسلامی تاریخ کے صفحات پہ پھیلے حقائق ہمیں کاٹنے کو دوڑتے ہیں اور معاویہ معاویہ معاویہ کی چار سو صدا ایک مسلمان کو وحشت میں مبتلا کرتی ہیں۔ نئی نسل سے معاویہ بن ابی سفیان کا حقیقی چہرہ چھپا کر اسے اسلام کا ہیرو بنا کر پیش کرنے میں کسی طرح کی کوئی کسر نہیں چھوڑی جا رہی۔

ہم نے پھر بھی خاموشی میں سلامتی سمجھی۔ اللہ عز اسمہ کے دربار میں حاضری یاد ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی نسبت بہت بڑی ہے۔ کسی اچھے کو برا بول کر اپنی عاقبت کو داؤ پہ لگانا کہیں کی دانشمندی نہیں۔ لیکن برے کے بارے میں خاموش رہنا اتنا برا نہیں۔

یہی باتیں ذہن میں گردش کرتی رہتیں اور ہم سوچ سوچ کر بھی خاموش رہنے میں عافیت شمار کرتے۔

لیکن وقت کے ساتھ معاویہ پارٹی کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا اور اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ایک دوسرے کو کافر اور مشرک کہنے والے معاویہ کے پیج پہ جمع ہو چکے ہیں۔ بریلویوں کے ہاں دیوبندی مرتد ہیں اور دیوبندیوں کے ہاں بریلوی مشرک۔ لیکن معاویہ کے پیج پر باہم متفق۔ کچھ ایسا ہی معاملہ وہابیوں غیر مقلدوں کا بھی ہے لیکن معاویہ کے پیج پر سب اکٹھے۔

دفاعِ معاویہ کو دفاعِ صحابہ کا عنوان دیا جا چکا ہے اور معاویہ کو ملتِ اسلامیہ کی حساس ترین شخصیت باور کروایا جا چکا ہے۔ آلِ رسول ﷺ کی گستاخی کو اس لیے روا رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ امام علی کے بیٹے ہیں اور معاویہ کو اسلام کا ہیرو نہیں مانتے۔

حالات و واقعات وہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ اب خاموشی جرم لگنے لگ گئی ہے۔ لوگوں کے سامنے حقائق نہ رکھنا گناہِ کبیرہ محسوس ہونے لگ گیا ہے۔

معاویہ کے حقائق ایسے ہیں کہ کچھ لوگوں نے کافر لکھا تو کچھ لوگوں کے نزدیک منافق۔ بعض لوگوں نے مسلمان تو مانا لیکن فاسق فاجر اور لعنتی ٹھہرایا۔ اہلِ حق میں سے سب سے کمزور روش ان لوگوں کی رہی جنہوں نے معاویہ کی برائیوں کو برائیاں تو جانا لیکن کفِ لسان پہ عمل کیا۔

معاویہ کی برائیوں کو برائیاں سمجھتے ہوئے اس کے بارے میں کف لسان سے آگے اہلِ حق نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اہلِ حق نے کبھی ایسا نہ کیا کہ معاویہ کی برائیوں کو برائیاں نہ سمجھا ہو۔ رہا معاویہ کو اچھا کہنا۔ اس کے مناقب بیان کرنا۔ اسے قابلِ تقلید سمجھنا۔ اس کے بے ادب کو اصحابِ رسول ﷺ کے بے ادب کے برابر ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے کوئی روش اہلِ حق کی روش نہیں۔

بہر صورت ہم نے حقائق سے نقاب کشائی کی خاطر پہلی بار اس عنوان پہ قلم اٹھانے کا فیصلہ کیا اور طے کیا کہ معاویہ کے حقائق میں سے صرف چالیس نکات

ہدیہ احباب کیے جائیں۔ آگے مرضی قارئین کی کہ اس کو پڑھنے کے بعد "معاویہ کی جے" کا نعرہ لگائیں یا حقائق کو جان کر حقائق کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔

اس کتاب کو لکھنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ آپ معاویہ کو گالی دیں۔ اسے کافر کہیں۔ اسے منافق سمجھیں۔ نہیں نہیں۔ یہ مقصد ہرگز نہیں۔ مقصد صرف معاویہ سے متعلق چند حقائق کو سادہ زبان میں پیش کرنا ہے۔ بالفاظِ دیگر:

## معاویہ کی تصویر کی دوسرا رخ

پیش کرنا مقصود ہے۔ قارئین حقائق جانیں اور اسلم ترین روش یعنی کف لسان پہ عمل کریں۔ لیکن خاموش رہیں تو معاویہ کو معاویہ رہنے دیں۔ معاویہ کو امام علی علیہ السلام نہ بنائیں۔

سلسلہ گفتگو کے آغاز سے قبل ہم احباب کو بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ:

بیان کردہ روایات میں سے بیشتر روایات محدثین کے اعلی معیار کے مطابق صحیح ہیں۔ اور اگر کسی روایت کی سند پہ کوئی کلام ہے تو اس کلام کے باوجود یہ روایات فضائلِ معاویہ میں گھڑی گئی جھوٹی روایات سے کہیں مضبوط و مستند روایات ہیں۔ اور بیشتر اپنے شواہد اور تاریخی حقائق کے پیشِ نظر انتہائی قابلِ اعتماد ولائقِ اعتبار ہیں۔

یہ اس سلسلے کی پہلی کوشش ہے۔ اللہ عزاسمہ نے توفیق بخشی تو بیان کردہ روایات میں سے ہر ایک کو لے کر اس کے حسبِ حال مکمل محدثانہ تحقیق بھی مستقبل قریب میں ہدیۂ احباب کی جائے گی۔

اور اپنے سادہ لوح سنی بھائیوں کے لیے اس چیز کا ذکر بھی ضروری ہے کہ زیرِ نظر حقائق کا ماخذ سنی ذخیرہ حدیث و تاریخ ہے۔ کیونکہ معاویہ پارٹی کو جب بھاگنے کا کوئی رستہ نہیں ملتا تو یہ بہانہ کر دیتے ہیں کہ فلاں کتاب روافض کی ہے۔ اس لیے احباب کو بتانا ضروری ہے کہ معاویہ کی حقیقت دکھانے کے لیے روافض کی کتب کا سہارا نہیں لیا گیا۔ اہلِسنت ہی کے ذخیرہ حدیث و تاریخ میں پنہاں وہ حقائق آشکار کیے گئے جنہیں یا چھپا دیا گیا اور یا ان تک رسائی اتنی مشکل کر دی گئی کہ عام آدمی تو عام آدمی ہے۔ سطحی درجے کے علماء بھی ان تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

اور یہ بتانا بھی از حد ضروری ہے کہ بیان کردہ حقائق معاویہ بن ابی سفیان کی تصویر کے دوسرے رخ کی صرف ایک جھلک ہیں۔ ہم نے اس موضوع پہ قلم اٹھایا ہے تو ارادہ رکھتے ہیں کہ معاویہ کا نام لے کر جس قدر گمراہی پھیلائی جا رہی ہے اس کی ضرورت ہے کہ تصویرِ معاویہ کے دوسرے رخ کا مکمل انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا جائے۔ اگر اللہ عزاسمہ نے توفیق بخشی تو اس خواب کو شرمندۂِ تعبیر کرنے کی پوری کوشش ہو گی۔

**اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه**

گلزار عالم

ایم اے۔ عربی

کراچی۔ پاکستان

وعِنْدِي لكمْ آل النبيِّ مَوَدَّةٌ

سَلَبْتُمْ بها قلبي وصارَ له عِنْدُ

عَلَى أنَّ تَذْكَارِي لِمَا قدْ أَصابكم

يُجَدِّدُ أَشجاني وإنْ قَدُمَ العَهْدُ

فِدىً لكُم قَوْمٌ شَقُوا وَسَعِدْتُمُ

فدارُهُمُ الدُّنيا ودارُكم الخلدُ

أَتَرجونَ مِن أَبناءِ هِند مَوَدَّةً

وَقَد أَرضَعتهُم دَرَّ بِغضَتِها هِندُ

فَلا قَبِلَ الرَّحْمنُ عُذْرَ عُداتِكم

فإنهم لا يَنْتَهُون وإنْ رُدُّوا

امام بوصیری

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

ابو یزید معاویہ بن ابی سفیان کے مداحین اگر صرف ایک حدیثِ پاک میں غور کر لیں تو ہدایت ان کا ہاتھ تھام لے گی۔ رسالت مآب ﷺ کے فرمانِ ذیشان کے مطابق معاویہ بن ابی سفیان جہنم کی جانب دعوت دینے والا ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان کا داعیِ دوزخ ہونا کسی ضعیف یا کمزور روایت پر مبنی نہیں۔ ایک ایسی حدیث جو ہر عام و خاص کی نزدیک شہرت رکھتی ہے اور اصطلاحی طور پر تواتر کے درجے میں آتی ہے۔ اس حدیثِ متواتر کے مطابق ابو یزید معاویہ بن ابی سفیان دوزخ کی جانب نہ صرف دعوت دینے والا شخص بلکہ اس گروہ کا سربراہ و سردار ہے۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے حضرت عمار سے فرمایا:

**وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ**[1]

عمار کا بھلا ہو۔ انہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔ حضرت عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ گروہ انہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔

احبابِ ذی وقار! یہ حدیث سند کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث

---

1 صحیح بخاری 436 ، 2657
مسند احمد ح 11861
صحیح ابن حبان 3415 ، 3416

میں رسالت مآب ﷺ نے حضرت عمار کو شہید کرنے والے گروہ کے بارے میں دو باتیں بیان فرمائیں:

1: وہ گروہ باغی ہو گا۔

2: وہ گروہ دوزخ کی جانب دعوت دینے والا ہو گا۔

اپنے پرائے سنی شیعہ سب اس بات پہ متفق ہیں کہ جنگِ صفین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر کو شہید کرنے والا گروہ وہ گروہ تھا جس کے سرکردہ اور سردار معاویہ بن ابی سفیان تھے۔

لہذا احدیث کی رو سے معاویہ بن ابی سفیان کا لشکر باغی اور معاویہ باغیوں کے سردار ٹھہرے۔ نیز معاویہ بن ابی سفیان کا لشکر دوزخ کی جانب دعوت دینے والا اور معاویہ جہنم کی دعوت دینے والوں کے سردار قرار پائے۔

معاویہ کے عشاق معاویہ کو جنت کی ٹکٹیں کٹوا کر دینے کی کوشش میں ہیں لیکن رسالت مآب ﷺ کی صحیح حدیث کے مطابق معاویہ جہنم کی جانب دعوت دینے والا بلکہ دعوت دینے والوں کا سردار ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے انہیں صرف ایک اور صرف یہی ایک حدیث جاننے کے بعد معاویہ کے بارے میں مزید کچھ سننے یا جاننے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ لیکن جن لوگوں نے بظاہر تو رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھا لیکن در حقیقت وہ معاویہ بن ابی سفیان کے امتی ہیں۔ ان کے سامنے سینکڑوں دفتر بھی رکھ دیئے جائیں جب بھی انہیں کفایت

نہیں کریں گے۔

## معاویہ داعیِ نار

### بہ لحاظ روایتِ ابنِ عباس:

ہم نے اوپر کہا کہ معاویہ کا داعیِ نار ہونا کسی کمزور سند پر مبنی نہیں۔ متعدد صحیح ترین احادیث نے واشگاف الفاظ میں معاویہ کے بارے میں بتا دیا کہ:

"معاویہ جہنم کی جانب دعوت دینے والا ہے۔"

بالفاظِ دیگر: "دعوتِ معاویہ دعوتِ جنت و نجات نہیں بلکہ دعوتِ دوزخ وہلاکت ہے۔"

یہاں اس سلسلے کی تمام تر احادیث کا احاطہ نہ تو مقصود ہے اور نہ ہی ممکن۔ اللہ عزاسمہ نے چاہا تو "فرعونِ امت انسائیکلوپیڈیا" میں اس کی مزید تفصیلات نذرِ احباب کی جائیں گی۔ سرِدست چند روایات ملاحظہ کریں۔

اس سلسلے کی دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدَعُونَهُ إِلَى النَّارِ**[2]

انہیں عمار سے کیا ہے؟ عمار انہیں جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ عمار کو دوزخ کی دعوت دیتے ہیں۔

---

2 امالی ابن بشران ح 655

## روایتِ اسامہ:

یونہی اسامہ بن زید یا اسامہ بن شریک سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَكَذَلِكَ دَأْبُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ**[3]

انہیں عمار سے کیا ہے؟ عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ عمار کو دوزخ کی جانب بلائیں گے اور بد بختوں ، فاجروں کا یہی طریقہ ہے۔

احبابِ ذی وقار!

اسامہ کی روایت میں معاویہ بن ابی سفیان اور اس کے گروہ کے لیے دو لفظوں کا اضافہ ہے:

1: اشقیاء

2: فجار

یعنی معاویہ اور ان کا گروہ بد بختوں کا گروہ تھا۔ نیز فاجروں کا گروہ تھا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی انصاف پسند آدمی جو معاویہ کی حمایتِ بے جا کو دین نہ سمجھتا ہو۔ وہ معاویہ کے کارناموں کو ایک نظر دیکھ لے تو اسے لفظِ فاجر بھی انتہائی معمولی محسوس ہو گا۔

---

3 تاریخِ دمشق 43/402

لیکن ہوا یوں کہ معاویہ نے خلافتِ راشدہ کے فورا بعد لگ بھگ دو دہائیاں حکومت کی۔ اور بنو امیہ کی حکومت تو آٹھ دہائیوں سے تجاوز کر گئی۔ اسلام کے اس سنہری دور پر معاویہ اور اس کے ہمنواؤں نے شب خون مارا اور حقائق کو بدلنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ سچ کو جھوٹ بنا کر پیش کیا اور جھوٹ کو سچ کا رنگ دیا۔ علماء خریدے۔ محدثین خریدے۔ قراء خریدے۔ واعظ خریدے۔

جب معاویہ نے کعب الاحبار کو دیکھا کہ معاویہ کے بارے میں کعب الاحبار کی رائے نرم ہے جو معاویہ کو پسند ہے۔ کیونکہ کعب الاحبار کا دعوی تھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد امارت کا حق معاویہ کا ہے۔

جیسا کہ ابو صالح کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں دورانِ سفر حدی گانے والے نے کہا:

**إِنَّ الْأَمِيرَ بَعْدَهُ عَلِيُّ**

بے شک حضرت عثمان کے بعد امیر امام علی ہیں۔

جب کعب الاحبار نے یہ جملے سنے تو کہا:

**وَلَكِنَّهُ صَاحِبُ الْبَغْلَةِ الشَّهْبَاءِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ** [4]

صاحبِ امارت تو سیاہی مائل سفید خچر والا ہے۔ کعب کی مراد معاویہ تھا۔

اس وقت معاویہ ایک سیاہی مائل سفید خچر پر سوار ہو کر چل رہا تھا۔ جب معاویہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس کی کعب الاحبار سے محبتوں میں اضافہ ہو گیا۔

---

4 الطبقات الکبری لابن سعد 1/ 115

معاویہ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ بندہ میرے کام کا ہے۔ پھر اپنے دورِ ملوکیت میں کعب الاحبار کو حکماً خطیب مقرر کیا اور قصہ خوانی کا حکم دیا۔ امام بخاری لکھتے ہیں:

أَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُهُ أَنْ يَقُصَّ [5]

یعنی معاویہ نے کعب کی جانب پیغام بھیج کر انہیں قصے سنانے کا حکم دیا۔

مذکورہ بالا تمہید کے بعد قارئین کو یہ بات سمجھانے کی چنداں حاجت نہیں کہ معاویہ کی جانب سے فضائلِ امام علی علیہ السلام کے قصے سنانے کا حکم دیا گیا ہو گا یا معاویہ کے بارے میں من گھڑت باتیں بیان کرنے کا۔

بہر صورت یہ موضوع بڑا لمبا ہے اور ہماری گفتگو زیادہ دور نکل جائے گی۔ مختصر یہی ہے کہ معاویہ نے اسلام کا حقیقی چہرہ مسخ کرنے کے لیے ہر ذریعہ استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج صدیاں گزرنے کے بعد بھی معاویہ کے چاہنے والے لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ حالانکہ تقلید چھوڑ کر تحقیق کے میدان میں آئیں تو معاویہ کا محض اسلام ثابت کرنا بھی نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ لیکن معاویہ کی منصوبہ بندی اور چالبازی ایسی تھی کہ اگر معاویہ کو فاسق فاجر بدکار و بدکردار مسلمان مان لیا جائے جب بھی اس پر احسان ہو۔ لیکن اس کی چالبازی کا نتیجہ کہ آج اسے اسلامی دنیا کا ہیرو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور جو اسے اسلامی دنیا کا ہیرو نہ مانے اس کے اسلام کو ماننے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔

---

5 التاریخ الکبیر للبخاری 3/267

## مرسلِ مجاہد:

ہم دوبارہ اصل موضوعِ سخن کی جانب آتے ہیں۔ معاویہ کے داعیِٔ جہنم ہونے کے بارے میں حضرت مجاہد سے مرسلا روایت بھی موجود ہے۔ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَكَذَلِكَ دَأْبُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ**[6]

انہیں عمار سے کیا ہے؟ عمار انہیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ عمار کو دوزخ کی جانب بلائیں گے اور بد بختوں ، فاجروں کا یہی طریقہ ہے۔

احبابِ ذی قدر!

اسامہ کی روایت کی طرح مجاہد کی روایت میں بھی معاویہ اور اس کے گروہ کے داعیِٔ جہنم ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے بدبخت اور فاجر ہونے کا ذکر موجود ہے۔ لیکن مانے گا وہی جسے توفیقِ الٰہی نصیب ہو گی۔ جن سے توفیق چھن جائے انہیں چڑھا سورج بھی نظر نہیں آتا۔

## معاویہ داعیِٔ نار بہ لحاظ روایتِ ابنِ عمر:

معاویہ اور معاویہ کے گروہ کا داعیِٔ جہنم ہونا حضرت عبد اللہ بن عمر سے

---

6 المصنف لابن ابی شیبۃ 34423
فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1598
تاریخ دمشق 43/403

بھی مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**أَوْلَعْتُهُمْ بِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ**[7]

میں نے انہیں عمار کی لگن لگا دی ہے۔ عمار انہیں جنت کی جانب بلاتے ہیں اور وہ عمار کو دوزخ کی دعوت دیتے ہیں۔

ان احادیثِ مبارکہ سے چند چیزیں بالکل واضح ہیں:

1: حضرت عمار کا شہید کرنے والا گروہ باغی ہے۔

2: حضرت عمار جنت کے داعی ہیں۔

3: حضرت عمار کو شہید کرنے والا گروہ جہنم کا داعی ہے۔

احبابِ ذی وقار!

کون نہیں جانتا کہ حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کو کس گروہ نے شہید کیا۔ اور کون نہیں جانتا کہ اس گروہ کا سربراہ کون تھا اور اس گروہ کو میدانِ جنگ تک کھینچ کر لانے والا کون تھا۔

بچہ بچہ جانتا ہے۔ حتی کہ معاویہ کے مداح بھی جانتے ہیں اور اس بات کا انکار نہیں کرسکتے کہ جنگِ صفین کے موقع پر حضرت سیدنا عمار بن یاسر کو ابو یزید معاویہ بن ابی سفیان کے لشکر نے شہید کیا۔ پس بنصِ حدیث:

- معاویہ کا گروہ باغی قرار پایا اور معاویہ باغی گروہ کا سربراہ۔

---

7 المعجم الکبیر للطبرانی 13457

- معاویہ کا گروہ داعیِ جہنم ٹھہرا اور معاویہ جہنم کی طرف دعوت دینے والے گروہ کا سربراہ۔

اللہ عزاسمہ عقلوں کے اندھے ہونے سے محفوظ رکھے۔ جو شخص رسالت مآب ﷺ کی متعدد حدیثوں کی رو سے دوزخ کا داعی ہے۔ نواصب کی مت ماری جا چکی ہے، وہ اٹھ کر صبح شام اسی داعیِ دوزخ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ داعیِ جہنم کے نام پر اولاد کے نام اور اپنے دینی مراکز و مساجد کے نام رکھنا نیکی سمجھتے ہیں۔

یونہی قابلِ صد حیرت ہیں وہ لوگ جو معاویہ کے جرائم پر خطا اجتہادی کا غلاف چڑھا کر معاویہ کو ہر حال میں ایک ثواب دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔

احبابِ ذی وقار!

خدارا انصاف!!!

اگر آپ نے معاویہ کے بجائے رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے تو انصاف سے کہنا۔ اللہ عزاسمہ کے حبیب و رسول ﷺ جس شخص کو اور جس کے گروہ کو "جہنم کی دعوت دینے والا" قرار دیں۔ کیا اس کے جرائم کو "خطا اجتہادی" بولا جا سکتا ہے؟

معاویہ کے بھانجے کہیں گے کہ فلاں فلاں نے معاویہ کے جرائم کو "خطا اجتہادی" کہا ہے۔ لہذا ہم مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں تاویل کریں گے۔

مسلمانو! یقین جانو یہی گمراہی کا پہلا دروازہ ہے۔

تم نے کلمہ رسالت مآب ﷺ کا پڑھا ہے یا فلاں فلاں کا؟

اللہ عزاسمہ نے مقامِ عصمت رسالت مآب ﷺ کو عطا فرمایا یا فلاں فلاں کو؟

اللہ عزاسمہ کے رسول ﷺ اپنی امت کو سمجھانے کے لیے واشگاف الفاظ میں بتا رہے ہیں کہ معاویہ کا گروہ باغی ہے اور اس کی دعوت جہنم کی دعوت ہے۔ رسالت مآب ﷺ معاویہ اور اس کے گروہ کو نا قابلِ تقلید ٹھہرا رہے ہیں۔ اور فلاں فلاں کی کوشش ہے کہ معاویہ کے جرائم کو خطا اجتہادی کا رنگ دے کر معاویہ کو لائقِ تقلید بنا کر پیش کیا جائے۔

بتاؤ کہ پھر تم کتنے نادان ہو کہ رسالت مآب ﷺ کو چھوڑ کر فلاں فلاں کی وہ باتیں ماننے کے لیے تیار ہو جو رسالت مآب ﷺ کی بیان کردہ ہدایت کے سراسر خلاف ہیں۔

مسلمانو!

ہدایت پانی ہے تو اپنا رابطہ رسالت مآب ﷺ سے مضبوط کرو۔ فلاں فلاں کی تو اپنی خبر نہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں جلیں گے۔ معیارِ ہدایت فلاں فلاں نہیں بلکہ رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ لہذا گمراہی کی دلدل میں مت پھنسو اور فلاں فلاں کی وہ بات ہر گز نہ مانو جو رسالت مآب ﷺ کی احادیثِ طیبہ کے سراسر خلاف ہے۔

اور حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق معاویہ اور اس کا گروہ نہ صرف باغی ہیں بلکہ جہنم کی داعی ہیں۔ ان کی دعوت دوزخ کی جانب ہے۔ اللہ ہمیں معاویہ اور اس کی دعوت سے پناہ میں رکھے۔

************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

قرآنِ عظیم میں لوگوں کے دو گروہ بیان کیے گئے:

(1): مسلمون (2): قاسطون

مسلمون کی مدح کے بعد قاسطون کے بارے میں فرمایا:

﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ [8]

رہے قاسط تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

یہ دعوی ہمارا نہیں، یہ فیصلہ قرآنِ عظیم کا ہے۔ قرآن نے قاسطین کو جہنمی قرار دیا۔

اور جب آپ ذخیرہ حدیث کو ٹٹولتے ہیں تو ایک دو نہیں، ان گنت حدیثیں آپ کو بتائیں گی کہ معاویہ بن ابی سفیان کا شمار قاسطین میں ہوتا ہے۔

اللہ معاف فرمائے۔ ہمیں کسی کو جہنمی یا جنتی کہنے کا کوئی اختیار نہیں لیکن:

قرآن کا فرمان ہے کہ قاسطین جہنم کا ایندھن ہیں۔

اور حدیث بتاتی ہے کہ معاویہ قاسطین کا سردار ہے۔

لیکن اگر پھر بھی جعلی ماموں کے اصلی بھانجے "معاویہ جنتی" کا نعرہ لگائیں تو ہم انہیں نہیں روکیں گے۔ کیونکہ ان کے نظریات قرآن وحدیث کے بجائے حبِ معاویہ پر مبنی ہیں۔ ان کی مرضی جسے چاہیں جنتی بنائیں اور جسے چاہیں جہنمی ٹھہرائیں۔

---

8 سورہ جن آیت 15

معاویہ کے قاسط بلکہ قاسطین کے سردار و سرپرست ہونے کا بیان کرنے والی احادیث بے شمار ہیں۔ ہم یہاں صرف چند ایک کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں تا کہ حق کے متلاشیوں کی نظروں سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہ رہے۔

## معاویہ من القاسطین

## بہ لحاظ روایتِ امام علی:

امام علی علیہ السلام سے اس بارے میں متعدد روایات مروی ہیں۔ علقمہ کہتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

**أُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ** [9]

مجھے بیعت توڑنے والوں، قاسطین اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا گیا۔

اہلِ علم کا اس پہ اتفاق ہے کہ بیعت توڑنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ جنگِ جمل کا معرکہ وقوع پذیر ہوا۔ اور قاسطوں سے مراد معاویہ پارٹی یعنی جنگِ صفین میں امام علی کے مقابل آنے والے اور مارقین سے مراد

---

9 مسند بزار ح604

الکامل فی ضعفاء الرجال 2/510

تاریخِ دمشق 42/469

انساب الاشراف للبلاذری 2/138

السنۃ لابن ابی عاصم 907

خوارج ہیں۔ لہذا یہ حدیث معاویہ کے گروہ کو قاسط بتا رہی ہے اور بلاشبہ معاویہ ان قاسطین کا سردار۔

معاویّین کا کہنا ہے کہ ماموں جان کی خطا اجتہادی تھی۔ اور آج کل تو دیوبندی حضرات معاویہ کو بھی سو فیصد بر حق کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ذرہ بھر نہیں شرماتے۔

جن لوگوں نے معاویہ بن ابی سفیان کا کلمہ پڑھا ہے ان سے ہماری کوئی بحث نہیں۔ لیکن جس نے رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے اسے ضرور شرم آنی چاہیے کہ جس گروہ کو رسالت مآب ﷺ قاسطین فرما رہے ہیں اور معاویہ ان قاسطین کا سردار ہے اور بحکمِ قرآنی قاسطین جہنم کا ایندھن ہیں۔ انہیں آپ مجتہد بنا کر ایک اجر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

## امام علی علیہ السلام سے مزید روایات:

اس سلسلے کی مزید روایات ملاحظہ فرمائیں:

- ربیعہ بن ناجد کا کہنا ہے: میں نے امام علی علیہ السلام کو فرماتے سنا:

**أُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ** [10]

مجھے بیعت توڑنے والوں، قاسطوں اور دین سے نکلنے والوں سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔

---

10 المعجم الاوسط للطبرانی ح8433
معجم ابن المقرئ ح1319

- امام حسین امام علی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

**أمرني الله رسول ﷺ بقتال الناكثين والمارقين والقاسطين**[11]

رسالت مآب ﷺ نے مجھے بیعت توڑنے والوں، دین سے نکل جانے والوں اور قاسطوں سے قتال کا حکم دیا۔

- علی بن ربیعہ کہتے ہیں:

**سَمِعْتُ عَلِيًّا، عَلَى مِنْبَرِكُمْ هَذَا، يَقُولُ: «عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ»** [12]

میں نے امام علی کرم اللہ تعالی وجہہ واخزی شانئہ کو تمہارے اس منبر پر فرماتے سنا: مجھے رسالت مآب ﷺ نے تاکید کی کہ میں بیعت توڑنے والوں اور قاسطوں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کروں۔

- سعد بن جنادہ امام علی علیہ السلام سے راوی، فرمایا:

**أمرت بقتل ثلاثة القاسطين والناكثين والمارقين فأما القاسطون فأهل الشام وأما الناكثون فذكرهم وأما المارقون فاهل النهروان يعني الحرورية** [13]

---

11 تاریخ دمشق 42/468

12 مسند البزار ح774

مسند ابی یعلی موصلی ح519

تاریخ دمشق 42/468

اسد الغابۃ 4/102

مجھے تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ قاسطوں سے، بیعت توڑنے و
الوں سے اور دین سے نکل جانے والوں سے۔ قاسط تو شام والے ہیں اور بیعت
توڑنے والے، امام علی علیہ السلام نے ان کا(یعنی اربابِ جمل کا) ذکر فرمایا اور دین
سے نکل جانے والے نہروان والے ہیں یعنی فرقہ حروریہ (خوارج)۔

معاویہ پارٹی سے کچھ بعید نہیں کہ قاسطین کسی اور پارٹی کو قرار دے دیں
لیکن اس روایت نے صاف بتادیا کہ قاسطین شامی ہیں۔

- انس بن عمرو اپنے والد سے اور وہ امام علی کرم اللہ تعالی وجہ سے راوی، فرمایا:

**أمرت بقتال ثلاثة المارقين والقاسطين والناكثين** [14]

مجھے تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا گیا: دین سے نکل جانے والوں،
قاسطوں اور بیعت توڑنے والوں سے۔

- ابراہیم اور ابو سعید تیمی امام علی سے راوی، فرمایا:

**أمرت بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين** [15]

مجھے بیعت توڑنے والوں، حق سے منحرف ہونے والوں اور مذہب سے
نکل جانے والوں سے جنگ کا حکم دیا گیا۔

---

13 تاریخِ دمشق 42/469

14 تاریخِ دمشق 42/469

15 تاریخِ دمشق 42/469

- خلید قصری کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ نہروان کے موقع پر امام علی علیہ السلام کو فرماتے سنا:

**أمرني رسول الله ﷺ بقتال الناكثين والمارقين والقاسطين**[16]

مجھے رسالت مآب ﷺ نے بیعت توڑنے والوں، دین سے نکل جانے والوں اور قاسطوں سے قتال کا حکم دیا۔

اربابِ ذی وقار!

یہ چند روایات تو وہ ہیں جو خود امام علی علیہ السلام سے مروی ہیں۔ لیکن اس طرح کی احادیث فقط امام علی ہی سے مروی نہیں۔ دیگر صحابہ سے بھی مرویات موجود ہیں۔ سطورِ ذیل میں دیگر صحابہ کی چند مرویات اربابِ ذی وقار کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔

## معاویہ من القاسطین

## بہ لحاظ روایتِ ابنِ مسعود:

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ فرمایا:

**أُمِرَ عَلِيٌّ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ**[17]

---

16 تاریخِ دمشق 42/470

17 المعجم الکبیر للطبرانی 10054

المعجم الاوسط لہ ح 9434

المسند للشاشی ح 322

حضرت علی کو بیعت توڑنے والوں، قاسطوں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کا حکم دیا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے دوسری روایت میں ہے کہ رسالت مآب ﷺ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے تو امام علی علیہ السلام بھی حاضرِ خدمت ہوئے۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**يا أم سلمة هذا والله قاتل القاسطين والناكثين والمارقين بعدي** [18]

اے ام سلمہ! اللہ کی قسم یہ شخص میرے بعد قاسطوں، بیعت توڑنے والوں اور مذہب سے نکل جانے والوں سے قتال کرے گا۔

## معاویہ من القاسطین

## بہ لحاظ روایتِ ابو سعید خدری:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے ہمیں بیعت توڑنے والوں، قاسطوں اور مذہب سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا۔

ہم نے عرض کی:

**يا رسول الله أمرتنا بقتال هؤلاء فمع من؟**

---

18 تاریخِ دمشق 42/470

یارسول اللہ! آپ نے ہمیں ان کے ساتھ قتال کا حکم تو دے دیا۔ تو ہم کس کی معیت میں قتال کریں؟

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**مع علي بن أبي طالب معه يقتل عمار بن ياسر** [19]

علی بن ابی طالب کے ساتھ۔ ان کے ساتھ عمار بن یاسر شہید کر دیئے جائیں گے۔

## روایتِ ابو ایوب انصاری:

عقاب بن ثعلبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری نے مجھے حضرت عمر کے دورِ خلافت میں بتایا:

**أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ** [20]

رسالت مآب ﷺ نے حضرت علی کو بیعت توڑنے والوں، قاسطوں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا۔

دوسری روایت میں اصبغ بن نباتہ حضرت ابو ایوب انصاری سے راوی،

---

19 تاریخِ دمشق 42/471
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ 4/102

20 المستدرک علی الصحیحین 4674
تاریخِ دمشق 42/472

فرمایا: میں نے رسالت مآب ﷺ کو سنا۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ سے فرمارہے تھے:

تُقَاتِلُ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ بِالطُّرُقَاتِ وَالنَّهْرَوَانَاتِ وَبِالشَّعَفَاتِ [21]

تم بیعت توڑنے والوں سے اور قاسطوں سے اور دین سے نکل جانے والوں سے تنگ رستوں، نہروانوں اور بلند چوٹیوں پہ جنگ کروگے۔

ابو ایوب انصاری سے تیسری روایت کے مطابق:

علقمہ واسود کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو ایوب انصاری جنگِ صفین سے واپس آئے تو ہم دونوں آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے:

يَا أَبَا أَيُّوبَ، إِنَّ اللَّهَ أَكْرَمَكَ بِنُزُولِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَجِيءِ نَاقَتِهِ تَفَضُّلا مِنَ اللَّهِ وَإِكْرَامًا لَكَ، حَتَّى أَنَاخَتْ بِبَابِكَ دُونَ النَّاسِ، ثُمَّ جِئْتَ بِسَيْفِكَ عَلَى عَاتِقِكَ تَضْرِبُ بِهِ أَهْلَ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ؟

اے ابو ایوب!

بے شک اللہ عزاسمہ نے آپ کو رسالت مآب ﷺ کی میزبانی کے ساتھ عزت بخشی۔ اللہ عزاسمہ کے فضل سے اور آپ کے اعزاز کے لیے آپ ﷺ کی اونٹنی کا آنا، حتی کہ آپ ﷺ نے اونٹنی کو دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر

---

21 المستدرک علی الصحیحین ح4675

آپ کے دروازے پر بٹھایا۔ پھر آپ اپنے کاندھے پہ تلوار رکھ کر کلمہ گویان کو مارنے آ گئے ہیں۔

حضرت ابو ایو انصاری نے فرمایا:

**يَا هَذَا، إِنَّ الرَّائِدَ لا يَكْذِبُ أَهْلَهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِقِتَالِ ثَلاثَةٍ مَعَ عَلِيٍّ: بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ فَأَمَّا النَّاكِثُونَ: فَقَدْ قَاتَلْنَاهُمْ أَهْلَ الْجَمَلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ: فَهَذَا مُنْصَرَفُنَا مِنْ عِنْدِهِمْ، يَعْنِي: مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا** [22]

اے شخص!

رہنمائے قافلہ کبھی اپنوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اور بے شک رسالت مآب ﷺ نے ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی معیت میں تین گروہوں سے قتال کا حکم دیا ہے:

بیعت توڑنے والوں، قاسطین اور دین سے نکل جانے والوں سے۔

بیعت توڑنے والوں اہلِ جمل حضرت طلحہ وزبیر سے ہم جنگ کر چکے ہیں۔ رہے قاسطین تو ہم ابھی انہی کی جانب سے لوٹ کر آئے ہیں (یعنی معاویہ وعمرو بن عاص)

ویسے تو امام علی نے جن تین گروہوں سے جنگ کی ان میں سے قاسطین

---

22 تاریخ بغداد 15/243

تاریخ دمشق 42/472

بالکل واضح ہیں لیکن حضرت ابو ایوب انصاری کی اس روایت نے بھی قاسطین کی نشاندہی کر دی۔ واضح لفظوں میں بتا دیا گیا کہ قاسطین معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ اور قاسطین کے بارے میں حکمِ قرآنی سطورِ بالا میں گزر چکا کہ قاسطین جہنم کا ایندھن ہیں۔

اب معاویہ پارٹی کی مرضی ہے کہ قرآن وحدیث کا حکم مانیں یا "یزید ومعاویہ جنتی جنتی" کے نعرے لگائیں۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

احبابِ ذی وقار!

جنگِ صفین نے فیصلے کر دیئے ہیں۔ ضرورت بس ان کو سمجھنے کی ہے۔

پہلے باب میں ہم نے رسالت مآب ﷺ کی حدیثِ صحیح کے پیشِ نظر بیان کیا کہ معاویہ کی دعوت دعوتِ دوزخ ہے۔ اور دوسرے باب میں آیت و حدیث کے مجموعہ سے نتیجہ نکلتا ہے کہ معاویہ کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ لیکن اس باب میں ہم جس چیز کو بیان کرنا چاہ رہے ہیں وہ معاویہ کے انجام کی نشاندہی کے معاملے میں زیادہ واضح اور صریح ترین ہے۔

رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:

**قَاتِلُ عَمَّارٍ وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ** [23]

عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان لوٹنے والا دوزخ میں ہے۔

پہلے باب کی احادیث نے تو معاویہ کو صرف داعیِٔ نار ٹھہرایا تھا۔ صاف صاف دوزخی قرار نہیں دیا۔ لیکن اس حدیث نے تو صاف صاف فرما دیا کہ:

جس نے عمار کو شہید کیا اور جس نے عمار کا سامان لوٹا وہ دوزخی ہے۔

ہمیں صرف قوی امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ معاویہ پارٹی یہاں بھی معاویہ کو بچانے کے لیے کوئی گھسی پٹی تاویل کرنے کی کوشش کرے گی۔ ممکن ہے کہ کہیں: یہ وعید اس شخص کے بارے میں ہے جس نے حضرت عمار کو اپنے ہاتھ

---

23 مسند احمد بن حنبل 17776

الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 803

سے قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے حضرت عمار کا سامان لوٹا۔ معاویہ نے تو اپنے ہاتھ سے حضرت عمار کو قتل نہیں کیا تھا۔ لہذا معاویہ اب بھی جنتی ہے بلکہ پوری معاویہ پارٹی معاویہ کی شفاعت سے جنت جائے گی۔

اربابِ علم و دانش جانتے ہیں کہ اس قسم کی گھٹیا تاویلوں سے معاویّین اپنے دلوں کو جھوٹی تسلی تو دے سکتے ہیں لیکن ان تاویلوں سے معاویہ بن ابی سفیان کو بچا نہیں سکتے۔

کیا کوئی ہوشمند کہہ سکتا ہے کہ وہ لشکر جسے معاویہ نے تیار کیا۔ جس لشکر نے معاویہ کے حکم پر تلوار نکالی۔ معاویہ نے بہلا پھسلا کر جنہیں امام علی علیہ السلام کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔ ان لشکریوں میں سے ایک شخص اتنا بڑا مجرم ٹھہرا کہ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمانِ صریح کے مطابق وہ جہنمی ہوا۔ لیکن وہ معاویہ جو اس مجرم کو گھسیٹ کر صفین میں لایا۔ وہ معاویہ جس نے اس مجرم کو قتلِ عمار کے لیے تیار کیا۔ وہ معاویہ دامن بچا کر نکل جائے گا اور اس وعید کا معاویہ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اس کا تعلق فقط اس شخص سے بنتا ہے جو معاویہ کے گھسیٹ کر لانے پر قتلِ عمار کا مرتکب ہوا۔

کیا کسی ہوشمند سے اس قسم کے ہذیانات کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

اگر ایسا ہی ہو تو ہر وہ سپہ سالار جو کسی فوج کو ظلم و ستم پر ابھارے۔ قتل و غارت گری کے لیے لشکر روانہ کرے بلکہ خود ساتھ چلے۔ پھر اس کی سرکردگی میں دنیا کا ہر حرام کام ہو لیکن سپہ سالار اپنے ہاتھ سے اور اپنی تلوار سے نہ کسی کو

قتل کرے اور نہ کسی کی عصمت دری کرے۔ اگر معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں سیدنا عمار کی شہادت کے باوجود معاویہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر وہ سپہ سالار بھی بے گناہ اور بے قصور شمار ہونا چاہیے جس نے اپنے لشکر کے ذریعے دنیا کا ہر حرام کام کروایا لیکن اپنے ہاتھ سے نہ کسی کو قتل کیا اور نہ کسی کی عزت لوٹی۔

ہم قتلِ عمار کی وجہ سے معاویہ کے لشکر کے ہر ہر فرد کو جہنمی نہیں کہتے۔ لیکن کم از کم دو شخص اس حدیث کے مطابق جہنمی ضرور قرار پائیں گے:

1: وہ شخص جس نے حضرت سیدنا عمار بن یاسر کو اپنے ہاتھ سے شہید کیا اور آپ کا سامان لوٹا۔

2: وہ شخص جو اپنی باطل تمناؤں کی تکمیل کی خاطر اس لشکر کو میدانِ صفین میں لے کر آیا اور پھر اس لشکر کے کسی ایک یا زائد افراد نے سیدنا عمار بن یاسر کو شہید کیا۔

پہلے شخص کے بارے میں اربابِ تاریخ میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھا۔ لیکن دوسرے کے بارے میں پوری دنیا جانتی ہے کہ وہ معاویہ بن ابی سفیان ہی تھا۔ لہذا بموجبِ حدیث جیسے اپنے ہاتھ سے حضرت عمار بن یاسر کو قتل کرنے والا فی النار ہے یونہی معاویہ بھی فی النار ہے۔

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

ہر مسلمان جانتا ہے کہ سود کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ عزاسمہ کے نبی ﷺ نے سود خور پر لعنت فرمائی۔ سود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر بتایا۔ سود کھانا ایسے ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا۔

ان وعیدوں کے باوجود معاویہ بن ابی سفیان کھلے عام سود کھاتے اور اس کی پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔ اور بات صرف اسی پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ معاویّین کی اس محبوب ہستی کی نظر میں سود خوری میں کسی قسم کی کوئی حرج ہی نہیں۔

جی ہاں! ایک ہے گناہ کرنا۔ دوسرا ہے اس کو حلال سمجھ کر کرنا۔ گناہ کرنا فسق و فجور تک پہنچاتا ہے۔ اور حرامِ قطعی کو حلال جاننا اسلام و ایمان سے نکال کر کفر میں دھکیل دیتا ہے۔ لیکن یہ سارے قاعدے ضابطے معاویہ صاحب پر فٹ نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ دنیا کا کوئی بھی حرام کام کریں وہ مجتہد ہیں۔ اور مجتہد بھی ایسے کہ اگر نصوصِ شرعیہ کی سرِعام پائمالی کرتے ہوئے ان کی خلاف ورزی کریں اور خلاف ورزی کا حکم دیں۔ کسی صورت ان کی شانِ مجتہدانہ میں فرق نہیں پڑتا۔

معاویّین کے نزدیک معاویہ کو شریعتِ اسلامیہ سے استثنائی شان عطا کی گئی ہے۔ وہ کوئی بھی حرام کام کرے اس سے پوچھ گچھ کرنے کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ حتی کہ شریعت کا حکم بھی معاویہ پہ لاگو نہیں ہوتا۔

معاویّین اپنے ممدوح کو شریعت سے مستثنیٰ سمجھیں یا جو دل چاہے حیثیت دیں، نہ وہ رکنے والے ہیں اور نہ ہی ان کو کوئی روک سکتا ہے۔ لیکن رسالت مآب

ﷺ کے عظیم صحابہ کی نگاہ میں معاویہ بھی ایک عام انسان کی مانند انسان ہی تھا۔ جیسے ہر عام وخاص حکمِ شرع کا پابند ہوتا ہے یونہی معاویہ پر بھی لازم تھا کہ وہ شرع شریف کی پابندی کرے۔ جیسے عام انسان شرع کی خلاف ورزی کر کے فسق وفجور اور بعض اوقات کفر کا مرتکب قرار پاتا ہے یونہی معاویہ بھی اپنے کرتوتوں میں فسق وفجور اور کفر کا مرتکب ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

صحابہ کرام کی یہی وہ فکر تھی جس کی بنیاد پر حضرت ابو درداء نے جب معاویہ کو سود خوری عام کرتے دیکھا تو اس پہ سختی برتی۔

عطا بن یسار کہتے ہیں کہ معاویہ نے سونے یا چاندی کا مشکیزہ اس کے وزن سے زیادہ کے بدلے بیچا (جو کہ سود ہے) تو حضرت ابو درداء نے ان سے کہا:

**سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ**

میں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کو اس سودے سے منع فرماتے سنا ہے سوائے اس کے کہ برابر برابر سودا ہو۔

جوابا معاویہ نے کہا:

**مَا أَرَى بِهَذَا بَأْسًا**

میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

احبابِ ذی وقار! معاویہ کے سودی لین دین سے زیادہ خطرناک اس کا یہ جملہ تھا کہ میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

تمہارے سامنے اللہ عزاسمہ کے نبی ﷺ کی حدیث بیان کی جا
رہی ہے اور تم جواب میں کہہ رہے ہو:
میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔
ایسے شخص سے کوئی پوچھے کہ:
اسلام میں تمہاری حیثیت کیاہے؟ تم کون ہو؟ کیا تم نے کلمہ
نہیں پڑھا؟ کیا اسلام میں تمہاری ذاتی رائے کی کوئی وقعت ہے؟
جب حضرت ابو درداء نے یہ جواب سنا تو معاویہ کی اس حرکت
اور جواب پہ سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا:
مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ مُعَاوِيَةَ، أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عَلَيه
وَسَلم وَيُخْبِرُنِي عَنْ رَأْيِهِ
کون ہے جو معاویہ کی جانب سے میرے سامنے کوئی عذر رکھے
گا؟ میں اسے حضرت نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور وہ مجھے
اپنی ذاتی رائے بتا رہا ہے۔
حضرت ابو درداء نے معاویہ کی اس حرکت کو ایسا برا سمجھا کہ فورا
فیصلہ کیا کہ ایسے شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھا بھی جائز نہیں جو حضرت نبی
اکرم ﷺ کی حدیث کی ایسی کھلی مخالفت کرے۔ صرف سود خوری کا
مرتکب نہ ہو بلکہ اسے ناجائز ہی نہ سمجھتا ہو اور کھل کر حدیث کے
مقابلے میں اپنی رائے پیش کرتا ہو۔

حضرت ابو درداء نے ایسے شخص سے قطع تعلق واجب سمجھتے ہوئے فرمایا:

**لا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا۔**

میں اس زمین پہ نہ ٹھہروں گا جس زمین پہ تم ہو۔

یہ کہہ حضرت ابو درداء سیدنا عمر فاروق کے پاس مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور انہیں معاویہ کی اس سود خوری اور حدیثِ رسول ﷺ کے مقابلے میں ذاتی رائے کے استعمال کی اطلاع پہنچائی تو حضرت عمر نے معاویہ کی جانب باقاعدہ خط لکھا اور اسے اس حرام کام سے روکتے ہوئے فرمایا:

**لا تبع ذَلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ** [24]

یہ سودا نہ کر مگر برابر برابر۔

احبابِ ذی وقار! صحیح سند کے ساتھ مروی اس واقعہ میں معاویہ کا صرف ایک جرم سامنے نہیں آیا بلکہ معاویہ کے جرائم کی ایک فہرست سامنے آگئی ہے:

**1:** معاویہ کا سودی لین دین کرنا۔

---

[24] موطا امام مالک 2541
مسند الشافعی ص224
سنن کبری بیہقی 10494
معرفۃ السنن والآثار 11041
شرح السنۃ للبغوی 2060

2: رسالت مآب ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرنا۔

سودی لین دین تو گناہ ہے۔ شامتِ اعمال کے سبب کوئی بھی مسلمان اس کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا کوئی مسلمان ایسا ہو سکتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرے؟

حضور ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرنا یا تو رسالت مآب ﷺ کی رسالت کا انکار ہے یا اپنے آپ کے لیے رسالت کا دعوی ہے۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھنے کے بعد اپنی رائے کو رسالت مآب ﷺ کی رائے کے برابر سمجھے؟

اور سچی بات یہ ہے -اگرچہ کڑوی ہے -کہ معاویہ کے دامن پہ رسالت مآب ﷺ کی رسالت کے انکار کا دھبہ بھی موجود ہے اور اپنے آپ کے لیے رسالت کی تمنا کا داغ بھی اس بد نما دامن کی بد نمائی کو بڑھانے کے لیے موجود ہے۔ اور یہی وہ بنیادی وجہ تھی کہ معاویہ اپنی رائے کو رسالت مآب ﷺ کی رائے کے برابر سمجھا کرتا تھا۔

3: اس واقعہ نے معاویہ کی ہٹ دھرمی بھی واضح کر دی۔

کیونکہ اگر معاویہ حضرت ابو درداء کی زبانی رسالت مآب ﷺ کی حدیث سن کر اپنے سودی کاروبار سے رک جاتا تو حضرت ابو درداء کو حاکمِ اسلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس جا کر معاویہ کی شکایت کی ضرورت نہ پڑتی۔

حضرت ابو درداء نے پہلے رسالت مآب ﷺ کی حدیث پیش کی لیکن معاویہ باز نہ آیا۔ مجبوراً حضرت ابو درداء کو معاویہ کے اس سیاہ کرتوت کے سامنے رکاوٹ ڈالنے کے لیے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا سہارا لینے کی ضرورت پڑی۔

معاویّین کے سامنے معاویہ کا کوئی سا کالا کرتوت پیش کیا جائے تو معاویّین کہتے ہیں کہ معاویہ مجتہد تھا۔

ظالمو!

یہاں کیا کہو گے؟

وہ کونسا کمینہ مجتہد ہے جو رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ ذیشان سننے کے بعد بھی مقابلے بازی سے باز نہیں آتا۔ یہاں تک کہ اسے روکنے کے لیے حکومتی مدد کی ضرورت پڑے؟

مسلمانو! خدا کے لیے سمجھو! معاویہ کو سمجھو!

تمہارے مولوی ملاں حضرات معاویہ کو اسلامی ہیرو بنانے کی کوشش میں ہیں لیکن سچ پوچھو تو اس شخص کے ہاں اسلام والا کوئی کام نظر ہی نہیں آتا۔

کیا ایسا بھی کوئی مسلمان ہو سکتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی حدیث سن کر مقابلے پہ اتر آئے۔ یہاں تک کہ اس کو روکنے کے لیے حکومتی مدد کی ضرورت پڑے؟

اگر یہ سب کچھ کر کے بھی بندہ مسلمان کا مسلمان ہی رہتا ہے تو نہ جانے کفر کس گدھے کا نام ہے۔

4: چوتھی چیز جو صحیح سند سے مروی اس واقعہ سے سمجھنا ضروری ہے وہ ہے معاویہ کا مزاج۔

برادرانِ اسلام!

بات کو نہ سمجھیں بلکہ بات کی گہرائی کو سمجھیں۔

حضرت ابو درداء کا معاویہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ دور تھا حضرت عمر کا۔ معاویہ رسالت مآب ﷺ کی حدیث سن کر بھی سود خوری سے باز نہ آیا تو حضرت ابو درداء نے حکومتی دباؤ سے اسے روکنے کی کوشش کی۔

عقلمندوں کو یہیں سے سمجھ جانا چاہیے کہ جس شخص کو حرام کام سے روکنے کے لیے حکومتی مکتوب کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اس کے سر پر حضرت عمر کی تلوار باقی نہ رہے تو کیا اس کو شریعت کی خلاف ورزی سے روکا جا سکے گا؟

معاویہ کی قلعی اس ایک واقعہ نے کھول دی۔ اب جس کی مرضی کہ وہ معاویہ معاویہ کرے یا اسلام اور شریعت کے وفاداروں کی بات کرے۔

احبابِ ذی وقار!

یہاں تک معاویہ کا کردار اور مزاج کھل کر سامنے آ چکا ہے۔ لیکن اب تک ایک سوال باقی ہے۔ اور وہ یہ کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا حکم موصول ہونے پر معاویہ اپنے اس سیاہ کرتوت سے باز آ گیا تھا؟

یعنی جس شخص نے رسالت مآب ﷺ کی حدیث نہیں مانی۔ صحابیِ رسول حضرت ابو درداء کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ آیا حکومتی آرڈر کی تعمیل بجا لایا یا اس کو بھی نہیں مانا؟

تو اس کا جواب بھی بڑا کرب ناک ہے۔ معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم نامہ جاری ہونے کے باوجود سودی لین دین نہیں چھوڑا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھل کر جواب تو نہیں دے سکتا تھا کہ میں آپ کی بات نہیں مانوں گا۔ کھل کر جواب تو نہیں دیا لیکن اپنی حرکتوں سے باز بھی نہیں آیا۔ یہاں تک کہ دوبارہ حضرت عبادہ بن صامت کو معاویہ پر سختی کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

مسلم شریف میں ایک طویل حدیث ہے جس کے اندر حضرت عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ :

ایک جنگ جس میں سپہ سالاری کی ذمہ داری معاویہ کے پاس تھی۔ اس میں غنیمتوں میں چاندی کے برتن آئے تو معاویہ نے ایک شخص کو کہا کہ لوگوں کو ملنے والے وظائف کے بدلے یہ برتن انہیں بیچ دو (یہ چاندی کی چاندی کے بدلے ادھار بیع تھی جو سود ہے)

جب یہ بات حضرت عبادہ بن صامت کو پہنچی تو آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کی اور لوگوں کو بتایا کہ یہ سود ہے اور حرام ہے۔ لوگوں کو جب علم ہوا تو انہوں نے وہ سودا ختم کر دیا۔

ان لوگوں میں تو خدا خوفی تھی جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی حدیث سنتے ہی سودی لین دین ختم کر دیا۔

لیکن جب یہ بات معاویہ کو پتا چلی تو بجائے اس کے کہ حدیثِ رسول ﷺ کا نام آتے ہی وہ بھی باقی لوگوں کی طرح سرِ تسلیم خم کر دیتا اور ایمان اور اسلام کے تقاضے پورے کرتا۔اس نے ایسا کچھ بھی نہ کیا۔ بلکہ اسے حضرت عبادہ بن صامت کا یہ حدیث بیان کرنا ایسا ناگوار گزرا کہ کھڑے ہو کر خطبہ دیناشروع کر دیا:

**أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ؟**

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو حضور ﷺ سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے پاس موجود تھے اور آپ ﷺ کی صحبت میں تھے لیکن ہم نے آپ ﷺ سے وہ باتیں نہ سنیں۔

اربابِ ذی وقار!

یہ دبے لفظوں میں حضرت عبادہ بن صامت کو جھوٹا ٹھہرایا جارہا تھا۔

- ایک طرف سودی لین دین۔
- پھر رسالت مآب ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کی۔
- حضرت ابو درداء کے روکنے پر بھی جناب باز نہیں آئے۔

- حضرت عمر نے اس حرا کام سے روکنے کے لیے تحریری حکم جاری کیا لیکن جناب ابھی تک سودی کاموں میں ملوث لگے پڑے ہیں۔
- پھر جب حضرت عبادہ بن صامت روکنے کی کوشش کرتے ہیں تو جناب کو اتنا غصہ آتا ہے کہ عبادہ بن صامت کو جھٹلانے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

احبابِ ذی وقار!

مجرمانہ ذہن کی چال سازی کی رفتار ملاحظہ کریں۔

چونکہ یہ واقعہ عام حالات کا نہیں تھا۔ یہ واقعہ اس وقت کا تھا جب لوگ ہتھیار لے کر دشمن کے مقابلے پہ نکلے ہوئے تھے۔ ان حالات میں معاویہ حدیثِ رسول ﷺ کا صاف صاف انکار کرتا تو کچھ بعید نہیں تھا کہ اس کے اپنے ہی لشکر کا کوئی شخص اس کی حقیقت پہچان کر زمین سے اس کا بوجھ ہلکا کر دیتا۔

جنگی حالات میں اس قسم کا خطرہ موجود ہوتا ہے۔ لہذا اس موقع پر حدیث کا صاف انکار کرنے کے بجائے راویِ حدیث حضرت عبادہ بن صامت کی شخصیت پر سے اعتماد اٹھانے کی ناپاک سازش کی۔ اور کوشش کی کہ حضرت عبادہ بن صامت اس حدیث کو سرے سے بیان ہی نہ کریں۔ اور اگر بیان کریں تو لوگ ان کی بات پہ اعتماد نہ کریں۔

لیکن عبادہ بن صامت وہ تھے کہ معاویہ کی تقریر سننے کے بعد فرمایا:

**لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ**

ہم نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اسے ضرور بیان کریں گے چاہے معاویہ کو برا لگے۔

پھر کہا:

مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَصْحَبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ [25]

مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ تاریک رات میں اس کے لشکر کے اندر اس کے ساتھ نہ رہ سکوں۔

معاویہ بن ابی سفیان کے مداحین کے ساتھ دشواری یہ ہے کہ انہوں نے معاویہ کو وہ حیثیت دے رکھی ہے جو زمینی حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔ پھر جب کوئی بات معاویہ کے خلاف سنتے ہیں تو طرح طرح کے بہانے بنا کر اس کا انکار کرتے ہیں۔ عام انکار یہ ہوتا ہے کہ:

یہ تاریخ ہے۔ لہذا معتبر نہیں۔

اگرچہ ان کی یہ بات بھی تحقیق کے خلاف ہے۔ لیکن معاویہ بن ابی سفیان کی سود خوری اور سود کو حلال جاننے کے بارے میں تاریخی دستاویزات کے بجائے احادیثِ مسندہ باسانیدِ صحیحہ موجود ہیں۔ اکابر صحابہ کرام کا انکار اور اعتراض صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے۔

کیا پھر بھی معاویہ کی محبت میں سوچنا سمجھنا حرام سمجھا جاتا رہے گا؟

---

25 صحیح مسلم 1587

معاویہ کے امتیوں نے معاویہ کا تقدس بحال رکھنے کی خاطر:

1: پہلے تو بلا دلیل لوگوں کی نظر میں معاویہ کا ایک مقام متعارف کروایا۔

2: اور پھر لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تاکہ وہ زمینی حقائق کو دیکھ نہ پائیں۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان دو باتوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا جائے تو کوئی عقلمند معاویہ کو مسلمان ماننے کے لیے تیار نہ ہو گا۔

ایک نو مسلم جو زمینی حقائق، احکامِ شرعیہ اور معاویہ کے مجموعی کردار کے مطالعہ کے بعد معاویہ کے بارے میں نظریہ قائم کرنا چاہے تو وہ معاویہ کو کبھی بھی منافق سے بہتر درجہ نہیں دے گا۔

اور جو لوگ معاویہ کا جعلی تقدس بنائے بیٹھے ہیں۔ ہم ان سے بھی کہنا چاہیں گے۔ معاویہ کے لیے خود ساختہ تقدس کے بجائے درست انداز میں معاویہ کو امت کے سامنے پیش کرو۔ ہم شرطیہ کہتے ہیں کہ امت میں سے کوئی ایک شخص بھی معاویہ کو مسلمان نہیں مانے گا۔

لیکن یہ سب تمہاری چالبازی ہے کہ سادہ لوح عوام کی نظروں میں پہلے معاویہ کا جعلی تقدس متعارف کرواتے ہو۔ جب معاویہ کی شخصیت اسلام کی حساس ترین شخصیت بن چکتی ہے تو اب مجبوراً معاویہ کے ہر کالے کرتوت کو سفید ٹھہرانا اعتقادی مجبوری بن جاتا ہے۔

ہم اہلِ اسلام کو درست طریقے سے سوچنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ معاویہ کو گالی دے۔ وہ معاویہ کو کافر کہے یا منافق بولے۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ:

پہلے جانو پھر مانو۔۔۔!!!

برادرانِ اسلام!

یقین جانو کہ اسلام کے اندر معاویہ کی کوئی ایسی حیثیت نہیں کہ اگر اس کو نہ مانا جائے تو آپ کے اسلام پہ کوئی فرق پڑے۔ اگر تم معاویہ کو کافر مانو جب بھی تمہارے اسلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دنیا کا کوئی مفتی تم پر کفر کا فتوی نہیں دے سکتا۔

لہذا اندھیرے میں تیر چلانے کے بجائے پہلے معاویہ کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اس کے بعد اگر تمہیں لگتا ہے کہ اسے مسلمان ماننا چاہیے تو تمہاری مرضی۔ اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ معاویہ نے اسلام کا صرف ظاہری لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ حقیقت میں وہ منافق تھا۔ تو یقین جانو کہ اس اعتقاد سے بھی تمہارے اسلام وایمان پہ کسی قسم کا کوئی بھی فرق نہیں پڑے گا۔

یہ سب معاویہ پارٹی کا بنا ہوا جال ہے کہ معاویہ کی بے ادبی کی تو نہ جانے کیا ہو جائے گا۔ جب معاویہ کا اسلام ہی ثابت نہ ہو پائے تو پھر اس کا تقدس کہاں سے آ گیا؟ اور مسلمانوں پر معاویہ کے بارے میں خوش اعتقادی کا وجوب کہاں سے نکال لیا گیا؟

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ایم اے

فتحِ مکہ کے موقع پر اسلام کا اظہار کرنے کے باوجود معاویہ بن ابی سفیان نے دورِ جاہلیت کی عادات کو ترک نہیں کیا۔ جیسے سود خوری کی پرواہ نہیں تھی یونہی شراب جیسی ناپاک لعنت کو بھی گلے سے لگائے رکھا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے ہاں شراب کا ایسے دور دورہ تھا کہ کھانے کے دستر خوان پر معمول کے مطابق جیسے کھانا آتا تھا یونہی شراب بھی آیا کرتی تھی۔ آنے والے مہمانوں کو جیسے کھانا پیش کیا جاتا تھا بالکل ویسے ہی شراب بھی پیش کی جاتی تھی۔

اربابِ ذی وقار!

ستم ظریفی کی انتہا تھی۔ ایک ایسی لعنتی چیز جس کے پینے والے پر رسالت مآب ﷺ نے خود لعنت فرمائی۔ وہ چیز معاویہ بن ابی سفیان کے دستر خوان پر معمول کے مطابق آیا کرتی۔ جناب خود بھی پیتے اور مہمانوں کو بھی پیش کرتے۔

عبد اللہ بن بریدہ کا کہنا ہے کہ میں اور میرے والد معاویہ کے پاس گئے تو معاویہ نے ہمیں بچھونوں پر بٹھایا پھر کھانا لایا گیا تو ہم نے کھایا۔

**ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** [26]

---

[26] مسند احمد بن حنبل ج16ص473ح22837

تاریخِ دمشق 27/127

پھر شراب لائی گئی تو معاویہ نے شراب پی پھر میرے والد کو دی۔ پھر (میرے والد بریدہ نے) کہا:

جب سے اس کو رسالت مآب ﷺ نے حرام کیا ہے میں نے اس کو نہیں پیا۔

مسند احمد کے محقق نے کہا :

**إسناده قوي**

یعنی اس حدیث کی سند قوی ہے۔

علامہ نور الدین ہیثمی نے اس روایت کے بارے میں کہا:

**رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ**[27]

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا اور اس کی سند کے رجال وہی ہیں جو صحیح بخاری کے رجال ہیں۔

احبابِ ذی وقار!

ہمیں تو سر پیٹنے کو جی کر رہا ہے۔

کہاں جائیں اور کس کو اپنے داغِ جگر دکھائیں؟

بقولِ شاعر:

فاسق تھا وہ بھی جس کا بڑا اعتبار تھا

حد ہو گئی کہ مفتیٔ دیں بادہ خوار تھا

---

27 مجمع الزوائد 5/42

معاویّین نے جس شخص کو اسلام کا ہیرو اور پوری امت کا ماموں بنا کر پیش کیا ہے وہ خود بھی شراب پی رہا ہے اور بے شرمی کی انتہا کہ آنے والوں کے چھوٹے بڑے ہونے کی حیا کیے بغیر انہیں باقاعدہ شراب پیش کر رہا ہے۔

کیا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے دور میں اس طرح کا مزاج اور احکامِ شرعیہ کی اس انداز میں پائمالی کسی اور کی جانب سے دیکھنے کو ملتی ہے؟

جو لوگ عقیدت کے اوندھے گڑھے میں نہ گرے ہوں۔ ان کی نظر میں معاویہ کی یہ حرکتیں معاویہ کے اسلام کو بھی شک میں ڈال دیتی ہیں۔ ہوشمند یہ بات سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ: شاید معاویہ کی طرف سے اسلام کا اظہار صرف تلوار کے خوف سے تھا۔

کیونکہ مکہ مشرفہ فتح ہو چکا تھا۔ ابوسفیان کی حکومت کا جنازہ نکل گیا تھا۔ ایسی صورتحال میں اسلام کے اظہار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ تو بہت ممکن ہے کہ معاویہ اور اس کے باپ کی جانب سے اسلام کا اظہار صرف دکھاوے کے لیے ہو۔ اور دل میں وہی کفر چھپا ہو جس پر ساری زندگی گزاری تھی۔ پھر جب دیگر حالات و واقعات کو سامنے رکھا جائے تو اس فکر کو مزید تقویت ملتی ہے جیسا کہ عنقریب ہم بہت سے چشم کشا حقائق اپنے قارئین کے سامنے رکھنے والے ہیں۔

بعض عشاقانِ معاویہ معاویہ کو بچانے کے لیے کہتے ہیں کہ اس روایت میں شراب کا ذکر ہے۔ عربی میں شراب تو بہت سی چیزوں کو کہا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا مشروب ہو۔

ہم ان کو اس قسم کی گفتگو سے نہیں روکیں گے۔ کیونکہ ان کے اصول وضوابط کا خلاصہ معاویہ بن ابی سفیان کی شخصیت کو بچانا ہے۔ اور یہ کام بھی ان لوگوں نے خود نہیں کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے دور میں اس کام کے لیے بڑا مال خرچ کیا۔

لیکن اہلِ عقل ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ ان حضرات کی یہ گفتگو سرے سے باطل ہے۔ کیونکہ جو شراب لائی گئی تھی، وہ کوئی دوسرا مشروب ہوتا تو بریدہ کبھی نہ کہتے:

مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب سے اسے رسالت مآب ﷺ نے حرام فرمایا ہے، میں نے اسے کبھی نہیں پیا۔

اگر کوئی دوسرا مشروب تھا تو بریدہ کی اس گفتگو کا کیا مطلب بنے گا؟

نیز معاویہ کی شراب نوشی کے بارے میں ذخیرہ حدیث میں تنہا یہی روایت نہیں۔ اس روایت کے علاوہ بھی معاویہ کے کرتوتوں کے گواہ ذخیرۂ حدیث میں بکھرے پڑے ہیں۔ بس ضرورت ان گواہوں کو سامنے لا کر ان کی بات ماننے کی ہے۔ اور ان گواہوں کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان کے دور میں جب معاویہ شام کا گورنر تھا اس وقت بھی شراب کے مشکیزے بھر بھر کر معاویہ کے لیے منگوائے جاتے تھے۔

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن سہل انصاری نے حضرت عثمان کے دور میں ایک جنگ میں شرکت کی اور اس وقت معاویہ شام پر امیر تھا۔

**فَمَرَّتْ بِهِ رَوَايَا خَمْرٍ تُحْمَلُ لِمُعَاوِيَةَ، وَبُرٌّ**

محمد بن کعب کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن سہل انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس سے شراب کے مشکیزے اور گندم گزری جو معاویہ کے لیے لاد کر لے جائے جا رہے تھے۔

جب عبد الرحمن بن سہل نے شراب کے مشکیزے دیکھے تو ہر مشکیزے میں اپنا نیزہ مار دیا۔ معاویہ کے نوکروں چاکروں نے عبد الرحمن بن سہل انصاری کو پکڑ لیا۔ جب معاملہ معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے اس انصاری صحابی کے لیے کہا:

**دَعُوهُ فَإِنَّهُ شَيْخٌ قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهُ**

اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ اس بوڑھے کی عقل جا چکی ہے۔

جب حضرت عبد الرحمن بن سہل انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے معاویہ کی یہ گفتگو سنی تو بولے:

**كَذَبَ وَاللهِ، مَا ذَهَبَ عَقْلِي، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نُدْخِلَ بُطُونَنَا، وَأَسْقِيَتَنَا، وَأَحْلِفُ بِاللهِ لَئِنْ أَنَا بَقِيتُ حَتَّى أَرَى فِي مُعَاوِيَةَ مَا سَمِعْتُ مِنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَأَبْقُرَنَّ بَطْنَهُ أولَأَمُوتَنَّ دُونَهُ**[28]

---

28 معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 4616

اللہ کی قسم معاویہ جھوٹا ہے۔ میری عقل نہیں گئی لیکن اللہ عزاسمہ کے رسول ﷺ نے ہمیں شراب کو اپنے پیٹوں اور اپنے مشکیزوں میں داخل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور میں اللہ سبحانہ تعالی کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں زندہ بچا یہاں تک کہ معاویہ کے بارے میں وہ دیکھا جو میں نے رسالت مآب ﷺ سے سنا ہے۔ ضرور میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گا یا اس کے لیے مر جاؤں گا۔

اربابِ ذی وقار!

جن لوگوں نے شجرِ اسلام کی آبیاری کی خاطر جان، مال، اولاد کے نذرانے پیش کیے ان کا معاویہ کی بد عملی دیکھ کر غضبناک ہونا ضروری تھا۔ لیکن معاویہ کا تو اسلام کے لیے کچھ نہیں لگا۔ نہ جان نہ مال نہ اولاد۔ باپ بیٹے نے ساری زندگی اسلام کی دشمنی میں گزار دی۔ اور پھر فتحِ مکہ کے موقع پر دوسری چال چلی کہ مسلمان بن بیٹھے لیکن اندر سے اسلام دشمنی کی آگ بجھ نہ پائی۔ پہلے کھلے عام اسلام کو نقصان پہنچاتے رہے اور اب چھپ کر وار کرنے لگ گئے۔

ہمارے ہاں لکیر کے فقیروں کی کوئی کمی نہیں۔ ورنہ عقلمند اور حقیقت شناس آدمی کو اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ معاویہ اور اس کے باپ نے اپنے کھلے کفر کے دور میں اسلام کو اس قدر نقصان نہیں پہنچایا جتنا نقصان اسلام کا لبادہ

---

تاریخِ دمشق 34/420

مختصر تاریخِ دمشق 14/263

جامع المسانید والسنن 5/514

اوڑھ کر پہنچایا ہے۔ لیکن یہ حقیقت اسی وقت نظر آئے گی جب آپ "پہلے جانو پھر مانو" کے کلیے کی پابندی کریں گے۔ لیکن اگر آپ نے جاننے سے پہلے مان لیا تو حال وہی ہو گا جو اس وقت معاویہ کی وجہ سے امت کا ہو رہا ہے۔

*************************

من ازیں ابن خال بے زارم

وزپدر نیز ہم دل آزارم

میں ماموں کے اس بیٹے (یزید) سے بیزار ہوں اور باپ (معاویہ) سے بھی رنجیدہ ہوں۔

حدیقۃ الحقیقۃ- حکیم سنائی- صفحہ 141

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

رشوت ایک ایسی لعنت ہے کہ جس معاشرے میں آجائے اس معاشرے کی تباہی کے لیے کسی دوسری برائی کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اور معاویہ بن ابی سفیان وہ شخص ہے کہ جس نے نہ صرف اسلامی معاشرے میں رشوت کے چلن کا آغاز کیا بلکہ ایک ایسے ملعون مقصد کی تکمیل کے لیے رشوت کی شروعات کی کہ جس نے ملتِ اسلامیہ کو تباہی کے گھڑے میں دھکیل دیا۔

ہوا یوں کہ جب معاویہ نے اپنے شرابی اور نشے میں بدمست رہنے والے بیٹے یزید ملعون کے لیے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا تو جس جس شخص کے بارے میں خدشہ تھا کہ وہ یزید لعین کی بیعت کو قبول نہیں کرے گا اس کو منانے کے لیے رشوت کا سہارا لینا شروع کیا۔ پھر یہ مسئلہ الگ ہے کہ سامنے والے شخص نے رشوت قبول کی یا نہیں۔ لیکن معاویہ نے اپنی طرف سے رشوت کی لعنت کو گلے میں ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

## ابنِ عمر کو رشوت دہندگی:

نافع سے مروی ہے۔ کہتے ہیں:

**أَنَّ مُعَاوِيَةَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ بِمِائَةِ أَلْفٍ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُبَايِعَ لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَرَى ذَاكَ أَرَادَ. إِنَّ دِينِي عِنْدِي إِذًا لَرَخِيصٌ** [29]

---

29 السنن الکبری للبیہقی 16632

المعرفۃ والتاریخ للفسوی 1/492

الطبقات الکبری لابن سعد 4/170

یعنی معاویہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی جانب ایک لاکھ درہم بھجوائے۔ پھر جب یزید ملعون کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ معاویہ کا مقصد یہی تھا (یعنی درہم دے کر مجھ سے یزید لعین کے لیے بیعت لینا۔ اگر میں ایک لاکھ میں اپنی فکر کے خلاف بیعت کر لوں) تب تو میرا دین میری نظر میں بھی بہت سستا ہوا۔

ابنِ جوزی متوفی 597ھ نے اسے محمد بن سعید کے حوالے سے ذکر کیا۔ [30]

ابو الفرج معافی بن زکریا جریری متوفی 390ھ نے اس روایت کو ذکر کرنے سے پہلے ان الفاظ میں باب کا عنوان باندھا:

**مُعَاوِيَة يغري ابْن عمر بِالْمَالِ ليبايع ليزِيد** [31]

یعنی معاویہ مال کے ذریعے حضرت عبد اللہ بن عمر کو یزید لعین کی بیعت پہ ابھارنا چاہتا تھا۔

---

سیر اعلام النبلاء 3/225

المہذب فی اختصار السنن الکبیر 6/3262

مرآۃ الزمان 9/119

30 صفۃ الصفوۃ 1/218

31 الجلیس الصالح الکافی ص 470

حافظ ابنِ حجر نے فتح الباری میں اسماعیلی کے حوالے سے اسے ذکر کرتے ہوئے کہا:

**فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَخَذَهَا فَدَسَّ إِلَيْهِ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُبَايِعَ فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ لِذَاكَ يَعْنِي عَطَاءَ ذَلِكَ الْمَالِ لِأَجْلِ وُقُوعِ الْمُبَايَعَةِ إِنَّ دِينِي عِنْدِي إِذًا لَرَخِيصٌ** [32]

یعنی معاویہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی جانب ایک لاکھ درہم بھیجے اور خفیہ انداز میں ایک شخص بھی مقرر کیا جس نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہا: آپ (یزید ملعون کی) بیعت کیوں نہیں کرتے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: یہ اس کے لیے تھا۔۔۔!!! یعنی یہ مال کی عطا بیعت لینے کے لیے تھی۔۔۔!!! تب تو میرا دین میری نظر میں بہت سستا ہوا۔

اس واقعہ کو سید محمد بن عبد الرسول حسنی برزنجی متوفی 1103ھ نے بھی ذکر کیا۔ [33]

ایک روایت میں یوں بھی ملتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی ایک زمین تھی جس کے سامنے بڑی اچھی زمین تھی۔

---

32 فتح الباری 13/70

33 الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص69

حضرت عبد اللہ بن عمر سے بیعت کا تقاضا جاری تھا اور آپ انکار کر رہے تھے۔ پس بنو امیہ کی طرف سے خفیہ طریقے سے حضرت عبد اللہ بن عمر کو پیام بھیجا گیا:

أَيَسُرُّكَ أَنْ تُشْتَرَى فَتُوهَبَ لَكَ؟

کیا آپ اس دوسری زمین کے بارے میں چاہتے ہیں کہ وہ خرید کر آپ کو تحفے میں دے دی جائے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: میں ضرور ایسا چاہتا تو ہوں۔

پس بنو امیہ کی جانب سے وہ زمین خرید کر حضرت عبد اللہ بن عمر کو ہبہ کر دی گئی اور پھر (یزید ملعون کی) بیعت کا تقاضا بھی کر دیا گیا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

فَإِذًا ذَاكَ لِذَاكَ: إِنَّ دِينِي عِنْدِي إِذًا لَرَخِيصٌ [34]

یعنی یہ "مہربانی" اس مقصد کے لیے تھی۔۔۔ تب تو میرا دین میرے ہاں بہت سستا ہوا۔

اربابِ ذی وقار! جو شخص اپنے مقاصدِ فاسدہ کی تکمیل کی خاطر رشوت جیسی لعنت کی گنجائش نکال سکتا ہے اس سے معاشرے کی اصلاح کی امید سراسر باطل ہے۔ اپنے ارد گرد کی دنیا کو دیکھ لیں۔ ہر وہ معاشرہ جس میں رشوت کا جتنا چلن ہے اس میں تباہی کی مقدار بھی اسی تناسب سے ہے۔

---

34 غریب الحدیث لابراہیم الحربی 3/962

رسالت مآب ﷺ تو اس معاشرے کو تباہ کن عناصر سے پاک کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اسی لیے رشوت دینے والے کو بھی جہنمی ٹھہرایا اور رشوت لینے والے کو بھی۔ لیکن اس معاشرے کو دوبارہ تباہی میں دھکیلنے کے لیے اسلامی معاشرے میں سب سے پہلے رشوت کی لعنت ڈالنے والے کا نام معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

اپنے لعین بیٹے کی بیعت لینے کی خاطر حضرت عبد اللہ بن عمر کو رشوت پیش کی۔ اگرچہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو قبل از وقت اس کی خبر نہ تھی لیکن معاویہ جو کر سکتا تھا اس نے وہ کر دیا۔

## ابنِ ابی بکر کو رشوت دہندگی کی کوشش:

حضرت عبد اللہ بن عمر کے علاوہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کو بھی لالچ دینے کی کوشش کی۔ جب حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر نے یزید لعین کی بیعت سے انکار کر دیا تو معاویہ نے ان کی جانب بھی ایک لاکھ درہم بھجوائے۔ لیکن حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر نے انہیں لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

**أبيع ديني بدنياي** [35]

---

35 المستدرک علی الصحیحین ح 6015 وسكت عنه الذهبي في التلخيص

تاریخ دمشق 35/36

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 2/825، 826

کیا میں اپنا دین اپنی دنیا کے بدلے بیچ ڈالوں؟

احبابِ ذی وقار!

جو شخص اپنے مقاصد کی تکمیل کی خاطر اس حد تک گر جائے اس سے خیر کی امید کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہیجڑے سے بیٹا ملنے کی امید کرنا۔

لہذا اپنی افکار کی درست صف بندی کیجیے۔ پہلے جانیے اور پھر مانیے۔ صحابہ کی عظمت کے لیے جان دینا بھی سعادت جانیے مگر ایسے لوگ جو اسلام کے اجلے دامن پر داغ کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں زبردستی صحابی بنا کر صحابیت کے مقام کی توہین مت کیجیے۔

یقین جانیے کہ معاویہ کو بچانے کے لیے مقامِ صحابیت کا سہارا لینا بہت بڑا دھوکا ہے۔

---

اسد الغابۃ 3/462

الاصابۃ 4/276

مرآۃ الزمان 7/369

الوافی بالوفیات 18/96

نہایۃ الارب 19/140، 141

البدایۃ والنہایۃ 11/330

العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین 5/34، 35

التحفۃ اللطیفۃ 2/134

قلادۃ النحر 1/362، 390

شذرات الذہب 1/251

اہلِ سنت کے ہاں کبھی بھی صحابہ کے گستاخ کے لیے نرم گوشہ نہیں رہا۔

لیکن پہلے یہ تو طے کر لیا جائے کہ جس کا دفاع کیا جارہا ہے وہ صحابی ہے بھی یا نہیں۔

معاویہ کو ایک من گھڑت تعریف کے ذریعے صحابی بنایا گیا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اس تعریف کے ذریعے بھی معاویہ صحابی نہیں بنتا۔ کیونکہ اس تعریف کے مطابق ایمان ضروری ہے اور معاویہ کا ایمان ثابت ہی نہیں۔

اور اگر صحابی کی شرعی تعریف کے تناظر میں دیکھا جائے تو معاویہ سے بہت بڑے لوگوں کو بھی اس عظیم مقام سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔

لہذا اصحابہ کی تعریف کیجیے۔ بروں کو صحابی کے مقام پہ بٹھا مقامِ صحابیت کی بے ادبی نہ کیجیے۔ اور یقین جانیے کہ:

جتنا بڑا جرم کسی صحابی کو برا کہنا ہے۔ اس سے بڑا جرم کسی برے کو زبردستی صحابی بنانا ہے۔

************************

# حرام خوری

# وغارت گری کا مُرَوِّج

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ نے جس انداز میں اسلام کی خوبیوں کا شیرازہ بکھیرا، وہ دوچار سطروں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے سطورِ بالا میں بتایا کہ معاویہ سود خوری اور شراب نوشی میں ملوث تھا۔ لیکن اگر بات کو مزید قریب سے دیکھنے کی کوشش کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ صرف خود ان کاموں میں مصروف نہیں بلکہ اس کا باقاعدہ حکم دیتا تھا اور مسلم معاشرے میں ان کاموں کو عام کرنے میں بھرپور کردار ادا کرتا تھا۔

ہم نے سطورِ بالا میں بھی کہا کہ معاویہ اور اس کے باپ نے اسلام کا اظہار کیے بغیر اسلام کو اس قدر نقصان نہیں پہنچایا جتنا نقصان اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پہنچایا۔ ابوسفیان کو تو باقاعدہ حکومت نہ مل سکی لیکن معاویہ حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر اس نے اسلام اور اہلِ اسلام سے اپنی پرانی ہر اس شکست کا بدلہ لیا جس کا سامنا اسے اور اس کے باپ کو اسلام اور اہلِ اسلام کی طرف سے کرنا پڑا تھا۔

مسلم معاشرے کو عملی پستی میں دھکیلنے کے لیے معاویہ حرام خوری کا حکم دیا کرتا تھا اور وہ امن جس کا پیام دینے کے لیے رسالت مآب ﷺ جلوہ گر ہوئے۔ اس امن کو تباہ کرنے کے لیے معاویہ بن ابی سفیان قتل وغارت گری کی ترویج کیا کرتا تھا۔

عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاصی سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ اس کے آخر میں عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ کہتے ہیں

کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاصی سے کہا:

**هَذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللهُ يَقُولُ: { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا }**

یہ آپ کے چچا کا بیٹا معاویہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم آپس میں اپنے مال باطل طریقوں سے کھائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں۔ حالانکہ اللہ عزاسمہ کا ارشادِ پاک ہے: اے ایمان والو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ الا آنکہ تمہارے بیچ باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ عزاسمہ تم پہ مہربان ہے۔

عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ نے جب یہ بات کہی تو عبد اللہ بن عمرو بن عاصی سن کر خاموش ہو گئے۔ اور خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاصی جہاں اس حکمِ شرعی کو جانتے تھے وہیں معاویہ کے کرتوتوں اور اس کی جانب سے حرام خوری اور باہمی قتل و غارت گری کے حکم سے بھی واقف تھے۔ نہ تو وہ حکمِ قرآنی کا انکار کر سکتے تھے اور نہ ہی معاویہ کو ان کرتوتوں سے بری بتا سکتے تھے۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد بولے:

**أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ** [36]

---

[36] مصنف ابن ابی شیبۃ 7/446

اللہ کی فرمانبرداری میں معاویہ کی بات مان۔ اور اللہ کی نافرمانی میں معاویہ کی بات مت مان۔

احبابِ ذی وقار!

ہم پہلے بھی بیان کر چکے کہ معاویہ پارٹی کی ایسی مت ماری گئی ہے کہ جب ان کے سامنے اس قسم کی باتیں بیان کی جائیں تو وہ معاویہ کو مجتہد بنا کر کھلی چھوٹ دے دیتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ معاویہ کا یہ اجتہاد عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ کو کیوں نہ سمجھ آیا؟ اگر ان کو معاویہ کا یہ اجتہاد سمجھ آتا تو وہ ہرگز نہ کہتے کہ معاویہ باطل خوری اور باہمی قتل و غارت گری کا حکم دیتا ہے۔

اور اگر عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ کو یہ بات سمجھ نہ آسکی تھی تو عبد اللہ بن عمرو بن عاصی کو سمجھ آجاتی۔ وہ تو جنگِ صفین میں معاویہ کے لشکر کا حصہ بھی رہے۔ ان کے والد عمرو بن عاصی معاویہ کے جگری یار تھے۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاصی کو کہنا چاہیے تھا کہ:

اے عبد الرحمن! ٹھہرو!

جسے تم باطل خوری اور باہمی قتل و غارت گری ٹھہرا رہے ہو وہ امت کے

---

صحیح مسلم 1844

سنن ابی داود 4248

مسند احمد 6503

ماموں کا اجتہاد ہے۔ اس باطل خوری اور باہمی قتل وغارت گری کا حکم دے کر ماما جی ایک ثواب کما رہے ہیں۔۔۔!!!

لیکن عبد اللہ بن عمرو بن عاصی نے ایسا کچھ نہ کہا۔ کیونکہ وہ معاویہ کو بہت قریب سے دیکھ چکے تھے۔ اسی وجہ سے جنگِ صفین میں معاویہ کے لشکر میں ہو کر بھی امام علی کے خلاف تلوار نہ نکالی۔ بلکہ بار بار معاویہ کو ٹوک رہے تھے۔ وہ معاویہ کی وجہ سے اپنی آخرت داؤ پہ نہیں لگانا چاہتے تھے۔ اس لیے صاف صاف کہہ دیا کہ:

جب تک اللہ عزاسمہ کی فرمانبرداری کا بولے تب تک اس کی بات مانو۔

جہاں وہ اللہ عزاسمہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس کی بات نہ مانو۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاصی نے ایک ہی جملے سے حکمِ شرعی کی وضاحت کے ساتھ ساتھ معاویہ کو ان جرائم میں ملوث بھی مان لیا۔ لیکن معاویہ پارٹی یہاں بھی اپنے جعلی مامے کو بچانے کا کوئی نا کوئی بہانہ ڈھونڈ لے گی۔

# بیتِ معاویہ

# حرام کاریوں کی آماج گاہ

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ بن ابی سفیان کی جانب سے شریعت کی خلاف ورزی شراب نوشی، سود خوری، رشوت دہندگی، قتل وغارت گری کی ترویج تک منحصر نہ تھی۔ معاویہ کا کردار بتاتا ہے کہ اس کی نظر میں شرع شریف کی سرے سے کوئی اہمیت نہ تھی۔

بس ضرورت صرف اور صرف اتنی سی بات کی ہے کہ معاویہ کا کردار بے جا عقیدت کا چشمہ اتار کر دیکھا جائے۔ اس کے بعد ہمیں کسی کو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ آگے کا فیصلہ وہ خود طے کر لے گا۔

جس وقت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا وصال ہوا اور اطلاع معاویہ کو پہنچی تو دربارِ معاویہ میں خوشی کا سماں بندھ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر مقدام بن معدیکرب نے معاویہ کو اس کے سامنے آئینہ دکھانے کی ٹھانی۔ مقدام نے کہا:

**يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي**

اے معاویہ! اگر میں سچ بولوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھے جھوٹا کہنا۔

معاویہ نے کہا: ٹھیک ہے۔

مقدام نے کہا:

**فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟**

میں تجھے اللہ عزاسمہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے رسالت مآب ﷺ کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا؟

معاویہ نے کہا: ہاں۔

مقدام نے کہا:

فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟

میں تمہیں اللہ عزاسمہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تونے رسالت مآب ﷺ کو ریشم پہننے سے روکتے ہوئے سنا؟

معاویہ نے کہا: ہاں۔

مقدام نے کہا:

فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ، وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟

میں تجھے اللہ عزاسمہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تونے رسالت مآب ﷺ کو درندوں کی کھال پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکتے سنا؟

معاویہ نے کہا: ہاں۔

جب معاویہ نے ہر بات کی تصدیق کرلی تو مقدام نے معاویہ کے کردار کی پستی اور جان بوجھ کر شرع شریف کی خلاف ورزی اور محرمات کے ارتکاب کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا:

فَوَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ

اللہ عزاسمہ کی قسم اے معاویہ! یہ ساری چیزیں میں نے تیرے گھر کے اندر دیکھی ہیں۔

معاویہ کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ کیونکہ معاویہ ان سارے گناہوں کا مرتکب اور اس کا گھر ان ساری حرامکاریوں کی آماج گاہ تھی۔

مجبورا معاویہ کو کہنا پڑا:

قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ

اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے بچ نہیں سکوں گا۔

معاویہ کے پاس مقدام کی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا لہذا اس وقت معاویہ کو مجبورا ہتھیار ڈالنا پڑے۔ لیکن معاویہ بہت شاطر دماغ کا آدمی تھا۔ جانتا تھا کہ جو کام کسی طریقے سے نہ ہو سکے وہ کام پیسے سے ہو جاتا ہے۔ اور ہم پہلے بھی بتا چکے کہ معاویہ کو جہاں مقاصد حل ہوتے نظر نہ آتے وہاں معاویہ رشوت کا سہارا لیا کرتا تھا۔ یہاں حضرت مقدام کو بھی معاویہ نے پیسے کے ذریعے خریدنے کی کوشش کی۔ حضرت مقدام کے ساتھ دو اور لوگ بطورِ نمائندہ معاویہ کے پاس آئے تھے۔ لیکن معاویہ نے حضرت مقدام کو باقی دونوں سے زیادہ مال دے کر جیتنے کی کوشش کی۔ اور فقط یہی نہیں۔ بلکہ حضرت مقدام کے بیٹے کا نام بھی دیوان میں ان لوگوں میں درج کروادیا جنہیں دوسو درہم سے زیادہ تنخواہ دی جاتی تھی۔

معاویہ نے یہ چال اس لیے چلی تاکہ حضرت مقدام کا دل جیت لے۔ لیکن اس موقع پر مقدام بن معدی کرب نے بھی انتہائی سمجھداری سے کام لیا۔

معاویہ نے جو کچھ حضرت مقدام کو دیا، مقدام نے وہ سارا مال لے کر اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا(تاکہ معاویہ کی آخری امید بھی ٹوٹ جائے اور معاویہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ وہ شخص نہیں جو پیسے دے کر خرید اجا سکے۔)[37]

ذہبی نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد کہا:

**إِسْنَادُهُ قَوِيٌّ**[38]

یعنی اس کی سند مضبوط ہے۔

مردوں کے لیے سونا پہننا حرام۔۔۔ ریشمی لباس پہننا ناجائز۔۔۔ درندوں کی کھالیں پہننا اور ان پہ بیٹھنا منع۔۔۔ لیکن یہ سارے کام معاویہ کے گھر میں سرِ عام۔ سرِعام ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر سرِ عام نہ ہوتے تو مقدام بن معدیکرب جو بحیثیتِ مہمان آئے تھے۔ انہیں ان کاموں کی خبر نہ پڑتی۔

احبابِ ذی وقار! یہاں آپ صرف لفظِ سرِ عام پہ توجہ نہ کریں۔ بلکہ اس بات پہ بھی غور کریں کہ ایک مہمان جو مختصر وقت کے لیے کسی بادشاہ سے ملنے آتا ہے۔ اسے بادشاہ کے گھر کے حالات کی کتنی اطلاع ہو پاتی ہے؟ لیکن اس مختصر وقت میں بھی حضرت مقدام نے معاویہ کے گھر ہونے والی کئی ایک حرام کاریوں کو دیکھ

---

37 سنن ابی داود ح4131
المعجم الکبیر للطبرانی 20/269

38 سیر اعلام النبلاء 3/159

لیا۔ اس سے اندازہ کیجیے کہ معاویہ کے گھر شرع شریف کے خلاف ہونے والے اور کتنے ہی کام ہوں گے جنہیں حضرت مقدام نہ دیکھ سکے۔

احبابِ ذی وقار!

یہاں کسی کی داڑھی ایک سینٹی میٹر کم ہو جائے تو معاویّین اسے فاسق معلن بنا دیتے ہیں۔ لیکن جب بات معاویہ کی آتی ہے تو یہی لوگ اسے اتنی چھوٹ دیتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی حرام کاری کرنے کے بعد بھی ایک ثواب ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ ہر حرام کام کی آماجگاہ ہونے کے باوجود معاویّین کی نظر میں اس کے گھر کا نھیالی تقدس برقرار رہتا ہے۔

************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

وہ کون سا جرم ہے جو معاویہ کے دامن پہ نظر نہیں آتا؟ اجتہاد کا دائرہ اتنا وسیع کرنا پڑتا ہے کہ کفر و شرک کے لیے بھی اجتہاد میں ایک خانہ بنانا پڑتا ہے۔ تاکہ معاویہ کی ان حرکتوں کو اجتہادی کفر اور اجتہادی شرک بنا کر اسے کفر و شرک پہ کم از کم ایک ثواب تو دیا جا سکے۔

سود خوری کبیرہ گناہ۔۔۔ معاویہ کے ہاں موجود۔

شراب نوشی کبیرہ گناہ۔۔۔ معاویہ کے ہاں موجود۔

سونا اور زیور پہننا وغیرہ حرام۔۔۔ معاویہ کے ہاں موجود۔

رشوت دینا لینا لعنت لیکن معاویہ کے ہاں موجود۔

قتلِ مسلم تو وہ کبیرہ گناہ ہے کہ اسلوبِ قرآنی سے لگتا ہے کہ مسلمان کے قاتل کو ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا۔ لیکن معاویہ کے پاس اس کبیرہ گناہ کی ایسی بہتات کہ خدا کی پناہ۔ ہم تو سمجھ رہے ہیں کہ آج کل معاویہ جنتی کے جو نعرے لگ رہے ہیں۔ یہ سارا ثواب معاویہ نے اپنی اجتہادی غلطیوں کے ذریعے مسلمانوں کو مار مار کر ایک ایک ثواب کی صورت میں کمایا ہے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو معاویہ کو پسند نہ ہوتا۔ ہر وہ شخص جو امام علی علیہ السلام کا نام لیتا۔ ہر وہ شخص جو معاویہ کے کرتوتوں کو برا سمجھتا۔ معاویہ کو موقع ملتا تو کسی نا کسی بہانے اسے تہِ تیغ کر دیتا تھا۔

جن مسلمانوں کو معاویہ نے اپنی زندگی میں قتل کروایا ان کی تعداد تو اتنی زیادہ ہے کہ خود معاویہ کو بھی ان کا عدد معلوم نہیں۔ لیکن یہاں بات عام مسلمان کی نہیں۔ ہم یہاں رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کی بات کر رہے ہیں۔ ایک عام

مسلمان کا قتل بھی کبیرہ گناہ ہے۔ لیکن رسالت مآب ﷺ کے وہ صحابہ جنہوں نے اسلام اور رسالت مآب ﷺ کے نام پر اپنے جان و مال کی پرواہ کیے بغیر سر دھڑ کی بازی لگادی۔ کوئی کمزور سے کمزور ایمان والا بھی ان صحابہ کی عظمتوں کا اعتراف کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔

لیکن معاویہ نے ان عظمت والے صحابہ کو بھی نہ چھوڑا۔ اسلام کے اظہار سے پہلے بھی معاویہ اور اس کے باپ نے ان گنت صحابہ کو شہید کیا۔ پھر جب فتحِ مکہ کے موقع پر مجبوراً اسلام کا اظہار کرنا پڑا تو اب موقع کی تلاش رہتی اور جب اور جہاں موقع ملتا، رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کے گلوں پر چھری پھیرنے میں دیر نہ کی جاتی۔

جن صحابہ کو معاویہ نے اپنے ذاتی بغض اور عناد کی وجہ سے شہید کروایا ان کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ لیکن موضوع کی تکمیل کی خاطر یہاں صرف چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو حق کے متلاشی کو معاویہ کا حقیقی چہرہ واضح کرنے کے لیے کفایت کریں گی۔ اللہ عزاسمہ نے چاہا تو اس سلسلے کو "فرعونِ امت انسائیکلوپیڈیا" میں مکمل کیا جائے گا۔

## حجر بن عدی کا قتل:

معاویہ نے اسلام کے جن سپوتوں کو موت کے گھاٹ اتارا ان میں ایک نام حضرت حجر بن عدی کا بھی آتا ہے۔ حجر بن عدی کا قتل اسلام کے سینے پر کتنے

بڑے زخم کی حیثیت رکھتا ہے، اس کا اندازہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے مروی حدیث سے لگائیے۔ فرماتی ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

سَيُقْتَلُ بِعَذْرَاءَ نَاسٌ يَغْضَبُ اللهُ لَهُمْ، وَأَهْلُ السَّمَاءِ [39]

عنقریب مقامِ عذراء پہ کچھ لوگ شہید کیے جائیں گے۔ ان کے حق میں اللہ عزاسمہ بھی غضب ناک ہو گا اور آسمان والے بھی۔

اے مسلمان!

تجھے تیرے پیدا کرنے والے کریم رب کا واسطہ!

ایک بار صرف ایک بار تنہائی میں بیٹھ کر سوچ!

تو نے کلمہ جنابِ رسالت مآب ﷺ کا پڑھا ہے یا معاویہ کا؟

اگر تو نے کلمہ جنابِ رسالت مآب ﷺ کا پڑھا ہے تو جان لے کہ آپ ﷺ مقامِ عذراء پہ شہید ہونے والوں کی شہادت کو اس زمین پہ ہونے والا وہ اندوہ ناک واقعہ بتا رہے ہیں کہ جسے دیکھ کر آسمان والے بھی غضب ناک جائیں گے۔ ان لوگوں کی شہادت پہ ذاتِ خداوندی بھی غضبناک ہو گی۔

اے مسلمان!

تجھے تیرے دین وایمان کا واسطہ!

---

39 المعرفۃ والتاریخ 3/321

المحن ص 140

دلائل النبوۃ للبیہقی 6/457

اپنی آخرت کا سوچ!

اللہ عزاسمہ کے دربار میں حاضری کا سوچ!

تجھے معاویہ نہیں بچائے گا۔

تجھے بچائے گا تو رسالت مآب ﷺ کا کلمہ بچائے گا۔ تجھے بچائے گی تو رسالت مآب ﷺ کی شفاعت اور اللہ عزاسمہ کی رحمت بچائے گی۔

اللہ عزاسمہ اور تمام اہلِ آسمان مقامِ عذرا پہ قتل ہونے والوں کے لیے غضب ناک ہیں۔

کیا تو جانتا ہے کہ وہ لوگ کس نے ذبح کروائے؟

وہ لوگ اس امت پر زبردستی کے مسلط کیے جانے والے ماموں معاویہ بن ابی سفیان نے ذبح کروائے۔

اور تجھے معلوم ہے کہ مقامِ عذرا پہ شہید کیے جانے والے کون تھے؟

وہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھی تھے۔

جب معاویہ حضرت حجر بن عدی کو شہید کروانے کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوا تھا تو ام المؤمنین نے یہی حدیث معاویہ کو بھی سنائی تھی۔

سوال یہ ہے کہ حضرت حجر بن عدی کا گناہ کیا تھا؟

صرف یہی ناں کہ اسلام کی سربلندی کی خاطر امام علی علیہ السلام کی مدد اور امام علی سے محبت۔

اسلام کے اس عظیم سپوت کو شہید کرنے کے لیے بہانہ یہ بنایا گیا کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا تھا اور زیاد منبر پر چڑھ کر بولے جا رہا تھا بولے جا رہا تھا۔ حضرت حجر بن عدی نے اسے کہا نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے منبر سے اترو اور نماز پڑھاؤ۔

حضرت حجر بن عدی کی امام علی علیہ السلام سے محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ معاویہ پارٹی تو بہانہ ڈھونڈ رہی تھی کہ کوئی موقع ملے اور ان کی گردن اتاری جائے۔ اور آج انہیں بہانہ مل گیا تھا۔ زیاد نے معاویہ کی جانب لکھ بھیجا تو معاویہ نے حجر بن عدی کو بلوالیا۔

جرم تو یہ تھا کہ زیاد کو نماز پڑھانے کا کہا۔ لیکن حقیقت میں دشمنی امام علی سے تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت حجر بن عدی کو شہید کرنے سے پہلے امام علی سے تبری و بیزاری کی دعوت دی گئی۔ کہا گیا کہ اگر امام علی علیہ السلام سے بیزاری کا اظہار کر دو تو بچ جاؤ گے ورنہ مار دیئے جاؤ گے۔

حضرت حجر بن عدی وہ سچے محبِ اہلِ ابیت اور محبِ امام علی علیہ السلام تھے کہ آپ نے جان جان آفرین کے حوالے کرنا تو قبول کر لیا لیکن امام علی سے براءت قبول نہ کی۔

علامہ عبد الرؤف مناوی نقل کرتے ہیں:

**فأمر بقتله فقتل وقتل من أصحابه من لم يتبرأ من علي وأبقى من تبرأ منه** [40]

---

40 فیض القدیر للمناوی 4/126

پس حضرت حجر بن عدی کو شہید کرنے کا حکم دے دیا تو انہیں شہید کر دیا گیا اور آپ کے ساتھیوں میں سے اُنہیں بھی جنھوں نے امام علی علیہ السلام سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔ اور جس نے امام علی علیہ السلام سے بیزاری ظاہر کی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا۔

اس بات کی طرف اشارہ حافظ ذہبی نے بھی کیا لیکن اصل بات کو چھپانے کی بھی پوری کوشش کی۔ کہتے ہیں:

**وَقِيْلَ: إِنَّ رَسُوْلَ مُعَاوِيَةَ عَرَضَ عَلَيْهِم البَرَاءةَ مِنْ رَجُلٍ** [41]

اور کہا گیا ہے کہ معاویہ کے قاصد نے حضرت حجر بن عدی پر ایک شخص سے بیزاری ظاہر کرنے کی پیشکش کی تھی۔

سب جانتے ہیں کہ وہ ایک شخص کون ہو سکتا ہے؟ اور معاویہ کس سے بیزاری کا مطالبہ کروا سکتا ہے؟ لیکن حافظ ذہبی نے اس شخصیت کا نام چھپانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

سفیان ثوری کہتے ہیں:

**قال معاوية ما قتلت أحدا إلا وأنا اعرف فيم قتلته وما اردت به ما خلا حجر بن عدي فاني لا اعرف فيما قتلته** [42]

معاویہ نے کہا: میں نے جس کو بھی قتل کیا میں جانتا ہوں کہ اس کو میں

---

41 سیر اعلام النبلاء 3/466

42 تاریخِ دمشق 12/231

نے کس وجہ سے قتل کیا اور میں اس سے کیا چاہتا تھا۔ سوائے حجر بن عدی کے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے اسے کیوں قتل کیا۔

احبابِ ذی وقار!

حضرت حجر بن عدی کا قتل معاویہ کے چہرے پر وہ بد نما داغ ہے جسے سات سمندر کا پانی بھی نہیں دھو سکتے۔ حضرت حسن بصری حضرت حجر بن عدی کے قتل کو معاویہ کے ان چار کرتوتوں میں سے گنتے تھے کہ ان میں سے اگر کوئی ایک ہوتا جب بھی معاویہ کو جہنم میں ڈبونے کے لیے کافی تھا۔

فرمایا:

**أَرْبَعُ خِصَالٍ كُنَّ فِي مُعَاوِيَةَ، لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَكَانَتْ مُوبِقَةً: انْتِزَاؤُهُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالسَّيْفِ حَتَّى أَخَذَ الْأَمْرَ مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ، وَفِيهِمْ بَقَايَا الصَّحَابَةِ وَذَوُو الْفَضِيلَةِ، وَاسْتِخْلَافُهُ بَعْدَهُ ابْنَهُ سِكِّيرًا خِمِّيرًا، يَلْبَسُ الْحَرِيرَ وَيَضْرِبُ بِالطَّنَابِيرِ، وَادِّعَاؤُهُ زِيَادًا، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، صلی اللہ علیہ وسلم «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ» ، وَقَتْلُهُ حُجْرًا وَأَصْحَابَ حُجْرٍ، فَيَا وَيْلًا لَهُ مِنْ حُجْرٍ! وَيَا وَيْلًا لَهُ مِنْ حُجْرٍ وَأَصْحَابِ حُجْرٍ!** [43]

---

[43] تاریخ طبری 5/279
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 5/243
الکامل فی التاریخ 3/82
مرآۃ الزمان 7/238

معاویہ میں چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک ہوتی تو وہ جہنم میں ڈبونے والی ہوتی۔

- اس امت پر تلوار کے ساتھ مسلط ہونا۔ حتی کہ بغیر مشورہ کے حکومت لے لی اور لوگوں کے بیچ باقی صحابہ اور فضیلت والے لوگ موجود تھے۔
- اور اپنے بعد اپنے نشے میں بدمست شرابی بیٹے کو جانشین بنانا جو ریشم پہنتا اور گانے باجے میں مصروف رہتا۔
- اور زیاد کے نسب کا دعوی کرنا حالانکہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔
- اور معاویہ کا حضرت حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کروانا۔

معاویہ کے لیے حجر کی جانب سے بربادی۔ معاویہ کے لیے حضرت حجر اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے بربادی۔

## محمد بن ابی بکر کا قتل:

تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے لختِ جگر، سفر حج میں پیدا ہونے والی شخصیت سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہما نے امام علی علیہ السلام کے ہاں پرورش پائی اور امام علی کے دل و جان سے حامی تھے۔ معاویہ بن

---

المختصر فی اخبار البشر 1/186

نہایۃ الارب فی فنون الادب 20/340

ابی سفیان نے انہیں بھی انتہائی بے دردی سے قتل کروایا اور پھر آپ کے بدن کو گدھے کی کھال میں ڈال کر آگ لگادی گئی۔

ابنِ حبان لکھتے ہیں:

**وَاسْتَشَارَ مُعَاوِيَة أَصْحَابه فِي مُحَمَّد بْن أَبى بكر وَكَانَ واليًا على مصر فاجمعوا على الْمسير إِلَيْهِ فَخرج عَمْرو بْن الْعَاصِ فِي أَرْبَعَة آلَاف** [44]

یعنی معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے حضرت محمد بن ابی بکر کے بارے میں مشاورت کی تو سب کا اس بات پہ اتفاق ہوا کہ ان کی جانب لشکر لے جایا جائے۔ پس عمرو بن عاصی چار ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔

اسد الغابہ میں ہے کہ جب محمد بن ابی بکر کو والئ مصر بنایا گیا تو عمرو بن عاصی لشکر لے کر ان سے لڑنے نکلے۔ جنگ کے نتیجے میں حضرت محمد بن ابی بکر کو پسپائی کا سامنا ہوا تو آپ ایک کھنڈر میں پناہ گزیں ہوئے۔ راوی کا کہنا ہے:

**فأخرج منها وقتل، وأحرق فِي جوف حمار ميت** [45]

یعنی حضرت محمد بن ابی بکر کو وہاں سے نکال کر قتل کر دیا گیا اور مرے ہوئے گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا۔

---

44 الثقات لابن حبان 2/297

السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء لابن حبان 2/547

45 اسد الغابۃ 5/97

جب حضرت محمد بن ابی بکر کو قید کیا گیا تو آپ شدید پیاس میں مبتلا تھے۔ آپ نے پانی مانگا تو معاویہ کے بھیجے ہوئے لشکر نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور پیاسا شہید کیا گیا۔ [46]

حضرت محمد بن ابی بکر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے بھائی بھی تھے اور پلے بڑھے بھی آپ کے ہاتھوں میں تھے۔ پس جب ام المؤمنین کو معلوم ہوا تو آپ انتہائی صدمے کا شکار ہوئیں۔ فرمایا:

**كنت أعده ولدا وأخا**

میں اسے بیٹا بھی سمجھتی تھی اور بھائی بھی۔

جب حضرت محمد بن ابی بکر کو اس برے طریقے سے شہید کیا گیا تو اس کے بعد ام المؤمنین نے ساری زندگی بھنا ہوا گوشت نہ کھایا۔ [47]

تاریخِ ابنِ خلدون میں ہے:

**وكانت عائشة تقنت في الصلاة بالدعاء على قتلته** [48]

یعنی ام المؤمنین سیدہ عائشہ حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر کے قاتلین کے

---

46 تاریخ طبری 5/104
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 5/151
تاریخ ابن خلدون 2/642

47 اسد الغابۃ 5/97

48 تاریخِ ابنِ خلدون 2/642

خلاف نماز میں قنوت پڑھا کرتی تھیں۔

تاریخِ طبری وغیرہ میں ہے:

**وَقَنَتَتْ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ تَدْعُو عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعَمْرٍو** [49]

یعنی ام المؤمنین سیدہ عائشہ ہر نماز کے آخر میں قنوت پڑھتیں اور معاویہ وعمرو بن عاص کو بد دعا دیتیں۔

معاویہ کے جعلی بھانجوں سے کوئی پوچھے کہ تم معاویہ کے ہر کالے کرتوت کو اس کا اجتہاد بنا دیتے ہو۔ کیا معاویہ کے اس کارنامے کو بھی اجتہاد کہو گے ؟ اور اگر معاویہ کا یہ کرتوت بھی اجتہاد تھا تو کیا کسی شخص کی اجتہادی غلطی پر اس کے خلاف نماز میں قنوت نازلہ پڑھی جا سکتی ہے ؟ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی معاویہ اور عمرو بن عاصی کے خلاف قنوتِ نازلہ صاف صاف بتا رہی ہے کہ ان کی نظر میں

---

[49] تاریخِ طبری 5/105
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 5/151
الکامل فی التاریخ 2/709
المختصر فی اخبار البشر 1/179
نہایۃ الارب 20/251
کنز الدرر 3/394
تاریخ ابن الوردی 1/154
البدایۃ والنہایۃ 10/660
التاریخ المعتبر 1/272

معاویہ کا یہ کارنامہ سیاہ کارنامہ تھا اور اس لائق تھا کہ ام المؤمنین نمازوں میں اس کے لیے بد دعائیں کریں۔

اور جب حضرت امام علی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر کی شہادت پہ معاویہ کو بہت خوشی ہوئی ہے تو سیدنا امام علی نے فرمایا:

**لقد حزنا عَلَيْهِ بِقدر سرورهم بقتْله** [50]

جس قدر وہ لوگ محمد بن ابی بکر کی شہادت پہ خوش ہیں، اسی قدر ہم اس پہ غمگین ہیں۔

حضرت محمد بن ابی بکر کی شہادت پر حضرت اسماء بنت عمیس کا رد عمل ذکر کرتے ہوئے سعید بن عبد الرحمن کا کہنا ہے:

**لمَّا جاءَهَا خَبَرُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ قُتِلَ وَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فِي جَيْفَةِ حِمَارٍ، قَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا فَجَلَسَتْ فِيهِ وَكَظَمَتِ الْغَيْظَ حَتَّى نَشَحَتْ ثَدْيَهَا دَمًا** [51]

جب حضرت اسماء بنت عمیس کو جناب محمد بن ابی بکر کے بارے میں اطلاع ملی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے اور گدھے کے مردہ جسم میں ڈال کر جلا دیا گیا ہے تو اسماء بنت عمیس اپنی جائے نماز کی جانب اٹھ کر چلی گئیں اور وہاں بیٹھ گئیں۔

---

50 الثقات لابن حبان 2/298

السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء 2/548

51 کتاب الولاۃ لابی عمر الکندی ص 26

غصے کو پینے کی کوشش کی یہاں تک کہ چھاتی سے خون بہنے لگ گیا۔

احبابِ ذی وقار! رسالت مآب ﷺ کے اہلِ خانہ اور مخلص صحابہ کو یہ سارے دکھ معاویہ بن ابی سفیان کی جانب سے ملے۔

آج معاویہ کو چاہنے والے صحابی کی ایک خود ساختہ تعریف کے ذریعے پہلے معاویہ کو صحابی بناتے ہیں اور پھر صحابہ والی ساری عزتیں اور عظمتیں معاویہ کو دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ معاویہ کے بارے میں کوئی بھی بات کی جائے تو اسے ناموسِ صحابہ کا مسئلہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ ناموسِ صحابہ کے معاملے میں سچے ہیں تو تھوڑی شرم کریں۔ معاویہ کی جانب سے صحابہ کو جو تکلیفیں دی گئیں، وہاں ناموسِ صحابہ کی یاد کیوں نہیں آتی؟

احبابِ ذی وقار! ان شخصیات کا ذکر ہم نے صرف بطورِ مثال کیا ہے۔ ورنہ معاویہ بن ابی سفیان نے اسلام کے اظہار کے بعد رسالت مآب ﷺ کے جتنے صحابہ کو شہید کیا اور کرایا ہے اتنے صحابہ تو معاویہ اور اس کے باپ نے اسلام کے اظہار سے پہلے شہید نہیں کروائے تھے۔

یزید لعین کے لیے زبردستی بیعت لیتے وقت معاویہ نے یہ حکمِ عام جاری کر دیا تھا:

**إني متكلِّم بكلام، فمن ردَّه قتلتُه** [52]

---

52 مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان 7/359

میں ایک بات کرنے جارہاہوں۔جو اس کو نہیں مانے گا میں اسے مار ڈالوں گا۔

معاویہ کی انہی باتوں کی وجہ سے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کے قتل کی ذمہ داری بھی معاویہ کے سر ڈالی جاتی ہے۔ معاویہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کو یزید لعین کی بیعت کے لیے رشوت دینے کی کوشش کی لیکن حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر نے انکار کر دیا۔

پھر معاویہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کو کہلا بھیجا:

**وَاللَّهِ لقد هممت أن أقتلك**

اللہ کی قسم میں نے ارادہ کر لیاہے کہ میں آپ کو قتل کر ڈالوں۔

حضرت عبد الرحمن نے جواب بھجوایا:

**لو فعلت لأتبعك اللَّه بِهِ لعنة فِي الدُّنْيَا، وأدخلك بِهِ فِي الآخرة النار**[53]

اگر تو نے ایسا کیا تو اللہ عزاسمہ اس کی وجہ سے تیرے پیچھے لعنت لگادے گا اور اس کی وجہ سے آخرت میں تجھے دوزخ میں ڈالے گا۔

احبابِ ذی وقار! پہلے معاویہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کو منانے

---

[53] تاریخ طبری 5/304
مر آۃ الزمان 7/359
سمط النجوم العوالی 3/149

کی کوشش کی۔ پھر رشوت دینے کی کوشش کی۔ پھر قتل کی دھمکی دی۔ لیکن حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر نے یزید لعین کی بیعت کو قبول نہ کیا۔ اور پھر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ ادھر معاویہ مدینہ مشرفہ سے نکلا اور ادھر حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رات کو اپنے بستر پہ سوتے ہیں اور صبح کو مردہ حالت میں ملتے ہیں۔

اربابِ تاریخ کا کہنا ہے:

**فَلَمْ يَلْبَثِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى تُوُفِّيَ، بَعْدَمَا خرج معاوية من المدينة** [54]

یعنی عبد الرحمن بن ابی بکر نے تھوڑا ہی وقت گزارا کہ معاویہ کے مدینہ مشرفہ سے نکلتے ہی فوت ہو گئے۔

ابو زرعہ دمشقی کہتے ہیں:

**تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بكر في نومة نامها** [55]

یعنی عبد الرحمن بن ابی بکر سوئے تو نیند میں ہی ان کا وصال ہو گیا۔

جن لوگوں نے معاویہ کی اندھی محبت میں اپنا دین نہ بیچا ہو وہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کی موت کو طبعی موت کبھی نہ مانیں گے۔ یہ تانے بانے اسی

---

54 تاریخ اوسط للبخاری 1/103

تاریخِ ابی زرعہ دمشقی ص229

تاریخ دمشق 35/37

55 تاریخ ابی زرعۃ دمشقی ص 228

تاریخِ دمشق 35/37

سفاک انسان تک جا کر جڑتے ہیں جس نے رسالت مآب ﷺ کے لاتعداد صحابہ کا خون اپنی گردن پہ ملنا اپنا مقصدِ زیست بنا رکھا تھا۔

اگر ہم ان صحابہ کی مکمل فہرست بنائیں جنہیں معاویہ نے قتل کروایا تو تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں میں جا کر پہنچتی ہے۔ کسی کو زہر دلوایا گیا تو کسی کی گردن کاٹی گئی۔ مختلف سفاکانہ طریقوں سے رسالت مآب ﷺ کے عظمت والے صحابہ کو شہید کروانے کے بعد بھی معاویہ عظیم شخص ہی رہے تو یہ نہ صرف رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کی توہین ہے بلکہ خود جنابِ رسالتمآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کی بھی گستاخی ہے۔ کیونکہ عظمتوں کا مرکز و محور تو رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ والا ہیں۔

لیکن معاویّین کو ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ انہوں نے کلمہ ہی معاویہ کا پڑھا ہے لہذا ان کا دین ایمان سب معاویہ ہے۔

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویّین کے ماموں کے محاسن و مناقب میں ایک خوبی اور کمال "کمال درجہ کی بے حیائی" بھی ہے۔

جناب کی حیاباختگی کا عالم یہ تھا کہ کنیزوں اور باندیوں کو سرِ دربار سب کے سامنے ننگا کر لیا جاتا تھا۔ اور فقط یہی نہیں۔ بلکہ کنیزوں کے کپڑے اتار کر سرِ عام ان کی شرمگاہوں کو ملاحظہ کیا جاتا۔ شرمگاہوں سے کھیلا جاتا اور سرِ عام شہوانی جملے بھی کسے جاتے۔

معاویہ کے خصی غلام خدیج کا کہنا ہے کہ:

اس نے ابویزید کے لیے ایک خوبصورت گوری چٹی کنیز خریدی۔ پھر اس کے کپڑے اتار کر پورا ننگا کر کے اسے معاویہ کے سامنے پیش کیا۔

معاویہ کے پاس چھڑی تھی جس کے ساتھ اس نے اس کنیز کی شرمگاہ کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ پھر اس کنیز کی شرمگاہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

**هَذَا الْمَتَاعُ لَوْ كَانَ لِيْ مَتَاعٌ** [56]

سامان تو یہ ہے۔۔۔۔!!!

کاش میرے پاس بھی سامان ہوتا۔ (یعنی شرمگاہ سلامت ہوتی۔)

---

56 تاریخِ دمشق 12/238

مختصر تاریخِ دمشق 6/243

البدایۃ والنہایۃ 8/149

تفسیر ابن کثیر 2/247

معاویہ کی جانب سے یہ کاروائی تنہائی میں ہوتی تو کنیزوں اور باندیوں کی حلت کا بہانہ کر کے موصوف کو بچالیا جاتا۔ لیکن موصوف چونکہ بادشاہی کی کرسی پر براجمان تھے۔ جیسے اپنے زیرِ نگیں علاقوں میں من مرضی کرتے تھے یونہی کامل بادشاہت کے لیے شرع شریف کے بارے میں سینہ زوری بھی ضروری سمجھتے تھے۔ لہذا سرِعام کنیزوں کے کپڑے اتروانا، ان کے اندامِ نہانی سے کھیلنا، بازاری جملے کسنا سب کچھ جائز سمجھا جاتا تھا۔

خدیج کا اس قصے کو روایت کرنا ان سارے معاملات کے سرِعام ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ورنہ خدیج اس قصے اور اس موقع پر معاویہ کی زبان سے نکلنے والے جملوں کو کیسے روایت کر پاتا؟

یہی وجہ ہے کہ جاحظ نے کہا:

**وكان معاوية يؤتى بالجارية فيجرِّدها من ثيابها بحضرة جلسائه، ويضع القضيب على ركبها، ثم يقول: إنَّه لمتاعٌ لو وجد متاعاً!** [57]

اور معاویہ کے پاس کنیز لائی جاتی تو وہ حاضرینِ مجلس کے سامنے اس کے کپڑے اتار دیتا اور اس کی گھٹنوں پر چھڑی رکھتا اور کہتا: بلاشبہ یہ ضرور فائدے کی چیز ہے۔ کاش کہ (میرا اپنا) سامان موجود ہوتا۔

---

57 رسائلِ جاحظ 2/155

جاحظ نے "متاع" کی وضاحت "فرج" کے بجائے "رکب" سے کی جو کسی لحاظ سے درست نہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ گھٹنے کوئی ایسی چیز نہیں جس کے لیے کنایہ کہ ضرورت پیش آئے۔ البتہ مہذب معاشروں میں شرمگاہ کو تعبیر کرنے کے لیے مختلف کنایہ جات پائے جاتے ہیں۔ اور اس روایت کے الفاظ میں بھی "متاع" کنایہ ہے جو ظاہر ہے کہ شرمگاہ کو تعبیر کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ ورنہ گھٹنوں کے لیے اس قسم کے کنایہ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسری وجہ گفتگو کا سیاق ہے۔ معاویہ نے ان جملوں میں دوبار "متاع" کا لفظ استعمال کیا۔ اگر پہلی بار "متاع" سے مراد گھٹنے ہوتے تو گفتگو کا مطلب بنتا ہے:

"گھٹنے تو بہت خوب ہیں۔۔۔۔ کاش میرے گھٹنے سلامت ہوتے۔"

اور ظاہر ہے کہ یہ کہنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ کیونکہ معاویہ کے گھٹنے تو سلامت تھے۔ البتہ شرمگاہ والی بات درست ہے۔ کیونکہ معاویہ کی شرمگاہ بریک صریمی کے وار سے ضائع ہوگئی تھی۔

ابن قتیبہ نے لکھا:

**ولم يولد له في خلافته ولد، وذلك أن «البريك الصّريمى» ضربه على أليته، فانقطع عنه الولد** [58]

---

[58] المعارف 1/350

معاویہ کی بادشاہی کے دور میں اس کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور یہ اس وجہ سے کہ بریک صریمی نے اس کی سرین پر وار کیا تو اولاد کا سلسلہ کٹ کر رہ گیا۔

وفیات الاعیان وغیرہ میں ہے:

**ويقال إنه قطع عرق النسل، فما أحبل بعدها** [59]

کہا جاتا ہے کہ بریک نے نسل والی رگ کاٹ ڈالی تھی جس کی وجہ سے معاویہ اس کے بعد حاملہ نہیں کر پایا۔

احمد بن یوسف قرمانی لکھتے ہیں:

**وأما البرك فإنه ضرب معاوية فأصاب أوراكه وكان معاوية عظيم الأوراك فقطع منه عرق النكاح فلم يولد له بعد ذلك ولد** [60]

برک نے معاویہ کو مارا تو معاویہ کی سرین پہ لگا۔ معاویہ کی سرینیں بہت بڑی تھیں۔ پس اس سے تناسل والی رگ کٹ گئی تو اس کے بعد معاویہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

بنابریں اگر معاویہ کہے کہ: "اس کنیز کی شرمگاہ تو بہت خوبصورت ہے۔ کاش میری اپنی شرمگاہ بھی سلامت ہوتی۔"

معاویہ کی زبانی یہ بات تو بنتی ہے۔ لیکن جاحظ کی تعبیر کے مطابق یوں

---

59 وفیات الاعیان 7/218

مرآۃ الجنان 1/92

60 اخبار الدول وآثار الاول 1/311

کہنا: "کیا خوبصورت گھٹنے ہیں۔ کاش میرے گھٹنے سلامت ہوتے۔" یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

ہماری گفتگو کی تائید ابنِ کثیر کی تصریح سے بھی ہوتی ہے۔ ابنِ کثیر نے "متاع" کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

**"يعنی فرجها"**

یعنی "سامان" سے مراد "شرمگاہ" تھی۔

یہی وجہ ہے کہ معاویہ نے بعد ازاں وہ کنیز اپنے بیٹے یزید لعین کو تحفہ دینا چاہی تو علماء نے منع کیا اور مسئلہ بتایا کہ جناب اس کنیز کی شرمگاہ کے ساتھ جو حرکت آپ فرما چکے ہیں اس کے بعد وہ یزید لعین کے لیے حلال نہیں رہی۔ جیسا کہ ابنِ کثیر وغیرہ نے تفصیل بیان کی۔

الغرض اس واقعہ سے معاویہ کی حیا باختگی کا بھرپور اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور شاید ایسی بے حیائی کا مظاہرہ کسی کھلے کافر بادشاہ کے دربار میں بھی نہ ہوتا ہو جیسی بے حیائی معاویہ کے دربار میں دیکھنے کو ملتی تھی۔

لیکن دشواری یہ ہے کہ معاویہ کو تقدس کا وہ مقام دے دیا گیا ہے جہاں نہ تو اس کے خلاف سوچا جاسکتا ہے اور نہ ہی سنا جاسکتا ہے۔ معاویہ کو زبانی طور پر نبی تو نہیں کہا جاتا لیکن سلوک انبیاء والا ہی برتا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد پر ایک ایسا شخص جس کا اسلام بھی ثابت نہیں۔ اس کو لوگ انتہائی مقدس بنائے بیٹھے ہیں۔

# معاویہ

# ظالمانہ بادشاہی کا مؤسس

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

اسلام کا ظہور نبوت سے ہوا۔ نبوت کے بعد خلافت کا مرحلہ آیا۔ اور خلافت کے بعد ظالمانہ بادشاہت کا۔ اور اس ظالمانہ بادشاہت کا آغاز معاویہ کی بادشاہت سے ہوا۔

معاویہ کی بادشاہت کو ظالمانہ ٹھہرانے والا کوئی مفتی یا ملاں نہیں۔ اس کو ظالمانہ ٹھہرانے والی ذات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حبیبِ پاک علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کی ذات والا ہے۔

حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ بَدَأَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبَسُونَ الْحَرِيرَ، وَيَسْتَحِلُّونَ الْفُرُوجَ** [61]

بے شک یہ امر نبوت ورحمت کے ساتھ شروع ہوا۔ پھر خلافت ورحمت ہوگی۔ پھر ظالمانہ بادشاہی۔ شرابیں پئیں گے اور ریشم پہنیں گے اور شرمگاہیں حلال ٹھہرائیں گے۔

یہ حدیث مختلف اسناد اور متعدد الفاظ سے مروی ہے۔ سب روایات کو یہاں جمع کرنا ممکن نہیں۔ صرف بطورِ اشارہ ایک روایت درج کی گئی ہے۔ اور

---

61 الفتن لنعیم بن حماد ح234
معجم اوسط للطبرانی 6581
حلیۃ الاولیاء 1/ 275

معاویّین بھی ان روایات کی صحت و حقانیت کا انکار نہیں کرتے۔

دورِ نبوت کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اور دورِ خلافت سیدنا ابو بکر صدیق سے شروع ہو کر پانچویں اور آخری خلیفہ راشد سیدنا امام حسن پر مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد معاویہ کا دور ہے اور خود رسالت مآب ﷺ اسے "ملک عضوض" یعنی ظالمانہ، دانتوں سے کاٹنے والی بادشاہی قرار دے رہے ہیں۔

ملکِ پاکستان میں دیوبندی جماعت اور بالخصوص سپاہ صحابہ اور چند سال سے دعوتِ اسلامی، منہیبی فرقہ، دجالی و خطائی ٹولہ انتہائی چابکدستی کے ساتھ معاویہ کو خلیفہ راشد لکھنا بولنا شروع کر چکے ہیں۔ اس ساری سعیِ نامشکور کا مقصد معاویہ کے لیے حدیث کی رو سے طے شدہ مقام یعنی "ظالمانہ اور دانتوں سے کاٹ کھانے والی بادشاہت" سے نکال کر "خلافتِ راشدہ" میں گھسانے کی ناپاک جسارت ہے۔ لیکن رسالت مآب ﷺ ان سارے حالات کو جانتے تھے۔ پس جیسے آپ ﷺ نے ترتیب بیان فرمائی:

پہلا مرحلہ: نبوت۔

دوسرا مرحلہ: خلافت۔

تیسرا مرحلہ: ظالمانہ اور کاٹ کھانے والی بادشاہت

یونہی آپ ﷺ نے خلافت کا دورانیہ بھی بتا دیا۔ کیونکہ اس میں تو کسی طرح کے شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ نبوت کا دور رسالت مآب ﷺ کے وصال

کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ لیکن خلافت کے دور میں شبہ ہو سکتا تھا۔ لہذا رسالت مآب ﷺ نے خلافت کا دورانیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ مُلْكًا [62]

خلافت تیس سال ہے پھر اس کے بعد بادشاہی ہو گی۔

راویِٔ حدیث حضرت سفینہ نے یہ فرمانِ رسول ﷺ بیان کرنے کے بعد خود گنوانا شروع کر دیا:

ابو بکر صدیق: دو سال۔ حضرت عمر: دس سال۔ حضرت عثمان: بارہ سال۔ امام علی: چھ سال۔

واضح رہے کہ سیدنا امام علی کی شہادت رمضان المبارک 40ھ میں ہوئی۔ یوں تیس سال پورے ہونے میں تقریبا چھ ماہ باقی تھے۔ وہ چھ ماہ امام علی علیہ السلام کے لختِ جگر سیدنا امام حسن نے پورے کیے اور اس کے بعد خلافت سے دست برداری فرمائی۔

تیس سال مکمل ہوئے اور بادشاہی کا دور شروع ہوا۔ پہلا بادشاہ معاویہ تھا اور اس کی بادشاہی کو خود رسالت مآب ﷺ نے ظالمانہ اور کاٹ کھانے والی بادشاہی قرار دیا۔

---

62 السنۃ لعبد اللہ بن احمد 1402، 1403، 1404، 1405، 1407
مسند البزار 3828
السنۃ لابی بکر الخلال 647

بعض عشاقانِ معاویہ کا کہنا ہے کہ معاویہ کا دور ظالمانہ بادشاہی میں نہیں آتا۔ لیکن ان کا یہ کہنا کچھ حیرت کی بات نہیں۔ جیسا ان کا ماما معاویہ قرآن و حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا یونہی بھانجے بھی اپنے ماموں کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے وہی کرتوت کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ باقی ہمیں رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ ذیشان بس ہے۔

رسالت مآب ﷺ نے نبوت کے بعد خلافت کا دور بیان فرمایا تو ہم ایمان لائے کہ ابو بکر صدیق خلیفہ راشد۔ عمرِ فاروق خلیفہ راشد۔ عثمان غنی خلیفہ راشد۔ امام علی خلیفہ راشد۔ امام حسن خلیفہ راشد۔

اور پھر خلافت کے بعد ظالمانہ بادشاہی کا دور قرار دیا تو ہم نے دل و جان سے مانا کہ معاویہ کی بادشاہی ظالمانہ تھی اور ظالمانہ بادشاہی کا دروازہ کھولنے والا معاویہ تھا۔

جو لوگ معاویہ کی بادشاہی کو ظالمانہ ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ان میں اور خلافتِ راشدہ کے منکرین میں کوئی فرق نہیں۔ فرق صرف نشانہ اور ہدف کا ہے ورنہ جرم دونوں پارٹیوں کا برابر ہے۔ روافض کی پارٹی خلافتِ راشدہ والی حدیث نہیں مانتی اور نواصب پارٹی ملکِ عضوض والا فرمان ماننے سے انکاری ہے۔ لیکن ہم بحمد اللہ تعالی خلافت کے دور کو خلافت راشدہ از روئے حدیث مانتے ہیں اور دانتوں سے کاٹ کھانے والی بادشاہی کو ظالمانہ بادشاہی بھی از روئے حدیث ہی مانتے ہیں۔

اور پھر جب ہم معاویہ کے دور میں ہونے والا ظلم و ستم دیکھتے ہیں تو حدیث کی صداقت کے بارے میں ہمارے ایمان کو مزید پختگی نصیب ہوتی ہے۔

تنبیہ:

یہاں دو روایتیں ہیں:

مظہر الدین زیدانی حنفی متوفی 727ھ لکھتے ہیں:

**وروي: "ثم ملكُ عُضوض" بإضافة (ملك) إلى (عضوض) – بضم العين – وهي جمع العِض – بكسر العين –، وهو الرجل الخبيث الشرير** [63]

یعنی ایک روایت " ملکٌ عُضوضٌ " ہے اور دوسری روایت " ملکُ عُضوضٍ " ہے۔"ملک" کی "عضوض" کی جانب اضافت کے ساتھ اور "عضوض" "عِضّ" کی جمع ہے اور "عِضّ" وہ شخص ہے جو خبیث شریر ہو۔

بنابریں حدیث مذکورہ بالا کے ایک معنی ہوئے:

خلافتِ راشدہ کے بعد ظالمانہ بادشاہت ہو گی۔

دوسرے معنی ہوئے: خلافتِ راشدہ کے بعد خبیثوں شریروں کی بادشاہت ہو گی۔

پہلی روایت کے مطابق معاویہ کی بادشاہت ظالمانہ اور معاویہ ظالمانہ بادشاہت کی خشتِ اول رکھنے والا۔ اور دوسری روایت کے مطابق معایہ خبیث

---

63 المفاتیح فی شرح المصابیح 5/341

وشریر بادشاہوں میں سے ایک بلکہ سب سے پہلا خبیث وشریر بادشاہ۔

تنبیہ:

مذکور الصدر حدیث میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے اس دور کو صرف ظالمانہ بادشاہی نہیں فرمایا بلکہ فرمایا:

يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبَسُونَ الْحَرِيرَ، وَيَسْتَحِلُّونَ الْفُرُوجَ

شرابیں پئیں گے اور ریشم پہنیں گے اور شرمگاہیں حلال ٹھہرائیں گے۔

جو باتیں رسالت مآب ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمائیں وہی باتیں معاویہ کے ہاں پائی جاتی تھیں۔ ظالمانہ بادشاہی، شراب نوشی، ریشم پوشی اور بدکاری معاویہ کے ہاں کھلے عام ملتی ہیں۔

شراب نوشی اور ریشم پوشی کا بیان تو ہو چکا۔ استحلالِ فروج کا بیان اگلے باب کے تحت مذکور ہوتا ہے۔

*************************

# معاویہ

# مُسْتَحِلِّ فُروج

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کادوسرارخ

گلزار عالم۔ایم اے

ہم اوپر بتا چکے کہ معاویہ کے ہاں شراب نوشی اور ریشم پوشی بالکل عام تھی۔ معاویہ کے دستر خوان پہ شراب اسی معمول کے مطابق لائی جاتی جس معمول کے ساتھ کھانا لایا جاتا۔ معاویہ لوگوں کو بلا امتیاز شراب ویسے ہی پیش کرتا جیسے کھانا پیش کرتا۔ یونہی ریشم پوشی کا معاملہ بھی تھا۔

لیکن ملکِ عضوض کے بیان میں رسالت مآب ﷺ نے مزید ایک چیز کا بیان فرمایا اور وہ ہے "استحلالِ فروج۔" یعنی حرمت والی شرمگاہوں کو ناحق حلال جاننا۔ بالفاظِ دیگر: پارساؤں کی عصمت دری۔

معاویہ اسلامی تاریخ کا وہ پہلا شخص ہے جس کے حکم پر اس کے کارندوں نے مسلمان عورتوں کو سرِ بازار باندیوں کی طرح بیچا اور ان مسلمان پارسا عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔

معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ بسر نے اس معرکہ میں جو کرتوت کیے انہیں اربابِ علم نے ان الفاظ میں بیان کیا:

**وَأَغَارَ بسر بن أرطاة عَلَى هَمْدَانَ بِالْيَمَنِ ، وقتل وَسَبَى نِسَاءَهُمْ، فَكُنَّ أَوَّلَ مُسْلِمَاتٍ سُبِينَ فِي الإِسْلامِ** [64]

---

64 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 1/161

اسد الغابۃ 1/373

الجوہرۃ فی نسب النبی واصحابہ العشرۃ 2/33

نہایۃ الارب فی فنون الادب 20/264

الوافی بالوفیات 10/81

بسر بن ارطاۃ نے ہمدان پر حملہ کیا۔ مارا اور ان کی عورتوں کو قید کیا۔ پس وہ سب سے پہلی مسلمان عورتیں تھیں جو اسلام میں قید کی گئیں۔

احبابِ ذی وقار!

کسی مسلمان حکمران نے مسلمان عورتوں کو قید کرنا حلال نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ حلال ہے۔ لیکن معاویہ پہلا وہ شخص ہے جس نے مسلمان عورتوں کو قید کروایا اور بسر بن ارطاۃ پہلا وہ شخص ہے جس نے مسلمان عورتوں کو قید کیا۔

معاویہ کی ان حرکتوں سے ان حضرات کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے جو معاویہ کو مسلمان نہیں بلکہ منافق شمار کرتے ہیں۔ ورنہ کوئی مسلمان اتنا زیادہ کیسے گر سکتا ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کو باندیاں بنالے؟ اور ظلم کی انتہا کہ ان عورتوں کو صرف قید نہیں کیا گیا۔ ان اسلام کی بیٹیوں کی منڈی لگائی گئی اور انہیں منڈی میں بیچا گیا۔

لوگ معاویہ کو مقدس بتاتے ہیں اور اس زمرے میں ہر حقیقت کو چھپا کر معاویہ کو اسلام کا ہیرو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم ان باتوں کو پڑھتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔

آج صدیوں بعد امریکہ کی قید میں عافیہ صدیقی تو نظر آتی ہے۔ لیکن رسالت مآب ﷺ کے دورِ اقدس کے فورا بعد کی وہ مسلمان عورتیں نظر نہیں

---

العقد الثمین 3/234

آتیں جنہیں معاویہ کے حکم پر بسر نے قید کرنے کے بعد منڈیوں میں بیچا؟

پاکستان کے صوبہ سندھ کے لوگوں نے بھی ایک افسانہ گھڑر کھاہے کہ حجاج بن یوسف نے ایک مسلمان عورت کی پکار پر محمد بن قاسم کا لشکر سندھ روانہ کر دیا تھا۔ کوئی ان لکیر کے فقیروں سے پوچھے کہ معاویہ اور اس کا خاندان بنو امیہ مسلمان عورتوں کو قید کر کے منڈیوں میں ان کی بولی لگایا کرتے تھے۔ انہیں ایک مسلمان عورت کے ساتھ ایسی کونسی ہمدردی جاگ گئی تھی کہ اس کی دادرسی کے لیے سینکڑوں میل دور اپنا لشکر روانہ کر دیا؟

برادرانِ ذی وقار!

اس واقعہ پہ جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ وہ اسلام جس نے کافر کی بیٹی کو بھی عزت سے نوازا۔ لیکن معاویہ اور اس کے کارندے اسی اسلام کی بیٹیوں کو اسلام ہی کے نام پر بغیر کسی گناہ کے قید کر کے منڈیوں میں ان کے جسم دکھا دکھا کر ان کی بولیاں لگاتے اور انہیں بیچتے نظر آتے ہیں۔

کیا صاف صاف معلوم نہیں ہو رہا کہ جنگِ بدر کی شکست کا بدلہ اسلام کی ان بے گناہ بیٹیوں سے لیا جا رہا ہے ؟

حضرت ابوذر یومِ بلاء اور یومِ عورت سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو یومِ عورت کے بارے میں فرمایا:

**فَإِنَّ نِسَاءً مِنَ الْمُسْلِمَاتِ لَيُسْبَيْنَ، فَيُكْشَفُ عَنْ سُوقِهِنَّ فَأَيَّتُهُنَّ كَانَتْ أَعْظَمَ سَاقًا اشْتُرِيَتْ عَلَى عِظَمِ سَاقِهَا**

مسلمان عورتیں قید کی جائیں گی۔ پھر ان کی ٹانگیں ننگی کی جائیں گی۔ تو ان میں سے جس کی پنڈلی بڑی ہو گی وہ پنڈلی کے بڑے پن پہ خریدی جائے گی۔

اور پھر چشمِ عالم نے وہ قیامت خیز منظر بھی دیکھا جب پہلی بار مسلمان عورتوں کو قید کر کے بازار میں کھڑا کیا گیا۔ راوی کا کہنا ہے:

**ثُمَّ أَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ بُسْرَ بْنَ أَرْطَاةَ إِلَى الْيَمَنِ، فَسَبَى نِسَاءَ مُسْلِمَاتٍ، فَأُقِمْنَ فِي السُّوقِ** [65]

پھر معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو یمن کی جانب بھیجا۔ بسر نے مسلمان عورتوں کو قید کیا اور پھر وہ بازار میں لا کھڑی کی گئیں۔

برادرانِ ذی وقار!

یہ ہے شرمگاہوں کو حلال جاننا جس کی جانب رسالت مآب ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا کہ: جب ظالمانہ بادشاہی آجائے گی تو شراب نوشی، ریشم پوشی کے ساتھ ساتھ شرمگاہوں کو بھی حلال کر دیا جائے گا۔

اور سب سے پہلے یہ کام معاویہ کے دور میں معاویہ کے ہاتھوں اور اس کے حکم پر ہوئے۔ اور پھر بیٹے نے باپ کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے ہر وہ حرام کام

---

65 الاستیعاب 1/161

الجوہرۃ فی نسب النبی واصحابہ العشرۃ 2/33

نہایۃ الارب 20/264

تاریخ الاسلام 5/369

کیا جو کسی مسلمان سے تصور نہیں کیا جا سکتا۔

لوگ صرف یزید لعین کو برا کہتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یزید تو لعین تھا ہی لیکن سارا قصور یزید ہی کا گننا درست نہیں۔

عربی میں کہاوت ہے:

**مَنْ أَشْبَهَ أَباه فما ظَلَم**

یعنی جو اپنے باپ جیسا ہو اس نے کوئی زیادتی نہیں کی۔

یزید لعین اپنے باپ کے نقشِ قدم پر تھا۔ لہذا سارا قصور یزید کا گننا سراسر زیادتی ہے۔ یزید کا باپ منافق۔ یزید کی ماں عیسائی۔ منافق اور عیسائی کے گھر اگر یزید جیسا ملعون پیدا ہو جائے تو حیرانی کی کوئی بات نہیں۔

************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ اور اس کا باپ جب کھل کر اسلام کا مقابلہ نہ کر سکے تو ان دونوں نے منافقت کا لبادہ اوڑھا۔ ظاہری طور پر کلمہ پڑھا لیکن دلوں میں اسی کفر کو چھپا کر رکھا جس کفر کی پرچار کی خاطر معاویہ اور اس کے باپ نے رسالت مآب ﷺ کے خلاف کئی بار جنگیں لڑیں۔

چونکہ دل میں وہی کفر چھپا ہوا تھا لہذا معاویہ نے اندر ہی اندر اسلام کو کھوکھلا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور شریعتِ اسلامیہ کو مسخ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

معاویہ کی ان ناپاک کوششوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معاویہ نے حج کے دوران عرفہ کے موقع پر تلبیہ سے روک دیا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس نے حج کے دوران عرفہ کے مقام پہ فرمایا:

**لَعَنَ اللّٰهُ فُلَانًا عَمَدُوا إِلَى أَعْظَمِ أَيَّامِ الْحَجِّ، فَمَحَوْا زِينَتَهُ، وَإِنَّمَا زِينَةُ الْحَجِّ التَّلْبِيَةُ** [66]

فلاں پہ اللہ عزاسمہ کی لعنت ہو۔ ان حضرات نے حج کے دنوں میں سے سب سے بڑے دن کی جانب آکر اس کی زینت کو مٹا دیا۔ حج کی زینت تو تلبیہ ہے۔

اہلِ علم متفق ہیں کہ اس روایت میں "فلاں" سے مراد معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس نے معاویہ کا نام لے کر ہی اس پہ لعنت

---

[66] مسند احمد ح 1870

مصنف ابن ابی شیبہ 13384

بھیجی تھی۔ لیکن حدیث کے راویوں نے بسا اوقات بنو امیہ اور ان کے حامیوں کے ڈر کی وجہ سے اور بعض اوقات معاویہ کو بچانے کی خاطر جہاں معاویہ کی مذمت آئی وہاں لفظِ معاویہ بدل کر فلاں بنا دیا۔ لیکن اس روایت کے بارے میں اہلِ علم متفق ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس نے معاویہ پر ہی لعنت بھیجی تھی۔ کیونکہ معاویہ ہی وہ شخص تھا جس نے اسلام کے حقیقی چہرہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور بغضِ امام علی علیہ السلام میں آ کر حج کے دوران تلبیہ رکوا دی تھی۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے ساتھ تھا تو آپ نے فرمایا:

**مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟**

کیا بات ہے؟ میں لوگوں کو تلبیہ پڑھتے نہیں سن پا رہا؟

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

**يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ**

معاویہ سے ڈر رہے ہیں۔

جب ابن عباس نے یہ سنا تو اپنے خیمے سے باہر نکل کر کہا:

**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ** [67]

---

67 سنن نسائی 3006

سنن کبری للنسائی 4/151

صحیح ابن خزیمہ 2830

لبیک اللھم لبیک۔ ان لوگوں نے بغضِ امام علی میں سنت کو چھوڑ دیا ہے۔

اربابِ ذی قدر! مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ سے پہلی بات تو یہ کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ معاویہ نے اسلام کے چہرہ کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ معاویہ کی دشمنی صرف امام علی سے تھی۔ لیکن تلبیہ میں تو امام علی کا نام بھی نہیں۔ تلبیہ تو خالص ذکرِ الٰہی پر مشتمل ہے اور اس میں ت وح ی د ک ا اع ل ان ہ ے۔ م ع او ی ہ ک ی ج ان ب س ے ت ل ب ی ہ پ پ اب مشکوک اور اس کے منافق ہونے کو تقویت دیتا ہے۔

ان احادیثِ صحیحہ سے دوسری یہ بات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ابنِ عباس معاویہ کو مستحقِ لعنت سمجھتے تھے بلکہ اس پہ لعنت بھیجا کرتے تھے۔

واضح رہے کہ ابنِ عباس کے علاوہ بھی کئی عظمت والے صحابہ معاویہ کا نام لے کر اس پہ لعنت بھیجا کرتے تھے۔ ان شاء اللہ عزاسمہ اس کا کچھ بیان آئندہ صفحات میں ہو گا۔

---

مستدرک علی الصحیحین 1706

الاحادیث المختارۃ 10/387

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ [68]

پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ [69]

پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان کے محبین معاویہ کو بچانے کی خاطر اس حدیث کا مصداق یزید ملعون کو قرار دیتے ہیں۔

ہم قارئین کو اپنی بات ماننے پر مجبور نہیں کرتے لیکن انہیں یہ دعوت ضرور دینا چاہتے ہیں کہ معاویہ کے کردار کو ایک نظر دیکھنے کے بعد بتاؤ کہ کیا معاویہ نے سنت کو نہیں بدلا؟

اگر کردار دیکھنے کے بعد انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ معاویہ نے سنتِ مصطفی ﷺ کو بدلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تو پھر اس حدیث کا مصداق

---

68 الاوائل لابن ابی عاصم 63

69 مصنف ابن ابی شیبۃ 35877

الکنی والاسماء للدولابی 922

دلائل النبوۃ للبیہقی 6/467

تاریخِ دمشق 65/250

معاویہ ہونے میں کیا تردد باقی رہ جاتا ہے؟ رہی بات یزید لعین کی تو اس کی بدبختی اور اس کے لعنتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اس حدیث کا مصداق یزید نہیں بلکہ اس کا باپ معاویہ ہے۔ کیونکہ بات سنت بدلنے کی نہیں بلکہ "سب سے پہلے سنت بدلنے کی ہے۔"

معاویہ نے اپنی زندگی میں جتنی سنتیں بدلیں ان سب کی تفصیل کے لیے تو کئی مجلدات درکار ہیں۔ سطورِ ذیل میں صرف چند چیزیں بطورِ مثال پیش کی جا رہی ہیں۔ جن کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا قطعا مشکل نہیں کہ حدیث مذکورہ بالا کا مصداق معاویہ ہے۔

## پانچ سنتوں میں تبدیلی:

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی 189ھ لکھتے ہیں:

**ان اول من افراد الاقامة مُعَاوِيَة فِيمَا بلغنَا**

جیسا ہمیں پہنچا اس کے مطابق سب سے پہلے وہ شخص جس نے اقامت کو مفرد کیا(یعنی کلماتِ اقامت کو ایک ایک بار کہلوانے کی بدعت نکالی) وہ معاویہ ہے۔

پھر اپنی سند سے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا:

**اول من نقض التَّكْبِير فِي الصَّلَاة وخطب قبل الصَّلَاة فِي الْعِيدَيْنِ وَجلسَ على الْمِنْبَر وَنقص الاقامة وَالتَّسْلِيم مُعَاوِيَة بن ابي**

سُفْیَان [70]

پہلا وہ شخص جس نے نماز میں تکبیر کو توڑا۔ عیدین میں نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ منبر پہ بیٹھا۔ اقامت اور سلام کو گھٹایا۔ وہ معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

امام محمد کی اس گفتگو میں پانچ چیزوں کا بیان ہے جن میں سب سے پہلے تبدیلی کرنے والا معاویہ ہے:

1. نماز میں تکبیر گھٹانا۔
2. عید الفطر اور عید الاضحی کے موقع پر نماز سے پہلے خطبہ دینا۔
3. منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا۔
4. اقامت کو گھٹانا۔
5. سلام کو گھٹانا۔

بیہقی نے اس کو اپنی سند سے روایت کرتے ہوئے کہا:

**عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ نَقَصَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ وَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَقَضَ الْإِقَامَةَ: مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ [71]**

یعنی ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے نماز میں تکبیر کو گھٹایا۔ دونوں عیدوں میں نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ منبر پہ (خطبہ کے دوران)

---

70 الحجۃ علی المدینۃ 1/84

71 الخلافیات للبیہقی 2/157

بیٹھا۔ اقامت کو گھٹایا۔ وہ معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

عسکری نے "الاوائل" میں باب باندھا:

**أول من نقص التكبير وأول من خطب جالسا**

پہلا شخص جس نے تکبیر کو گھٹایا اور پہلا شخص جس نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

پھر اپنی سند کے ساتھ شعبی سے روایت کیا، انہوں نے کہا:

**أول من خطب جالسا معاوية، حين كثر شحمه وعظمت بطنه، وهو أول من نقص التكبير، وكان اذا قال «سمع الله لمن حمده» انحط الى السجود ولم يكبر، فعد الناس خطبته جالسا من البدع** [72]

پہلا وہ شخص جس نے بیٹھ کر خطبہ دیا وہ معاویہ ہے۔ جب اس کی چربی بڑھ گئی اور پیٹ زیادہ بڑا ہو گیا۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس نے تکبیر کو گھٹایا۔ جب "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا تو تکبیر کہے بغیر سجدہ میں چلا جاتا۔ لوگوں نے اس کے بیٹھ کر خطبہ دینے کو بدعات سے شمار کیا۔

یحیی بن خلاد کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ کو سنا وہ خلاد بن نافع کو رسالت مآب ﷺ کی نماز کا طریقہ بتارہے تھے۔ اس دوران بتایا کہ:

**أَنَّهُ يُكَبِّرُ إِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَصَلاةِ الْهَاشِمِيِّينَ.**

رسالت مآب ﷺ سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے

---

72 الاوائل للعسکری ص241

تکبیر کہتے۔ جیسے ہاشمی نماز پڑھتے ہیں۔

جب خلاد نے سنا کہ رسالت مآب ﷺ کی نماز تو وہ نماز ہے جیسے ہاشمی پڑھتے ہیں۔ تو خلاد کو حیرت ہونا بنتا تھا کہ جب رسالت مآب ﷺ سجدہ میں جاتے وقت اور واپس اٹھتے وقت ہر دو موقعے پر تکبیر کہتے تھے تو آج کے دور میں یہ تبدیلی کیسی؟ اور کس کی جرات ہے جس نے رسالت مآب ﷺ کی سنت بدل ڈالی۔ پس خلاد نے پوچھ ڈالا:

**فَمَنْ أَوَّل مَنْ تَرَكَ ذَلِكَ؟**

پھر سب سے پہلے اس تکبیر کو کس نے چھوڑا؟

حضرت ابوہریرہ نے کہا: **مُعَاوِيَةُ.** [73]

یعنی معاویہ وہ پہلا شخص ہے جس نے رسالت مآب ﷺ کی سنت کو بدل کر نماز میں بھی اپنی من مانی اختیار کی۔

میمون سے مروی ہے، کہا:

**أَوَّل مَنْ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِمُعَاوِيَةُ وَاسْتَأْذَنَ النَّاس فِي الْقُعُودِ فَأَذِنُوا لَهُ**[74]

سب سے پہلے منبر پہ بیٹھنے والا معاویہ ہے۔ لوگوں سے بیٹھنے کی اجازت مانگی تو لوگوں نے اسے اجازت دے دی۔

---

73 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص157

74 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص157

مغیرہ ابراہیم نخعی سے راوی، کہا:

**أَوَّل مَنْ جَلَسَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الجُمُعة مُعَاوِيَةُ** [75]

پہلا شخص جو جمعہ کے خطبہ میں بیٹھا وہ معاویہ ہے۔

شمس الائمہ سرخسی متوفی 483ھ اپنے موقف پر استدلال کے دوران کہتے ہیں:

**عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَفْرَدَ الْإِقَامَةَ مُعَاوِيَةُ** [76]

یعنی ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ آپ نے کہا: سب سے پہلا وہ شخص جس نے کلماتِ اقامت کو ایک ایک بار کہا وہ معاویہ ہے۔

واضح رہے کہ امام شمس الائمہ سرخسی نے اس گفتگو کو صرف ذکر نہیں کیا بلکہ اس کو اپنی دلیل کے طور پر وارد کیا ہے۔ جس کا مطلب صاف یہی بنتا ہے کہ امام شمس الائمہ سرخسی نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

## چھٹی تبدیلی:

اصولِ بزدوی کی شرح کشف الاسرار میں کہا:

**قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالنَّخَعِيُّ أَوَّلُ مَنْ أَفْرَدَ الْإِقَامَةَ مُعَاوِيَةُ وَأَوَّلُ مَنْ قَضَى بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ مُعَاوِيَةُ** [77]

---

75 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص156

76 المبسوط للسرخسی 1/129

77 کشف الاسرار شرح اصول البزدوی 3/13

شہاب زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا: سب سے پہلا شخص جس نے اقامت کے کلمات کو ایک بار کہلایا اور پہلا وہ شخص جس نے ایک گواہ اور قسم کے ہوتے ہوئے فیصلہ کر دیا، وہ معاویہ ہے۔

اقامت کا شمار پہلی پانچ تبدیلیوں میں ہو چکا ہے اور "ایک گواہ اور قسم کے ہوتے ہوئے فیصلہ" معاویہ کی طرف سے سنتِ مصطفی ﷺ میں چھٹی تبدیلی شمار ہوتی ہے۔

## ساتویں بدعت۔ مؤذن کا امراء پہ سلام:

ابو عروبہ حرانی، یونہی عسکری "الاوائل" میں اپنی اپنی سند سے ولید بن مسلم سے راوی، ولید کہتے ہیں:

میں نے ابو عمرو عبد الرحمن اوزاعی سے نماز کے لیے مؤذنوں کے امیروں پر سلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

**أَوَّل مَنْ فَعَلَهُ مُعَاوِيَةُ** [78]

سب سے پہلے یہ کام معاویہ نے کیا۔

ابنِ منذر نے کہا:

**وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: وَسُئِلَ عَنْ تَسْلِيمِ الْمُؤَذِّنِ عَلَى الْأَمِيرِ، فَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ فَعَلَهُ مُعَاوِيَةُ** [79]

---

78 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص162

79 الاوائل للعسکری ص241

اوزاعی سے مؤذن کے امیر پر سلام کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے کہا: سب سے پہلے یہ کام کرنے والا معاویہ ہے۔

## دو مزید تبدیلیاں

## نمازِ عید کے لیے اذان اور اقامت:

مصنف ابن ابی شیبہ میں ابنِ مسیب سے مروی ہے۔ کہتے ہیں:

**أول من أحدث الأذان في العيدين معاوية.**[80]

عیدین کے موقع پر اذان کی بدعت نکالنے والا پہلا شخص معاویہ ہے۔

ابو عروبہ حرانی نے اپنی سند سے سعید بن مسیب سے روایت کیا، فرمایا:

**أَوَّل مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ مُعَاوِيَةُ، وَلَمْ يَكُنْ قَبْلَ ذَلِكَ أَذَانٌ وَلا إِقَامَةٌ**[81]

پہلا وہ شخص جس نے عید الفطر اور عید الاضحی کے موقع پر اذان واقامت کہلوائی، وہ معاویہ ہے۔ اس سے پہلے (عیدین کی نماز میں) نہ اذان تھی اور نہ ہی اقامت۔

احبابِ ذی وقار!

کیا معاویہ کا کردار اس بات کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ معاویہ جو کام کا فررہ

---

79 الاوسط لابن المنذر 3/57

80 المصنف لابن ابی شیبۃ 4/216، 20/124

81 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص158

کر نہیں کر سکا وہ کام اس نے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ کر کر لیے۔ معاویہ اور اس کا باپ اسلام کا نام تک نہیں سننا چاہتے تھے۔ اور اس مقصدِ بد کی خاطر معاویہ اور اس کے باپ نے سر توڑ کوششیں کیں۔ لیکن جب اس طرح کامیاب نہ ہو سکے تو منافق بن کر اسلام کی چادر لپیٹ لی۔ پہلے کوشش تھی کہ اسلام کا نام ہی مٹ جائے۔ لیکن جب یہ نہ ہو سکا تو اب کوشش تھی کہ اسلام کا نام تو رہے لیکن حقیقت بدل جائے۔

## دسویں تبدیلی:

## معاہدین کی دیت میں کمی:

ابنِ جریج زہری سے راوی، کہا: دورِ رسالت میں اور خلفائے ثلاثہ کے ادوار میں یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر تھی۔

**فَلَمَّاكَانَ مُعَاوِيَةُ أَعْطَى أَهْلَ الْقَتِيلِ النِّصْفَ وَأَلْقَى النِّصْفَ فِي بَيْتِ الْمَالِ**[82]

پھر جب معاویہ آیا تو مقتول کے ورثاء کو نصف دے کر نصف بیت المال میں ڈال دیا۔

شعیب نے زہری سے روایت کیا، کہا:

**كَانَتِ السُّنَّةُ الأُولَى أَنَّ دِيَةَ الْمُعَاهِدِ كَدِيَةِ الْمُسْلِمِ فَكَانَ مُعَاوِيَةُ أَوَّل مَنْ قَصَرَهَا إِلَى نِصْفِ الدِّيَةِ وَأَخَذَ نِصْفَ الدِّيَة لنَفسِهِ**[83]

---

82 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص148

83 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص148

پہلی سنت یہ تھی کہ معاہد کی دیت مسلمان کی دیت کی مانند تھی۔ پس معاویہ پہلا وہ شخص تھا جس نے اسے گھٹا کر آدھا کر دیا اور آدھی دیت اپنے پاس رکھ لی۔

## گیارہویں تبدیلی:

## حج تمتع پر پابندی:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

**هَذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** [84]

یہ معاویہ ہے جو لوگوں کو حج تمتع سے روک رہا ہے۔ حالانکہ خود نبی ﷺ نے حج تمتع فرمایا۔

## بارہویں تبدیلی:

## مسلمان کو کافر کا وارث بنانا:

ابو عروبہ حرانی نے کتاب الاوائل میں باب باندھا:

**أَوَّل من قضى أَن يَرث الْمُسلم الْكَافِر**

پہلا وہ شخص جس نے مسلمان کے کافر کا وارث ہونے کا فیصلہ کیا۔

---

84 سنن نسائی ح2737

پھر اپنی سند سے زہری سے روایت کیا، کہا:

مَضَتِ السّنة من النَّبِي – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَأَبِي بَكْر وَعُمَر وَعُثْمَان بِأَنْ لَا يَرِثَ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ أَوَّل مَنْ قَضَى بِأَنَّ الْمُسْلِمَ يَرِثُ الْكَافِرَ وَأَنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ، ثُمَّ قَضَى بِذَلِكَ بَنُو أُمَيَّةَ بَعْدَ مُعَاوِيَةَ حَتَّى كَانَ عُمَر بْنُ عَبْد الْعَزِيزِ فَرَاجَعَ السُّنَّةَ الأُولَى وَقَضَى بِأَنْ لَا يَرِثَ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ، ثُمَّ رَدَّ ذَلِكَ هِشَامُ بْنُ عَبْد الْمَلِكِ إِلَى قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ بعد [85]

نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ کی سنت یہ تھی کہ نہ مسلمان کافر کا وارث بنے گا اور نہ ہی کافر مسلمان کا۔ معاویہ سب سے پہلا وہ شخص تھا جس نے فیصلہ کیا کہ مسلمان کافر کا وارث بنے گا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا۔ پھر معاویہ کے بعد بنو امیہ نے یہی فیصلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ عمر بن عبد العزیز آئے تو انہوں نے فیصلہ اصلی سنت کی جانب لوٹایا اور فیصلہ کیا کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہو گا اور نہ ہی مسلمان کافر کا۔ بعد ازاں ہشام بن عبد الملک نے اسے معاویہ اور بنو امیہ کے فیصلے کی جانب پھیر دیا۔

احبابِ ذی وقار! یہ ہم نے صرف بارہ مثالیں پیش کی ہیں۔ اور پچھلے باب میں بیان کردہ تلبیہ پر پابندی کو ساتھ ملائیں تو تیرہ مثالیں۔ اور سچ یہ ہے کہ یہ باب

---

[85] الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص164

بہت طویل و عریض ہے۔ لیکن ہمارا مقصد معاویہ کے کرتوتوں کا احاطہ نہیں بلکہ خرد مند لوگوں کے سامنے حقائق پیش کرنا ہے۔ اور بیان کردہ مثالوں کے پیشِ نظر ہر ہوشمند پورے یقین سے کہہ سکتا ہے کہ:

معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی زندگی میں ان گنت شرعی احکام کو بدلنے کی کوشش کی۔

لہذا: اس بات میں کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ مذکورہ بالا حدیث کا مصداق معاویہ ہے۔

یعنی رسالت مآب ﷺ نے جس اموی کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ سب سے پہلے سنتِ مصطفویہ اور ملتِ اسلامیہ کو بدلنے کی ناپاک سعی کرے گا۔ وہ معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

*************************

# معاویہ

# نَبَّاشِ قبورِ صحابہ

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

خاندانِ بنو امیہ کو احد کے شہیدوں اور بالخصوص رسالت مآب ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کے ساتھ جو دشمنی تھی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کے ساتھ خصوصی دشمنی کی وجہ ہند کے باپ عتبہ کا قتل تھا۔ معاویہ کا نانا عتبہ جنگِ بدر میں سیدنا حمزہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ معاویہ کی ماں ہندا اپنے باپ کے قتل پہ صبح شام تڑپتی۔ یہاں تک کہ جب جنگِ احد کا موقع آیا اور وحشی کو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کو شہید کرنے کے بدلے آزاد کرنے کا وعدہ کیا گیا تو ہند بار بار وحشی کے پاس آتی اور وحشی کی کنیت "ابو دسمہ" کے ساتھ پکار کر کہتی:

إِيهِ أَبَا دُسْمَةَ! اشْفِ وَاشْتَفِ

اے ابو دسمہ! ٹھنڈ دے، ٹھنڈ پا۔

اور پھر جب سیدنا حمزہ بن عبد المطلب شہید کر دیئے گئے جب بھی معاویہ کی ماں کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ اس نے سیدنا حمزہ کے سینے کو چیر کر کلیجہ نکال کر چبایا۔ اسی وجہ سے ہند کا نام "آکلۃ الاکباد" مشہور ہوا اور معاویہ کو "ابنِ آکلۃ الاکباد" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ہند کی کلیجہ خوری نے ایسی شہرت پکڑی کہ عرب و عجم میں کہاوت کی صورت اختیار کر گئی۔

شاعر نے کہا:

ڈر ہے چبا نہ جائیں کلیجہ نکال کر
رہتے ہیں تیرے شہر میں ہندہ مزاج لوگ

اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا:

؎ حق کے سینے سے ابلتا ہوا خوں زندہ ہے

پر یہ دنیائے جگر خور بڑی ہندہ ہے

کلیجہ چبا کر بھی اس عورت کے دل کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی تو اس نے سید الشہداء سیدنا حمزہ کی ناک اور کان اور آلۂِ تناسل کاٹ کر ان کا ہار بنا کر اپنے گلے میں پہن لیا۔

پاکستانی قومی ترانہ کے خالق شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری اس صورتِ حال اور اس موقع پر ہند کی کاروائیوں کو ان الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں:

ابو سفیاں کی زوجہ ہند بھی عتبہ کی دختر تھی

نہ جانے یہ ابو سفیاں کی زوجہ تھی کہ شوہر تھی

عجب عورت تھی جس کے دل میں تھے ارمان مردوں کے

کہ اس کی تیز فطرت کاٹتی تھی کان مردوں کے

بروز بدر باپ اس کا سپہ سالارِ لشکر تھا

پسر بھی ایک افسر بھائی بھی سردارِ لشکر تھا

پدر کو اور پسر کو حضرت حمزہ نے مارا تھا

برادر کا علی المرتضیٰ نے سر اتارا تھا

علی بھی حمزہ بھی سرتاج تھے اولادِ ہاشم کے

سپہ سالار تھے دونوں سپہ سالارِ اعظم کے

بڑا کینہ تھا ان دونوں سے اس عورت کے سینے میں

مری جاتی تھی زندہ دیکھ کر ان کو مدینے میں

نرالی بات سوجھی تھی نرالی دھن سمائی تھی

قسم ڈائن نے حمزہ کا جگر کھانے کی کھائی تھی [86]

ہند کی ان حرکتوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس خاندان بالخصوص ہند کو احد میں شہید ہونے والوں اور بالخصوص سیدنا حمزہ کے ساتھ کس قدر بغض اور دشمنی تھی۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ معاویہ کی رگوں میں دوڑنے والا خون بھی ہند کا تھا۔ ہند نے دودھ کا ایک ایک گھونٹ خاندانِ رسول ﷺ کی نفرت اور بغض کی خاطر اپنی اولاد کو پلایا تھا۔ علامہ شرف الدین بوصیری اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أترجونَ من أبناء هندٍ مودةً وَقَدْ أرضَعَتْهُمْ دَرَّ بِغضَتِها هِنْدُ [87]

کیا تم ہندہ کے بیٹوں کی طرف سے آلِ رسول ﷺ کے لیے مودت کی امید رکھتے ہو؟ حالانکہ ہند نے آلِ رسول ﷺ سے بغض کا دودھ اپنی اولاد کو پلا رکھا ہے۔

ماؤں کا اثر اولادوں تک پہنچتا ہے۔ جب ماں کے دل میں سیدنا حمزہ کے خلاف ایسی نفرت تھی تو معاویہ کے دل میں سیدنا حمزہ کی محبت تو نہیں ہو سکتی۔

---

86 شاہنامہ اسلام ج3 ص35،36

87 دیوانِ شرف الدین بوصیری ص68

جیسے سیدنا حمزہ کے شہید ہو جانے کے بعد بھی ہند کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا اور اس نے اپنے باپ عتبہ کے قاتل سیدنا حمزہ کے جسم مبارک کی بے حرمتی کی۔ یہی کام ہند کے بیٹے معاویہ نے بھی کیا۔

معاویہ کے دل میں احد کے مدفونین اور بالخصوص سیدنا حمزہ کی نفرت ہر وقت جوش مارتی رہتی۔ لیکن یہ نفرت نکالنے کا کوئی طریقہ نظر نہ آرہا تھا۔ اسی سوچ وبچار میں طویل عرصہ گزر گیا۔ شہدائے احد کی تدفین کو لگ بھگ چھیالیس سال گزرنے کے بعد معاویہ کو ترکیب سوجھی۔

بہانہ بنایا گیا کہ احد کے مقام سے پانی کا چشمہ گزارنا ہے لہذا یہاں جن شہداء کی قبریں ہیں ان قبروں کو کھود کر ان شہیدوں کو یہاں سے نکالنا پڑے گا۔

اور پھر چشمِ فلک نے وہ قیامت خیز منظر بھی دیکھا کہ:

- معاویہ کے حکم پر احد کے شہیدوں کی قبروں کو کھودا گیا۔۔۔
- جانثارانِ مصطفی ﷺ کو قبروں سے نکالا گیا۔۔۔
- رسالت مآب ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ کو نکالتے ہوئے ان کے پاؤں پر پھاؤڑا مار کر آپ کو زخمی کر دیا گیا۔۔۔
- یہاں تک کہ سیدنا حمزہ کے مبارک پاؤں سے تازہ خون جاری ہو گیا۔۔۔

یوں صفحۂ ہستی کا پہلا وہ شخص جس نے رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کی قبروں کو کھودا اور رسالت مآب ﷺ کے چچا کے جسمِ اقدس کی بے حرمتی کی۔ یہ طوق بھی معاویہ بن ابی سفیان کے گلے میں ہی آتا ہے۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں: معاویہ نے اپنے احد والے چشمے کو جاری کرنے کا ارادہ کیا تو یہاں کے لوگوں نے اس کی جانب لکھ بھیجا کہ اس کے سامنے تو شہیدوں کی قبریں آتی ہیں۔

احبابِ ذی وقار!

ممکن تھا کہ اس چشمہ کو چھوڑ دیا جاتا اور پانی کا کوئی دوسرا بندوبست ہو جاتا۔ اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ پانی کا چشمہ تو نکالا جاتا لیکن اس کا رستہ تبدیل کر دیا جاتا تاکہ چشمے والی ضرورت بھی پوری ہو جاتی اور شہدائے احد کی قبروں کی پائمالی بھی نہ ہوتی۔

لیکن یہ ساری باتیں تو وہ سوچتا جس کی نظر میں ان قبروں کی کوئی عزت وحرمت ہوتی۔ جو شخص عرصہ دراز سے شہدائے احد اور بالخصوص سیدنا حمزہ کی نفرت کو پال رہا ہو، اس کو تو بہانے کی ضرورت تھی۔ وہ تو اپنے نانا کے قاتل کے بدنِ اقدس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا تھا جو اس کی ماں نے کیا تھا۔

لہذا جیسے ہی معاویہ بن ابی سفیان کو یہ پیغام پہنچا تو اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ فوراً حکم جاری کیا:

**انْبِشُوهُمْ** [88]

---

[88] انساب الاشراف للبلاذری 4/289
الطبقات الکبری لابن سعد 3/10
صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی 1/142

ان سب کی قبریں کھود ڈالو۔

پھر چشمِ عالم نے تاریخِ اسلامی کا وہ قیامت خیز منظر دیکھا جب رسالت مآب ﷺ کے جانثاروں کی قبروں کو تدفین کے چھیالیس سال بعد کھودا گیا۔ ہر دل مغموم ہے اور ہر آنکھ نم ہے۔ مدینہ کا ہر باسی سمجھ چکا ہے کہ اللہ عزاسمہ کے رسول ﷺ نے معاویہ کو منبر پہ دیکھتے ہی قتل کر دینے کا حکم کیوں جاری فرمایا تھا۔ لیکن جب وہ اس وقت قتل نہ کیا جاسکا تو اب اپنی حکومت مضبوط کر چکا تھا۔ اب اس کے مقابلے کی طاقت کسی میں نہ تھی۔ معاویہ کی بات ماننا مجبوری بن چکی تھی۔

قبروں کو کھودا جارہا ہے اور شہدنوں کو نکالا جارہا ہے۔ ایک جانب معاویہ کا دینِ اسلام سے بغض آشکار ہو رہا ہے تو دوسری جانب چھیالیس سال پہلے دفن کیے جانے والے شہیدوں کے تروتازہ جسم اسلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔

اسی دوران ایک سرکش پھاوڑا سیدِ عالم ﷺ کے جانثار چچا سید الشہداء سیدنا حمزہ کے قدم مبارک تک پہنچ جاتا ہے۔ سیدنا حمزہ کا پاؤں مبارک تدفین کے چھیالیس سال بعد پھر زخمی کر دیا جاتا ہے۔

ہائے حمزہ! آپ کا قصور یہ تھا کہ آپ اسلام کی حمایت میں کھڑے ہوئے۔۔۔ آپ کا جرم یہ تھا کہ آپ نے کلیجہ خور کے کافر باپ کو جہنم واصل کیا۔۔۔ آپ کے اس جرم کی پاداش میں آپ کو شہید کیا گیا۔۔۔ شہید کیے جانے کے بعد آپ کا کلیجہ نکالا گیا۔۔۔ آپ کی ناک، کان اور مردانہ اعضا کو کاٹ کر کلیجہ

خور نے گلے کا ہار بنایا۔۔۔ اور آج نصف صدی بعد کلیجہ خور کے بیٹے نے ایک بار پھر آپ کے جسمِ اقدس کی بے حرمتی کی نیتِ بد پہ عمل شروع کر دیا ہے۔

معاویہ پارٹی کہتی ہے کہ یہ ایک اتفاق تھا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ: یہ اتفاق معاویہ کے نانے کے قاتل سیدنا حمزہ ہی کے ساتھ کیوں؟ اور اس اتفاق کی نوبت ہی کیوں آئی؟ شہدائے احد کی قبروں کو کس قرآنی دلیل سے کھولا گیا؟ یا کونسی حدیث پر عمل کیا گیا؟ کیا معاویہ پارٹی معاویہ کے اس کالے کرتوت پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل دکھا سکتی ہے؟

تمہاری نظر میں معاویہ مجتہد تھا۔ تو بتاؤ کہ اس کالے کرتوت پر معاویہ کی دلیل کیا تھی؟ معاویہ پارٹی کو قیامت تک کے لیے چیلنج ہے کہ معاویہ کے اس کالے کرتوت پہ کوئی ایک دلیل دکھا دیں۔۔۔!!!

قرآن وحدیث سے کوئی ایک ایسی دلیل جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ پانی کے ایک چشمے کے بہانے اسلام کے وہ ہیرو جو بعض اہلِ علم کے ہاں افضل الناس بعد الانبیاء ہیں۔ پانی کے ایک چشمے کے بہانے ان کی قبروں کو کھود کر ان کے مبارک اجسام کو نکالنا جائز ہو۔

سیدنا حمزہ کے بارے میں اتفاق تو اس وقت مانا جائے جب کہ اس اتفاق کے مرحلے تک حلال طریقے سے رسائی ہوئی ہو۔ جب اس سے پچھلا سارا سفر حرام کی پالکی اور قرائنِ احوال کے مطابق بغضِ سیدنا حمزہ کی سواری پہ بیٹھ کر طے کیا گیا تو یہاں آکر اتفاق کیسے مانا جائے؟ اور اس اتفاق کو جائز کیسے سمجھا جائے؟

اور حق یہ ہے کہ سیدنا حمزہ کے بدنِ اقدس کی اس بے حرمتی کو اتفاق کہنا سراسر جھوٹ ہے۔ موقع کے عینی شاہد حضرت ابو سعید خدری سے پوچھو کہ کیا یہ اتفاق تھا؟

حضرت ابو سعید خدری اس سارے واقعے کے عینی گواہ ہیں۔ جب سیدنا حمزہ کے جسدِ اقدس کی حرمت کی پائمالی کی گئی تو ابو سعید خدری نے کہا:

**لَا يُنْكَرُ بَعْدَ هَذَا مُنْكَرٌ أَبَدًا** [89]

اب تا قیامت کسی برائی کو برائی نہ کہا جا سکے گا۔۔۔!!!

حضرت ابو سعید خدری کی بات سچ تھی۔ کیونکہ جب رسالت مآب ﷺ کے وہ جانثار صحابہ، جن کے شہید جسموں پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوئی۔ اور بالخصوص رسالت مآب ﷺ کے چچا۔ جب آدھی صدی گزرنے سے پہلے ان ہستیوں کے جسموں کے ساتھ یہ بہیمانہ سلوک شروع ہو چکا اور اس کو روکنا کسی کے بس میں نہ رہا تو پھر کب، کون، کس برائی کو کیسے روک پائے گا؟

---

89 الجہاد لابن المبارک ح98

مغازی الواقدی 1/ 268

مصنف عبد الرزاق 5/ 515

اعلام رسول اللہ للدینوری ص208

تاویل مختلف الحدیث ص227

عیون الاخبار 2/ 342

دلائل النبوۃ للبیہقی 3/ 294

بعض حضرات نے اس مقام پہ معاویہ کی بدنیتی سے توجہ ہٹانے کی خاطر ان روایات سے سیدنا حمزہ کا نام ہٹا دیا۔ کیونکہ جب بات سیدنا حمزہ کی آئے گی تو فوراً معاویہ کی بدباطنی اور خاندانی دشمنی کے پیشِ نظر اس واقعہ کے پیچھے معاویہ کی بدنیتی کی طرف ذہن چلا جائے گا۔ لہذا مہربانوں نے آسانی اسی میں سمجھی کہ سیدنا حمزہ کا نام ہی ہٹا دیا جائے تاکہ کسی کا ذہن معاویہ کی بدنیتی کی طرف نہ جائے اور نہ ہی معاویہ کی بدنیتی کو اجتہادی بدنیتی بنا کر اس پہ ایک اجر و ثواب کے انتظام کا تکلف کرنا پڑے۔

ابنِ مبارک کی "الجہاد" اور عبد الرزاق کی "المصنف" وغیرہ میں سیدنا حمزہ کا نام ہٹا کر "ایک شخص" بنا دیا گیا۔

اگر اس نام ہٹانے کے پیچھے معاویہ کی حمایتِ بے جا کو نہ مانا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ شہدائے احد میں سیدنا حمزہ جیسی شخصیت کو "رَجُلٍ مِنْهُمْ" کہہ کر تعبیر کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔

صدیوں سے معاویہ اور اس کے کارہائے بد کی پردہ پوشی کی خاطر حقائق کے چہرے مسخ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حق کی اصلی صورت چھپائی جا رہی ہے۔ حالانکہ معاویہ کی اصلیت لوگوں کے سامنے آشکار کر دی جائے اور اس شخص اور اس کے خاندان کو اسلام کے لیے ایک مصیبت قرار دے دیا جائے تو مسئلہ حل ہو جائے اور اتنے تکلف و تردد کی حاجت نہ ہو۔

اگر اہلِ اسلام اس موقف کو اپنالیں تو یہ کوئی نئی ایجاد نہیں۔ یہ رائے بھی امتِ مسلمہ کے اکابر کی رہی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ آفَةً تُفْسِدُهُ، وَآفَةُ هَذَا الدِّينِ بَنُو أُمَيَّةَ [90]

بے شک ہر چیز کے لیے ایسی آفت ہوتی ہے جو اسے فاسد کر دیتی ہے اور اس دین کے لیے آفت بنو امیہ ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا یہ موقف حقیقی سنی فکر کا درست ترجمان ہے۔ لیکن کچھ لوگوں نے یہ ٹھان رکھی ہے کہ اسلام کا ہیرو معاویہ ہی کو بنانا ہے چاہے اس کا اسلام بھی ثابت نہ ہو۔ اور چاہے اس کارِ شر کی خاطر ساری شریعت کو داؤ پر ہی کیوں نہ لگانا پڑ جائے۔ اور اہلِ دانش سمجھتے ہیں کہ اسلام کا ہیرو معاویہ کو بنانے میں معاویہ کے کرتوتوں کی وجہ سے اہلِ اسلام کو ہر موقعے پر شرمندگی کا سامنا رہتا ہے۔

- ✓ اسلامی ہیرو سیدنا حمزہ کو مانو۔۔۔!
- ✓ اسلامی ہیرو امام علی علیہ السلام کو مانو۔۔۔!
- ✓ اسلامی ہیرو امام حسن علیہ السلام کو مانو۔۔۔۔!
- ✓ اسلامی ہیرو امام حسین علیہ السلام کو مانو۔۔۔۔!
- ✓ اسلامی ہیرو سیدنا ابو بکر صدیق کو مانو۔۔۔۔!

---

90 الفتن لنعیم بن حماد 313

قبول الاخبار و معرفۃ الرجال 1/ 241

✓ اسلامی ہیرو سیدنا عمرِ فاروق کو مانو۔۔۔!

یہ وہ شخصیات ہیں کہ مسلمان سینہ چوڑا کر کے ان کا تذکرہ کر سکتا ہے اور ان کے تذکرہ میں غیر مسلم اقوام کے سامنے بھی فخر محسوس کرتا ہے۔

معاویہ کو اسلامی ہیرو بنانے پہ تو سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ حقیقت پسند آدمی خود مسلمانوں کے سامنے معاویہ کے کردار کی صفائیاں پیش نہیں کر سکتا۔ کفار کے سامنے معاویہ کا نام لے کر سوائے شرم و خجلت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

بہر حال! قرائن بتاتے ہیں کہ حضرت سیدنا حمزہ کے نام کو اس لیے چھپالیا گیا تا کہ سیدنا حمزہ کے بدنِ اقدس کی حرمت کی پائمالی کا ذکر آتے ہی معاویہ کی بد باطنی کی جانب ذہن نہ جائے۔ لیکن حقیقت کب چھپتی ہے۔ اہلِ علم نے اس شخصیت کی نشاندہی بھی کر دی جن کے پاؤں کو پھاوڑے سے زخمی کیا گیا تھا۔ بعض روایات میں تصریح موجود ہے کہ:

**أَصَابَت المسحاة قدم حَمْزَة رَضِي الله عَنهُ فانبعث دَمًا طريا**[91]

پھاوڑا سیدنا حمزہ کے پاؤں کو لگا تو تازہ خون بہہ نکلا۔

---

[91] نوادر الاصول 2/307، 4/110
المخلصیات 3/41
مشیخۃ الآبنوسی 1/202
التمہید لابن عبد البر 12/224
غوامض الاسماء المبہمۃ لابن بشکوال 2/567

مسلمانو! خدارا انصاف!

آج پاک و ہند کے بریلوی حضرات سعوی حکومت کو اس لیے بھی برا بھلا کہتے ہیں کہ سعودیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے مزارات کو مسمار کیا۔ ہم بھی سعودیوں کے اس کارِ بدپہ سعودیوں کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف سعودیوں کو برا کہنا کافی نہیں۔ یہ برا رستہ شروع کس نے کیا؟ پہلا وہ شخص جس نے صحابہ کی قبروں کو کھود کر ان کی حرمت کو پائمال کیا وہ تو معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ معاویہ کو تم ہیرو بنائے پھرتے ہو۔ پھر اگر سعودی معاویہ والا کردار دہراتے ہیں تو پھر برداشت کرو۔ کیونکہ سعودیوں نے نیا تو کچھ نہیں کیا۔ معاویہ شہدائے احد اور رسالت مآب ﷺ کے چچا کی قبر کھود کر جسم مبارک کی بے ادبی اور بے حرمتی کا مرتکب ہوا۔ اور سعودی باقی صحابہ واہلِ بیت کے مزارات کو مسمار کرکے گستاخی کے مرتکب ہوئے۔ جرم دونوں پارٹیوں کا ایک جیسا ہے۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ معاویہ وہ شخص ہے جس نے اس جرم کی داغ بیل ڈالی۔ اور سعودی تو معاویہ کی پیروی میں اس کو نیکی سمجھ کر کر گئے۔

سعودیوں کو برا جاننا اور معاویہ کو ماموں ماننا کسی لحاظ سے قرینِ انصاف نہیں۔ ہم سعودیوں کی بھی مذمت کرتے ہیں اور معاویہ کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ بلکہ سعودیوں کے ان جرائم کا بار معاویہ کے سر پر بھی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ رسالت مآب ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ

عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ [92]

یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی بری راہ نکالی۔ اس پہ اس بری راہ کا بار بھی ہو گا اور ان کا بار بھی ہو گا جو اس کے بعد اس پہ عمل کریں گے۔ بعد والوں کے باروں میں کسی کمی کے بغیر۔

سعودیوں کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے صحابہ واہلِ بیتِ کرام کے مزارات کو شہید کیا۔ لیکن سعودی اس رستے کے موجد نہیں۔ اس رستے کا موجد معاویہ ہے۔ سب سے پہلے صحابہ کرام کی قبریں کھدوانے والا معاویہ ہے۔ لہذا احدیث کی رو سے سعودی مجرم ہیں۔ لیکن معاویہ اس رستے کا موجد ہونے کے سبب اپنے دور سے لے کر قیامت تک کے لیے عظمائے اسلام کی شہید کی جانے والی ہر قبر کا مجرم ہے۔

لہذا انصاف پسند اور حقیقت شناس وہی ہے جو سعودیوں کے اس کارِ بد پہ لعنت بھیجنے کے ساتھ ساتھ معاویہ کے اس کارِ بد پہ بھی لعنت بھیجے۔ بلکہ معاویہ کے کارِ بد کو زیادہ مستحقِ لعنت جانے۔ کیونکہ معاویہ اس راہِ شر کا مؤسسِ اول ہے۔

*************************

92 صحیح مسلم 1017

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

امتِ مسلمہ میں بڑی بڑی شخصیات ایسی گزری ہیں جن کے نزدیک معاویہ سرے سے مسلمان ہی نہ تھا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید وہ حضرات تعصب یا غلو کا شکار تھے جس کی وجہ سے علم و فن کے امام ہونے کے باوجود ان حضرات نے معاویہ کو مسلمان ماننے سے انکار کیا۔ لیکن اگر معاویہ کی شخصیت و کردار کا انصاف کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو پھر ان اربابِ علم کی رائے انتہائی جاندار محسوس ہوتی ہے۔

کیا کوئی مسلمان سوچ سکتا ہے کہ وہ سرِ عام رسالت مآب ﷺ کے فیصلے کو رد کر دے؟

حضرت عمر کے سامنے جب ایسا شخص آیا جس نے رسالت مآب ﷺ کے فیصلے کو رد کیا تو حضرت عمر نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور اسے مسلمان ماننے سے انکار کر دیا۔ مفسرین کے مطابق حضرت عمر کے اس اقدام کی تائید کے لیے اللہ عزاسمہ نے قرآنِ عظیم کی آیت اتاری اور ہر اس شخص کو ایمان کے دائرے سے باہر کر دیا جو رسالت مآب ﷺ کے فیصلے میں کسی قسم کے تردد کو دل میں جگہ دے۔

جس شخص کے دل میں رسالت مآب ﷺ کے فیصلے کے بارے میں تردد ہو، بحکمِ قرآنی وہ ایماندار ہی نہیں۔ تو کیا جو شخص رسالت مآب ﷺ کے فیصلے کو رد کر دے۔ سرِ عام حضور ﷺ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ دے دے۔ کیا ایسا شخص مسلمان کہلا سکتا ہے؟

اسلام کا اظہار کرنے کے بعد پہلا وہ شخص جس نے سرِ عام رسالت مآب ﷺ کے فیصلے کو رد کیا وہ معاویہ ہے۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ زیاد بن ابی زیاد کی ماں کا نام سمیہ تھا۔ جو ایک شادی شدہ خاتون تھی اور اس کے شوہر کا نام عبید تھا۔ معاویہ کے والد ابوسفیان کے سمیہ سے غلط مراسم تھے اور بات زنا تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس زنا کی وجہ سے سمیہ کو حمل ہوا اور اس نے زیاد کو جنا۔

یہ بات اپنی جگہ کہ زیاد کی پیدائش ابوسفیان اور سمیہ کے زنا کے نتیجے میں ہوئی۔ لیکن چونکہ ابوسفیان اور سمیہ کے بیچ نکاح نہیں تھا۔ لہذا اسلامی قانون کے مطابق اگر زیاد ابوسفیان کا نطفہ ہوتا بھی۔ جب بھی شریعت زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا ماننے کے لیے تیار نہ تھی۔

اس سلسلے میں رسالت مآب ﷺ کا فیصلہ بالکل واضح لفظوں میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن نسائی اور ان کے علاوہ دسیوں حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ حضور ﷺ کے دربار میں ایک مقدمہ لایا گیا جس کا فیصلہ رسالت مآب ﷺ نے ان مبارک الفاظ سے فرمایا:

**الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ**[93]

---

93 موطا امام مالک 2736

مسند ابی داود طیالسی 1547

صحیح بخاری 2053، 2218، 2745، 4303، 6749، 6765، 6817، 7182

بچہ صاحبِ فراش کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

رسالت مآب ﷺ کا فیصلہ ہو گیا۔ کسی کے پاس تردد کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ لیکن جب معاویہ کا دور آیا تو معاویہ نے اس نبوی فیصلے کی کھلے عام مخالفت کی اور ابوسفیان کے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا ٹھہرا کر اپنا بھائی قرار دیا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

**فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ شَهِدَ جَمَاعَةٌ عَلَى إِقْرَارِ أَبِي سُفْيَانَ بِأَنَّ زِيَادًا وَلَدَهُ فَاسْتَلْحَقَهُ مُعَاوِيَةُ لِذَلِكَ وَزَوَّجَ ابْنَهُ ابْنَتَهُ وَأَمَّرَ زِيَادًا عَلَى الْعِرَاقَيْنِ الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ جَمَعَهُمَا لَهُ** [94]

پس جب معاویہ بن ابی سفیان کی بادشاہی آئی تو ایک جماعت نے ابو سفیان کے اس اقرار پر گواہی دی کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے۔ پس معاویہ نے اس وجہ سے اسے ابوسفیان کے ساتھ جوڑ دیا اور اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرادی اور زیاد کو دونوں عراقوں یعنی بصرہ اور کوفہ کا امیر بنایا اور دونوں شہر زیاد کے لیے جمع کیے۔

---

صحیح مسلم 1457

سنن ابی داود 2273

سنن نسائی 3484

94 فتح الباری لابن حجر 3/545

علامہ جلال الدین سیوطی کہتے ہیں:

**وَهَذِه أول قَضِيَّة غير فِيهَا الحكم الشَّرْعِيّ فِي الْإِسْلَام** [95]

اور یہ اسلام میں پہلا وہ فیصلہ ہے جس میں شرعی حکم تبدیل کیا گیا۔

علامہ زرقانی کہتے ہیں:

**وأول من استلحق في الإسلام ولد الزنا معاوية، استلحق في خلافته زياد بن سمية أخًا؛ لأن أباه كان زنى بها زمن كفره، فجاءت به** [96]

پہلا وہ شخص جس نے اسلام میں ولدِ زنا کو زانی کے ساتھ جوڑا وہ معاویہ ہے۔اس نے اپنے دورِ حکومت میں زیاد بن سمیہ کو اپنا بھائی قرار دیا کیونکہ اس کے والد ابو سفیان نے اپنے کفر کے دور میں سمیہ سے زنا کیا تھا جس کے نتیجے میں زیاد پیدا ہوا۔

ابو عروبہ حرانی نے "اوائل" میں باب باندھا:

**أول من رد قَضَاء رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَلَانِيَة**

پہلا شخص جس نے رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فیصلے کو اعلانیہ رد کیا۔

اس کے تحت سعید بن مسیب سے روایت کی۔فرمایا:

**أَوَّل من رد قَضَاء رَسُول الله صلی اللہ علیہ وسلم دَعْوَة مُعَاوِيَة**[97]

---

95 التوشیح شرح الجامع الصحیح 1315/3

96 زرقانی بر مواہب 313/5

سب سے پہلے جس شخص نے رسالت مآب ﷺ کے فیصلے کا رد کیا وہ معاویہ کی دِعوت (یعنی زیاد کو اپنا بھائی قرار دینا) ہے۔

دوسری سند سے ہے:

**أَوَّل قَضِيَّة ردَّتْ من قَضَاء رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَلَانيَة قَضَاء فلَان فِي زِيَاد** [98]

رسالت مآب ﷺ کے فیصلوں میں سے سب سے پہلا فیصلہ جس کا اعلانیہ رد کیا گیا ، وہ فلاں (یعنی معاویہ ) کا زیاد کے بارے میں فیصلہ ہے۔

نکتہ:

احبابِ ذی وقار یہاں پر اس نکتہ کو بھی خوب ذہن نشین کر لیں کہ متقدمین کی گفتگو اور بالخصوص احادیثِ رسول ﷺ میں جہاں جہاں معاویہ کی مذمت آئی ہے۔ محدثین اور راوی وہاں معاویہ کے نام کو ہٹا کر "فلاں" لگا دیا کرتے تھے۔ بعض لوگ تو معاویہ کی حقیقت کو چھپانے کے لیے ایسا کرتے تھے اور آج بھی ایسا کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ نیک نیت ہوتے ہوئے حکومتی مظالم سے بچنے کے لیے معاویہ کا نام لینے کے بجائے "فلاں" بول دیتے تھے۔ لیکن چونکہ ہر

---

97 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص163
تاریخِ دمشق19/179

98 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص163

عام و خاص اس کنایہ کو جانتا تھالہذا معاویہ کا نام ہٹا کر بھی حقیقت چھاتئ نہیں جا سکتی۔

مذ کورہ بالا روایت میں معاویہ کے نام کی جگہ "فلاں" بولا جانا ہمارے دعوی کا عادل گواہ ہے۔ ان شاء اللہ عزاسمہ اس سلسلے پہ مزید گفتگو سطورِ ذیل میں مختلف مقامات پہ آئے گی۔

بہر صورت ہم دوبارہ اصل گفتگو کی طرف لوٹتے ہیں۔ امام ابنِ اثیر جزری متوفی 630ھ معاویہ کے مذکورہ بالا کارنامے کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَكَانَ اسْتِلْحَاقُهُ أَوَّلَ مَا رُدَّتْ أَحْكَامُ الشَّرِيعَةِ عَلَانِيَةً [99]

معاویہ کا زیاد کو ابو سفیان کے ساتھ جوڑنا سب سے پہلا واقعہ ہے جس میں شریعت کے احکام کا علی الاعلان رد کیا گیا۔

اربابِ ذی وقار!

معاویہ ایسا شخص نہیں کہ ہم اس کے لیے اپنی توانائیاں خرچ کریں۔ ہماری اس عرق ریزی کا سبب فقط اتنا ہے کہ جس شخص نے اسلام کو اندر سے مکمل کھوکھلا کرنے کے لیے اپنی ساری زندگی خرچ کی۔ جس نے اسلام سے صرف اس کا نام باقی رکھا باقی سب کچھ تبدیل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ایسے شخص کو اگر اسلام کا ہیرو ٹھہرایا جائے گا تو اسلام کے بیٹوں کی خاموشی جرم ہے۔

---

99 الکامل فی التاریخ 3/41

معاویہ کو منافق ٹھہرا کر اس کے قصیدے گائے جائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ معاویہ کو اسلام سے باہر نکال کر اس کی تعریفوں کے پل باندھے جائیں تو ہم ایک حرف اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن جس شخص نے اسلام کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا اس کو اسلام کا ہیرو بنا کر پیش کیا جائے گا تو ہم چپ نہیں بیٹھ پائیں گے۔

معاویہ کے فقط اس ایک کارنامہ ہی کو دیکھ لیجیے۔ یعنی زنا کی پیداوار کو حقیقی بیٹا قرار دینا۔ معاویہ کا یہ کرتوت اس کا ایسا سیاہ کارنامہ تھا کہ پوری امت نے اس کرتوت کی وجہ سے معاویہ کو برا بھلا کہا۔ ہم پہلے بیان کر چکے کہ حضرت حسن بصری معاویہ کے اس سیاہ کارنامے کو معاویہ کے ان چار کاموں میں شمار کرتے تھے جن میں سے ہر ایک معاویہ کو جہنم کی آگ میں جلانے کے لیے کافی ہے۔

بعد میں کچھ عاقبت نااندیشوں نے معاویہ کے لیے کچھ بہانے بنانے کی کوشش کی تو امام ابنِ اثیر نے ان کے جھوٹے بہانوں کا رد کرتے ہوئے کہا:

وَهَذَا مَرْدُودٌ لِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى إِنْكَارِهِ[100]

یعنی یہ بہانے مردود ہیں۔ کیونکہ معاویہ پر اعتراض کے معاملے میں سارے مسلمان متفق ہیں۔

احبابِ ذی وقار! غور کیجیے۔ امت کو اجماع اجماع کہہ کر ڈرانے والے

---

[100] الکامل فی التاریخ 3/ 42

اب اس اجماع سے بھاگنے کے بہانے ڈھونڈیں گے۔ ابنِ اثیر کے مطابق تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ معاویہ کا یہ کرتوت کالا کرتوت ہے۔ معاویہ نے اپنے مقاصدِ فاسدہ کی تکمیل کی خاطر رسالت مآب ﷺ کے فیصلہ کی کھلی مخالفت کی۔

اگر ایسا شخص بھی امتِ مسلمہ کا ہیرو ہے تو پھر ابو جہل کا کیا قصور ہے کہ اسے اسلامی ہیرو کیوں نہیں ٹھہرایا جاتا؟

جو نقصان معاویہ نے اندر رہ کر اسلام کو پہنچایا ہے اس کا عشرِ عشیر بھی ابو جہل نے اسلام کو نہیں پہنچایا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ معاویہ اسلامی ہیرو ہے اور ابو جہل کو معاویہ کے بھانجوں کی طرف سے کوئی تمغہ نہیں دیا گیا؟

؎ خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

احبابِ ذی وقار!

اس باب کو آپ گزشتہ باب کا تتمہ اور تکملہ خیال کریں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جب معاویہ نے زیاد کو اپنا بھائی ٹھہرایا تو صرف زیاد ہی کو بھائی نہیں بنایا بلکہ اپنے باپ ابو سفیان کو بھی زانی قرار دیا۔

ذرا ہوش سے سوچیں اور انصاف سے بتائیں!

کیا کوئی گھٹیا سے گھٹیا بیٹا بھی اپنے باپ کو زانی ٹھہرا سکتا ہے؟

اگر ابو سفیان نے زیاد کی ماں سے زنا کر ہی لیا تھا تو ایک بات تاریخ کے جھروکوں میں چھپ جاتی۔ لوگ اسے بھول جاتے۔ لیکن معاویہ نے زیاد کو سرکاری طور پر اپنا بھائی ٹھہرا کر تا قیامت تاریخ کے اوراق میں اپنے باپ ابو سفیان کو زانی لکھوا دیا۔

کہتے ہیں کہ معاویہ بڑا سمجھدار تھا۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی بہت بڑا کمینہ ہو گا جو اپنے باپ کو ایسے عالمگیر سطح پر زانی قرار دے۔ اگر معاویہ سمجھدار تھا تو اس نے اپنے باپ کو چشمِ عالم میں یوں رسوا کیوں کیا؟

معاویہ کی اس احمقانہ حرکت پر اس دور میں بھی بہت شور و غوغا ہوا۔ معاویہ کو لوگوں نے شرعی و معاشرتی ہر لحاظ سے شرمایا۔ شعر و نثر نے معاویہ کے اس گھٹیا ترین کارنامے کی خوب خبر لی۔ اسی موقعے پر کہا گیا:

**أَلا أَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ حَرْبٍ ... مُغَلْغَلَةً مِنَ الرَّجُلِ الْيَمَانِي**

خبردار! معاویہ بن حرب کو یمنی شخص کا پیغام پہنچا دو۔

أَتَغْضَبُ أَنْ يُقَالَ أَبُوكَ عَفٌّ ... وَتَرْضَى أَنْ يُقَالَ أَبُوكَ زَانِ

کیاتواس بات پہ غصہ کرتا ہے کہ تیرے باپ کو پاکباز کہا جائے۔ اور اس پہ خوش ہوتا ہے کہ تیرے باپ کو زانی بولا جائے۔

فَأَشْهَدُ أَنَّ رَحْمَكَ مِنْ زِيَادٍ ... كَرَحْمِ الْفِيلِ مِنْ وَلَدِ الأَتَانِ[101]

تو میں گواہی دیتاہوں کہ تیرا زیاد سے رشتہ ویساہی ہے جیسا گدھی کے بچوں سے ہاتھی کا رشتہ ہے۔

احبابِ ذی وقار!

یہ ساری باتیں تصویر کے ایک رخ کے لحاظ سے ہیں۔ لیکن اگر تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کی کوشش کی جائے تو یوں لگتا ہے کہ ابوسفیان معاویہ کا باپ کبھی تھا ہی نہیں۔۔۔!!!

جی ہاں! مشہور یہی تھا کہ ابوسفیان معاویہ کا باپ نہیں ہے۔

اور جب اتنی سی بات سمجھ لی جائے تو عقدہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ جب ابو سفیان معاویہ کا باپ ہی نہ ہو تو پھر معاویہ کو ابوسفیان سے کیا ہمدردی؟

قصہ یہ ہے کہ معاویہ کی ماں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ نامی گرامی بدکار عورت تھی۔ اور معاویہ کے باپ کے بارے میں علامہ جار اللہ زمخشری موتفی

---

101 الاخبار الموفقیات للزبیر بن بکار ص63
انساب الاشراف للبلاذری 5/ 375
تاریخ طبری 5/318

538ھ نے چار نام ذکر کیے ہیں:

1: مسافر بن ابی عمرو۔

2: عمارہ بن ولید۔

3: عباس۔

4: عمارہ کا سیاہ فام گویا صباح۔ [102]

معاویہ کی بد نصیبی دیکھیے کہ جن چار لوگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ معاویہ ان چاروں میں سے کسی ایک کا بیٹا ہے ان میں سے ایک نام بھی ابو سفیان کا نہیں۔

ایسی صورتِ حال میں اگر معاویہ اٹھ کر ابو سفیان کو زانی ٹھہراتا ہے تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ کیونکہ اپنے باپ کی شرم و حیا تو ہر شخص میں ہوتی ہے۔ لیکن جو ابو سفیان کا بیٹا ہی نہ ہو بھلا اسے ابو سفیان کی شرم و حیا کیوں ہونے لگی؟

*************************

---

102 ربیع الابرار 4/275،276

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

احبابِ ذی وقار!

ہم گزشتہ ابواب میں بتا چکے کہ معاویہ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے بیٹے حضرت محمد بن ابی بکر کو انتہائی بے دردی سے شہید کروایا اور شہادت کے بعد ان کے مردہ جسم کو گدھے کی کھال میں ڈال کر آگ لگوادی۔

اس سارے واقعے سے پہلے معاویہ اور عمرو بن عاصی نے حضرت محمد بن ابی بکر کو دھمکانے کے لیے ان کی طرف خطوط لکھے تھے۔ جب حضرت محمد بن ابی بکر کو وہ خط موصول ہوئے تو آپ نے وہ خط حضرت امام علی علیہ السلام کی جانب روانہ کر دیئے۔ تا کہ سیدنا امام علی علیہ السلام کے سامنے حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ ان دونوں شخصوں کی حقیقت بھی کھل جائے۔

ہم یہاں ان خطوط کی تفصیل میں نہیں جانا چاہیں گے۔ اللہ عزاسمہ نے چاہا تو "فرعونِ امت انسائیکلوپیڈیا" میں ان خطوط کی تفصیلات قارئین کے سامنے پیش کریں گے۔ یہاں ہم صرف امام علی علیہ السلام کے جوابی خط کی دو سطریں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جب امام علی علیہ السلام کو حضرت محمد بن ابی بکر کا خط موصول ہوا تو جوابی خط کے طور پر لکھا:

**وَقَدْ قرأت كتاب الفاجر ابن الفاجر مُعَاوِيَة، والفاجر ابن الكافر عَمْرو، المتحابين فِي عمل المعصية** [103]

[103] تاریخ طبری 5/102

میں نے فاجر ابنِ فاجر معاویہ اور فاجر ابنِ کافر عمرو کا خط پڑھا۔ دونوں گناہ کے کام میں آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں۔

معاویّین اپنے ماموں کو بچانے کی خاطر سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں اور یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ سیدنا امام علی علیہ السلام معاویہ کی خطا کو اجتہادی خطا مانتے تھے۔

لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے۔ امام علی علیہ السلام معاویہ کو فاجر ابنِ فاجر مانتے تھے جیسا کہ ابھی ابھی ذکر کیا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امام علی علیہ السلام معاویہ کو منافق سمجھتے تھے۔ اور صرف امام علی علیہ السلام ہی نہیں۔ حضرت عمار بن یاسر اور دیگر بے شمار صحابہ بھی معاویہ کو منافق قرار دیتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ تو معاویہ کو دنیا کا سب سے بڑا کافر شمار کرتے تھے۔ ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں ہم اس کو کسی قدر واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں صرف ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی ہے جو سمجھتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام کی نظر میں معاویہ مجتہد تھا اور اس کی خطا اجتہادی تھی۔ لیکن مندرجہ بالا اقتباس نے واضح کر دیا کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ امام علی علیہ السلام کی نگاہ میں معاویہ کا شمار فجار میں ہوتا تھا۔

************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ اور اس کے والد نے ساری زندگی اسلام دشمنی میں گزاری۔ فتحِ مکہ کے موقع پر جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو اسلام کا اظہار کر دیا۔ معاویّین کا کہنا ہے کہ اب پچھلا سارا معاملہ ختم ہو گیا اور معاویہ کی عظمتوں کا وہ سفر شروع ہوا کہ معاویہ سب سے آگے نکل گیا۔ لیکن اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو کوئی ہوشمند نہیں کہہ سکتا کہ معاویہ کا اس موقع کا اسلام قابلِ تعریف ہے۔

معمولی سی عقل رکھنے والا بھی سمجھتا ہے کہ ساری زندگی دشمنی میں گزارنے والے جب زیرِ تیغ آکر کلمہ پڑھ لیں تو ان کے کلمہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس کلمہ کا یہ فائدہ تو ہو جائے گا کہ وہ قتل سے بچ جائیں گے لیکن اس قسم کے لوگوں کو کبھی بھی مخلص نہیں سمجھا جا سکتا۔

اور وہ مخلص تھے بھی نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جب ان لوگوں کو تذکرہ کرتے تو برملا اس بات کا اعتراف کرتے تھے۔

## ام سلیم کی رائے:

ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا نے دربارِ رسالت میں عرض کی:

**يَا رَسُولَ اللهِ، اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ** [104]

یارسول اللہ! ہمارے بعد والے طلقاء کو قتل فرمادیں۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ امِ سلیم نے مسلمانوں کے قتل کا مشورہ دیا؟ اور اگر

---

104 صحیح مسلم 1809

بالفرض امِ سلیم نے کسی مسلمان کو قتل کرنے کی درخواست کر ہی دی تھی تو رسالت مآب ﷺ فرماتے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ ان کا قتل جائز نہیں۔ رسالت مآب ﷺ نے درگزر کرنے اور احسانِ الٰہی کی بات تو فرمائی لیکن معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے مسلمان ہونے کی تصدیق نہیں فرمائی۔

اس موقع پر رسالت مآب ﷺ کا ام سلیم کی درخواست کے جواب میں احسانِ الٰہی کا ذکر فرمانا اور معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے اسلام کی تصدیق نہ فرمانا واضح دلیل ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی نگاہِ اقدس میں بھی یہ حضرات صرف ظاہری طور پر مجبوری کے مسلمان تھے۔

## امام علی علیہ السلام کی صراحت:

پھر جب امام علی علیہ السلام نے معاویہ کی جانب خط لکھا تو معاویہ کو یہ حقیقت یاد دلائی کہ تمہارا اسلام لانا خوشی سے نہیں تھا۔ تم نے بہ امرِ مجبوری اور با دلِ نخواستہ اسلام کا اظہار کیا۔ امام علی علیہ السلام نے لکھا:

**مُعَاوِيَةَ الَّذِي لَمْ يُجْعَلْ لَهُ سَابِقَةٌ فِي الدِّينِ، وَلَا سَلَفُ صِدْقٍ فِي الْإِسْلَامِ، طَلِيقُ ابْنُ طَلِيقٍ، حِزْبٌ مِنَ الْأَحْزَابِ، لَمْ يَزَلْ حَرْبًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ هُوَ وَأَبُوهُ، حَتَّى دَخَلَا فِي الْإِسْلَامِ كَارِهَيْنِ**[105]

---

[105] تاریخ طبری 8/5
الکامل فی التاریخ 2/643
نہایۃ الارب 20/115

وہ معاویہ جس کی دین میں نہ کوئی سبقت ہے اور نہ اسلام میں سچائی کا کوئی کارنامہ ہے۔ طلیق ابنِ طلیق ہے۔ اسلام دشمن جماعتوں میں سے ایک جماعت۔ وہ اور اس کا باپ ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن رہے۔ حتی کہ نہ چاہتے ہوئے اسلام میں داخل ہوئے۔

## ابنِ عمر کی صراحت:

جیسے ام سلیم معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کو منافق سمجھتی تھیں اور امام علی علیہ السلام انہیں مجبوراً اظہارِ اسلام کرنے والے شمار کرتے تھے۔ کچھ ایسا ہی نظریہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا بھی تھا۔ ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا تحکیم کے موقع پر معاویہ کے بارے میں یہ رائے ملاحظہ ہو:

**مَنْ ضَرَبَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى أَدْخَلَكُمَا فِيهِ كَرْهًا** [106]

جو شخص تجھے اور تیرے باپ کو اسلام پہ مارتا رہا یہاں تک کہ تم دونوں کو بادلِ نخواستہ اس میں داخل کیا۔

احبابِ ذی وقار!

یہ سچ ہے کہ اسلام گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ لیکن یہ تو تب ہے جبکہ دل سے اسلام قبول کیا جائے۔ جو شخص مجبوراً کلمہ پڑھے اور اندر سے پہلے جیسا کافر

---

106 معجم ابن الاعرابی 1640
تاریخِ دمشق 31/182

رہے اس کے بارے میں تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام نے اس کے سابقہ سیاہ کارناموں کو مٹا کو اجلا بنا دیا ہے۔

اور معاویہ اور اس کے باپ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ ان حضرات نے مجبورا کلمہ تو پڑھ لیا لیکن وہ صرف مجبورا ہی تھا۔ دل میں وہی کچھ رہا جو پہلے تھا۔ اور یہ بات صرف دعوی یا الزام کی حد تک نہیں۔ آئندہ صفحات میں ہم ان شاء اللہ عز اسمہ اس بات کو واضح کریں گے کہ:

معاویّین جس شخص کو تمام ایمان والوں کا ماموں بنائے پھر رہے ہیں۔ وہ بندہ خود ہی مومن نہیں تھا۔ جس کو جنت کی ڈگری جاری کر دی ہے اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کی ڈگری جاری فرمائی ہوئی ہے۔ بلکہ اس کے لیے تو دوزخ کے اندر ٹھکانے کی نشاندہی تک فرما دی ہے۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ اور اس کے باپ کے بارے میں امت کی اکثریت نے اس بات کو مانتی ہے کہ فتحِ مکہ کے موقع پہ اسلام کے اظہار کے باوجود معاویہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے شر سے بچنے کی خاطر انہیں مال و دولت پیش کیا جاتا رہا۔ تاکہ وہ مال کے لالچ میں اہلِ اسلام کو اذیت پہنچانے سے باز رہیں۔

جی ہاں! معاویہ کا شمار مؤلفۃ القلوب میں ہوتا ہے۔

ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لینے کے باوجود معاویہ اور اس کے باپ کے دل کو اہلِ اسلام کی خاطر نرم رکھنے کے لیے انہیں مال دیا جاتا رہا تاکہ وہ دل سے اسلام قبول کریں یا نہ کریں۔ کم از کم ان کی وجہ سے اہلِ اسلام کو پہنچنے والی تکلیفوں میں کمی آجائے۔ اور یہ صرف ہمارا دعوی نہیں۔ امت مسلمہ کے وہ لوگ جنہوں نے خواہی نخواہی معاویہ کے لیے اچھے الفاظ استعمال کیے ہیں، ان کا بھی ماننا ہے کہ معاویہ مؤلفۃ القلوب سے تھا۔

فتحِ مکہ کے بعد جب غزوۂ حنین کا موقع آیا اور مسلمانوں کو غنیمتوں کی ایک بڑی مقدار ہاتھ آئی تو رسالت مآب ﷺ نے سب سے پہلے مؤلفۃ القلوب کو دینا شروع کیا۔

- راوی کا کہنا ہے:

**وأعطى المؤلّفةَ قلوبهم أوّلَ النّاس فأعطى أبا سفيان بن حرب أربعين أوقيّة ومائة من الإبل: قال: ابنى يزيد: قال: أعطوه أربعين أوقيّة ومائة من الإبل: قال: ابنى معاوية: قال: أعطوه أربعين أوقيّة**

**ومائة من الإبل**[107]

یعنی سب سے پہلے رسالت مآب ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو دیا۔ پس ابو سفیان کو چالیس اوقیہ اور ایک سو اونٹ دیئے تو ابو سفیان نے کہا: میرے بیٹے یزید کو بھی دیں۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اس کو بھی چالیس اوقیہ اور ایک سو اونٹ دے دو۔ ابو سفیان نے کہا: میرے بیٹے معاویہ کو بھی دیں۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اس کو بھی چالیس اوقیہ اور ایک سو اونٹ دے دو۔

- عبد اللہ بن ابی بکر کا کہنا ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو عطا فرمایا:

**فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةَ بَعِيرٍ، وَأَعْطَى ابْنَهُ مُعَاوِيَةَ مائه بعير**[108]

پس ابو سفیان بن حرب کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے۔ اور اس کے بیٹے معاویہ کو ایک سو اونٹ دیئے۔

- عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم اور دیگر کا کہنا ہے کہ:

**كَانَ مَنْ أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عليه وسلم مِنْ أَصْحَابِ الْمِئِينَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَسَائِرِ الْعَرَبِ مِنْ بَنِي عَبْدِ**

---

107 الطبقات الکبری لابن سعد 2/141

الحاوی الکبیر للماوردی 14/75

108 تاریخ طبری 3/90

شَمْسٍ: أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِائَةَ بَعِيرٍ، وَأَعْطَى ابْنَهُ مُعَاوِيَةَ مِائَةَ بَعِيرٍ[109]

مؤلفۃ القلوب میں سے سو سو والے جنہیں رسالت مآب ﷺ نے عطا فرمایا وہ قریش سے دیگر اہلِ عرب سے تھے۔ بنو عبد شمس سے ابو سفیان بن حرب کو سو اونٹ۔ اور اس کے بیٹے معاویہ کو سو اونٹ دیئے۔

- محمد بن حبیب متوفی 245ھ نے مؤلفۃ القلوب کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے جو نام ذکر کیے وہ یہ ہیں:

أبو سفيان بن حرب بن امية. و معاوية ابنه[110]

ابو سفیان بن حرب بن امیہ۔ اور معاویہ اس کا بیٹا۔

- ابن قتیبہ متوفی 276ھ مؤلفۃ القلوب کے نام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أبو سفيان بن حرب ، و معاوية ابنه[111]

ابو سفیان بن حرب اور معاویہ اس کا بیٹا۔

- ابن ابی خیثمہ متوفی 279ھ نے مؤلفۃ القلوب کے نام یوں ذکر کیے:

أبو سفيان بن حرب، وابنه مُعَاوِيَة[112]

---

109 دلائل النبوۃ للبیہقی 5/182

110 المحبر ص473

المنمق فی اخبار قریش ص422

111 المعارف 1/342

یعنی ابو سفیان بن حرب اور اس کا بیٹا معاویہ۔

- ابو ہلال عسکری متوفی 395ھ نے مؤلفۃ القلوب کے نام یوں ذکر کرتے ہوئے کہا:

**أبو سفيان بن حرب. وابنه معاوية**[113]

ابو سفیان بن حرب اور اس کا بیٹا معاویہ۔

- ابنِ حزم کہتے ہیں:

**ثم أعطى من نصيبه من الخمس المؤلفة قلوبهم ؛ وهم: أبو سفيان بن حرب ابن أمية، وابنه معاوية الخ**[114]

پھر رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے حصے خمس سے مؤلفۃ القلوب کو عطا فرمایا۔ اور مؤلفۃ القلوب ابو سفیان بن حرب بن امیہ اور اس کا بیٹا معاویہ تھے الخ

- ابنِ عبد البر متوفی 463ھ نے ابنِ اسحاق کے حوالے سے مؤلفۃ القلوب اور ان کے عطیے گنتے ہوئے کہا:

**فَأَعْطى أَبَا سُفْيَان بْن حَرْب مائَة بعير، وَأعْطى ابْنه مُعَاوِيَة مائَة بعير**[115]

---

112 التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ سفر ثالث 2/23

113 الاوائل للعسکری ص87

114 جوامع السیرۃ ص245

115 الدرر فی اختصار المغازی والسیر ص231

پس ابو سفیان بن حرب کو سو اونٹ دیئے اور اس کے بیٹے معاویہ کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے۔

دو صفحے بعد کہا:

تَسْمِيَة الْمُؤَلّفَة قُلُوبهم : من بني أُمَيَّة: أَبُو سُفْيَان بْن حَرْب بْن أُميَّة، وَابْنه مُعَاوِيَة[116]

مؤلفۃ القلوب کے نام: بنو امیہ سے: ابو سفیان بن حرب بن امیہ اور اس کا بیٹا معاویہ۔

- ابن العربی متوفی 543ھ نے کہا:

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو إِسْحَاقَ: الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ: أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَمُعَاوِيَةُ ابْنُهُ الخ[117]

شیخ ابو اسحاق نے کہا: مؤلفۃ القلوب: ابو سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اور معاویہ اس کا بیٹا الخ

احبابِ ذی وقار! یہ چند جملے ہم نے صرف بطورِ مثال ذکر کیے ہیں۔ ورنہ صدہا اہلِ علم نے معاویہ اور اس کے باپ کو مؤلفۃ القلوب میں شمار کیا۔ لطف والی بات یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کی تو ایک بہت بڑی تعداد تھی۔ لیکن سطورِ بالا کو بغور

---

116 الدرر فی اختصار المغازی والسیر ص233

117 احکام القرآن لابن العربی 2/526

ملاحظہ کریں۔ مؤلفۃ القلوب کا قصہ شروع ہوتے ہی جو دو نام آتے ہیں ان میں ایک معاویہ کے باپ کا ہے اور دوسرا معاویہ کا ہے۔ یعنی مؤلفۃ القلوب کے سردار۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ معاویہ ابتدا میں مؤلفۃ القلوب سے تھا لیکن بعد میں اندر سے مسلمان ہو گیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ ساری زندگی کافری میں گزاری۔ جب اسلام کا اظہار کیا تو اندر کی کالک باقی رہی۔ اسی وجہ سے تو سو سو اونٹ لیتا رہا۔ جب اسلام کے اظہار کے بعد بھی یہ حالت تھی تو پھر کوئی بتائے کہ کیا تم پر وحی اتری ہے کہ معاویہ دل سے مسلمان ہو گیا تھا؟ معاویہ کے دل سے مسلمان ہونے کی کوئی ایک دلیل بھی نہیں۔ البتہ منافق ہونے کے بے شمار دلائل ہیں۔ جن کی ایک جھلک اگلے صفحات میں پیش کی جائے گی۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ پارٹی کا کہنا ہے کہ معاویہ فتحِ مکہ سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور ابو سفیان کے ڈر کی وجہ سے اپنا اسلام چھپا کر رکھا۔ حالانکہ حالات وواقعات اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معاویہ کو فتح مکہ کے بعد بھی کافر ہی سمجھتے تھے۔

غنیم بن قیس نے حضرت سعد بن مالک سے حجِ تمتع کے بارے میں سوال کیا۔ اور یہ وہ موقع ہے جس موقع پہ معاویہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مشرفہ پہنچا تھا۔ جب حضرت سعد بن مالک سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

**فَعَلْنَاهَا، وَهَذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ**[118]

ہم نے حج تمتع کیا اور یہ (معاویہ) اس وقت بیوتِ مکہ میں کافر تھا۔

بعض روایات کے الفاظ یوں ہیں:

**تَمَتَّعْتُ مَعَ رسول الله صلى الله عليه وسلم ومُعاويةُ يومئِذٍ كافِرٌ بِالعُرُش**[119]

یعنی میں نے رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ہمراہی میں حجِ تمتع کیا اور معاویہ اس وقت مکہ کے گھروں میں کافر تھا۔

---

118 صحیح مسلم 1225

مصنف عبد الرزاق 5/434

مسند احمد 1568

السنن الکبری للبیہقی 8855

معرفۃ السنن والآثار 7/80

119 مستخرج ابی عوانہ 9/435

بعض روایات کے الفاظ یوں ہیں:

**نَهَى مُعَاوِيَةُ عَنِ الْمُتْعَةِ**

یعنی معاویہ نے حجِ تمتع سے منع کیا۔

اور ان الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سعد بن مالک نے حجِ تمتع کے بارے میں سوال کے جواب میں معاویہ کے کافر ہونے کا ذکر کیوں کیا۔

اصل معاملہ یوں ہوا کہ معاویہ نے حجِ تمتع سے روکا تو لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کے لائقِ اعتماد صحابہ سے اس سلسلے میں معلومات لینا شروع کر دی۔

اب صورتِ مسئلہ یہ بنی کہ:

معاویہ حجِ تمتع سے روک رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس پہ کوئی نا کوئی بہانہ بھی پیش کر رہا ہو گا۔ لہذا اس سلسلے میں رہنمائی کی جائے۔

پس حضرت سعد بن مالک نے جواب دیتے ہوئے کہا:

**لَقَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمُعَاوِيَةُ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ**[120]

یعنی ہم نے رسالت مآب ﷺ کی ہمراہی میں حجِ تمتع کیا اور معاویہ اس وقت مکہ میں کفر کی حالت میں تھا۔

الناسخ والمنسوخ لابی عبید میں ہے:

**والعرش بيوت مكة يعني أنه مقيم بها وهو يومئذ كافر**[121]

---

120 المسند المستخرج علی صحیح مسلم 3/324

121 الناسخ والمنسوخ لابی عبید 1/176

یعنی ابو عبید نے کہا: عُرُش مکہ مشرفہ کے گھر ہیں۔ سعد بن ابی وقاص کی مراد یہ تھی کہ معاویہ مکہ مشرفہ میں مقیم تھا اور وہ اس وقت وہ کافر تھا۔

پس حضرت سعد بن ابی وقاص کی گفتگو کا مطلب یہ نکلا کہ:

معاویہ کو حجِ تمتع کی کیا خبر؟ ہم نے رسالت مآب ﷺ کی ہمراہی میں حجِ تمتع ادا کیا اور معاویہ تو اس وقت کافر تھا اور مکہ میں رہائش پذیر تھا۔ جب معاویہ اس وقت مسلمان ہی نہ تھا تو اس کو کیا معلوم کہ رسالت مآب ﷺ نے حجِ تمتع کیا یا حجِ قران۔ نیز یہ رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کا خاصا تھا یا عمومی حکم تھا۔۔۔!!!

حضرت سعد بن ابی وقاص کی یہ گفتگو ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ سے کم نہیں جو معاویہ کو فتحِ مکہ سے پہلے کا مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاص رسالت مآب ﷺ کی ہمراہی میں جس حج کا ذکر کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ حجۃ الوداع ہی ہے۔ کیونکہ بعد از ہجرت رسالت مآب ﷺ نے ایک ہی حج کیا جو دس سنِ ہجری کے اختتام پہ ادا کیا گیا۔

معاویّین کہتے ہیں کہ معاویہ فتحِ مکہ سے بھی بہت پہلے چھپا ہوا مسلمان تھا۔ لیکن سعد کہتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے بعد بلکہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی کھلا کافر تھا۔

یہاں پر ہم معاویہ کو مسلمان سمجھنے والوں سے کہنا چاہیں گے کہ حیاتِ مصطفی ﷺ میں معاویہ کی زندگی کے چند مرحلے ہیں:

- پہلا مرحلہ اعلانیہ اسلام دشمنی کا: فتحِ مکہ سے پہلے تک معاویہ اعلانیہ طور پر اسلام کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ اور اس پہ ساری امت متفق ہے۔

- دوسرا مرحلہ مجبوراً اظہارِ اسلام کا: فتحِ مکہ پر معاویہ نے مجبوراً اسلام کا اظہار کیا۔ اس کے بارے میں صحابہ کرام کی تصریحات کچھ گزر چکیں اور کچھ آئندہ صفحات میں پیش کی جائیں گی۔
- تیسرا مرحلہ تالیفِ قلب کا: فتحِ مکہ کے بعد معاویہ مؤلفۃ القلوب سے رہا۔ اور اس پہ امت کی اکثریت متفق ہے۔
- چوتھا مرحلہ کفر پر برقراری کا: حجۃ الوداع کے موقع پر بھی معاویہ کافر تھا۔ جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراحت کی اور اس پہ کسی نے انکار بھی نہیں کیا۔
- پانچواں مرحلہ حجۃ الوداع سے وصالِ مصطفیٰ ﷺ تک کا: حجۃ الوداع کی ادائیگی رسالت مآب ﷺ کے وصال سے لگ بھگ تین ماہ قبل ہوئی۔ اور حجۃ الوداع کی ادائیگی کے تقریباً تین ماہ بعد رسالت مآب ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی گفتگو کا مطلب یہ بنتا ہے کہ معاویہ زندگی کے چوتھے مرحلے پر بھی کافر ہی تھا۔ بالفاظِ دیگر: رسالت مآب ﷺ کے وصال سے تین ماہ پہلے تک بھی اپنے کفر پر برقرار تھا۔

اب سوال ان لوگوں سے بنتا ہے جو لوگ معاویہ کو سچا مسلمان مانتے ہیں۔ وہ بتائیں کہ معاویہ کب جا کر سچا مسلمان بنا؟ حضرت سعد بن ابی وقاص جو معاویہ کے کردار کو خود ملاحظہ فرما رہے تھے وہ تو معاویہ کو رسالت مآب ﷺ کے وصال

سے تین ماہ پہلے تک کافر ہی جانتے تھے۔ پھر بتایا جائے کہ معاویہ مسلمان کب ہوا؟ اور اچھا مسلمان کب بنا؟ اور اس کے سچے مسلمان ہونے کی دلیل کیا ہے؟

اس مقام پہ بعض حضرات معاویہ کو بچانے کی خاطر کہتے ہیں کہ یہ سوال حجِ تمتع کے بارے میں نہیں تھا بلکہ عمرہ کے بارے میں تھا۔ یعنی حضرت سعد کا مقصد تھا کہ جب ہم نے عمرہ کیا تو اس وقت معاویہ کافر تھا۔

لیکن معاویّین بھول جاتے ہیں کہ بعض روایات میں صاف صاف حجِ تمتع کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً مصنف عبد الرزاق میں ہے:

**التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ**[122]

یعنی سوال عمرہ سے حج کی جانب تمتع کے بارے میں تھا۔

اور بعض روایات میں ہے:

**سألت سعد بن أبي وقاص عن متعة الحج**[123]

میں نے سعد بن ابی وقاص سے حجِ تمتع کے بارے میں پوچھا۔

خود صحیح مسلم کی بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

**الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ**[124]

حج میں تمتع۔

---

122 مصنف عبد الرزاق 5/434

123 الناسخ والمنسوخ لابی عبید 1/176

124 صحیح مسلم 1225

ان حضرات سے کوئی پوچھے کہ ان صریح الفاظ کے ہوتے ہوئے تمتع کے معنی عمرہ کیسے کیے جاسکتے ہیں؟

ان روایات میں صریح الفاظ سے قطع نظر معاویّین یہ سمجھا دیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے اس سوال وجواب کی نوبت کیوں پیش آئی؟

ہم اوپر بتا چکے کہ معاویہ نے حجِ تمتع سے روکا تھا۔ جس کی بنیاد پر لوگوں نے رسالتِ مآب ﷺ کے صحابہ سے درست مسئلہ کی معلومات لینا شروع کی۔ اور اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ گفتگو فرمائی۔

اگر معاویّین کے بقول حضرت سعد کی گفتگو عمرہ کی بابت مان لی جائے تو مطلب یہ نکلے گا کہ معاویہ نے عمرہ سے روکا تھا۔

پہلے تو معاویّین ثابت کریں کہ معاویہ نے عمرہ سے روکا تھا۔ پھر اپنے ماموں کی جانب سے عمرہ سے روکنے کی جسارت کو خطا اجتہادی بنانے کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈیں تاکہ اس پر بھی معاویہ کو ایک اجر مل سکے۔

جب تک معاویّین یہ مراحل طے نہیں کرپاتے اس وقت تک حضرت سعد بن ابی وقاص کی گفتگو کو عمرہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

اصل میں جن حضرات نے ان روایات سے عمرہ مراد لیا، ان کا کہنا ہے کہ: معاویہ تو فتحِ مکہ پہ مسلمان ہوگیا تھا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاص کا معاویہ کے بارے میں کہنا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر کافر تھا اور مکہ میں مقیم تھا۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تو اس سلسلے میں پہلی گزارش ہے کہ اس تاویل کی ضرورت تو تب پڑے گی جب معاویہ کو فتحِ مکہ کا مسلمان مان لیا جائے۔ جب اکابر صحابہ کرام اسے مسلمان تسلیم ہی نہیں کر رہے تو پھر ان کی گفتگو کی ایسی تاویل کیسے کی جا سکتی ہے جس سے وہ خود بھی راضی نہ ہوں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ تاویل وہ جائز ہو گی کہ کم از کم لغت کے اعتبار سے جس کی گنجائش ہو۔ جب قرائنِ حالیہ کے ساتھ ساتھ روایات میں صراحۃً حجِ تمتع کے الفاظ موجود ہیں تو پھر صرف معاویہ کی بھلائی کے لیے ان الفاظ سے عمرہ کیسے مراد لیا جا سکتا ہے۔

پس اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت سعد بن مالک کی نگاہ میں معاویہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسالت مآب ﷺ کے وصال سے تین ماہ پہلے تک بھی کافر تھا۔

اب ذمہ داری ان لوگوں کی ہے جو معاویہ کو مسلمان مانتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع کے بعد کی کوئی دلیل پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ معاویہ نے حجۃ الوداع کے بعد دل سے اسلام قبول کر لیا تھا۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ کو مسلمان بلکہ صحابی بلکہ جنتی ٹھہرانے والوں سے صرف اتنا سا سوال ہے کہ کیا رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مولائے کائنات امام علی علیہ السلام کو نہیں فرمایا:

أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ[125]

علی تم سے محبت صرف ایمان دار کرے گا اور تم سے بغض صرف منافق رکھے گا۔

یہ حدیث صحیح ہے جو واشگاف لفظوں میں بتا رہی ہے کہ رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے امام علی سے بغض رکھنے والے کو منافق ٹھہرایا ہے۔

معاویّین سے سوال ہے کہ کیا پوری دنیا میں معاویہ سے بڑھ کر امام علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والا کوئی دوسرا ہوا ہے؟

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے تو ناصبی شمار ہی ان لوگوں کو کیا ہے جو صفین کے موقع پر معاویہ کے پیروکار تھے۔ کہتے ہیں:

النَّوَاصِبِ أَتْبَاعِ مُعَاوِيَةَ بِصِفِّينَ[126]

---

125 صحیح مسلم 78
جامع ترمذی 3736
سنن نسائی 5018، 5022
مسند الحمیدی 58
مسند احمد 642، 731، 1062

126 فتح الباری 13/537

یعنی ناصبی صفین میں معاویہ کے پیروکار ہیں۔

بچہ بچہ جانتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان بغضِ امام علی کا استعارہ ہے۔

معاویہ کے اندر کوئی دوسری خرابی ہو یا نہ ہو۔ کم از کم امام علی علیہ السلام کا بغض معاویہ کے اندر ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ اس کا قیمہ بھی بناؤ تو ہر ہر ذرہ بغضِ امام علی کی بدبو سے بھرپور ملے گا۔

اگر بغضِ امام علی نہ ہوتا تو معاویہ امام علی علیہ السلام کی بیعت کر لیتا۔

بغض ہی تو تھا کہ خلافتِ راشدہ کے خلاف بغاوت کی اور خلیفہ راشد کی بیعت سے انکار کیا۔

معاویّین اگر معاویہ کے اس عمل کو اجتہادی خطا مانتے ہیں تو پھر سیدنا ابو بکر صدیق کی خلافت کے باغیوں کو بھی اجتہادی خطا کا مرتکب مان کر ایک ثواب کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اور اگر سیدنا ابو بکر صدیق کے خلاف بغاوت کرنے والے خلافتِ راشدہ کے باغی ہونے کی وجہ سے لعنتی قرار پائے تو وہی کام معاویہ نے کیا تو وہ جنتی کیسے بن سکتا ہے؟

معاویہ کا امام علی سے بغض ہی تھا جس کی وجہ سے اس نے جمعہ کے خطبہ کی تکمیل کے لیے امام علی علیہ السلام پر خطبہ کے دوران لعنت بھیجنے کا سرکاری حکم جاری کیا۔ معاویہ کی بھاری بھرکم سرین تو چھپ سکتی ہیں لیکن معاویہ کا بغضِ امام علی نہیں چھپ سکتا۔

معاویہ کے بغضِ امام علی پر تو حضرت عبد اللہ بن عباس کی صحیح حدیث موجود ہے۔ فرمایا:

فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ [127]

ان لوگوں نے بغضِ امام علی میں سنت کو چھوڑ دیا ہے۔

معاویّین اپنے ماموں کے لیے چاہے جتنی من گھڑت روایات بنالیں لیکن بغضِ امام علی سے معاویہ کا دامن صاف نہیں کر سکتے۔ اور حدیثِ مذکورہ بالا کے مطابق معاویہ کے نامۂ اعمال میں کوئی دوسری برائی نہ بھی ہوتی تو بغضِ امام علی ہی اسے منافق ٹھہرانے کے لیے کافی ہے۔

برادران اسلام!

اگر رسالت مآب ﷺ کے دین کو ماننا ہے تو اس کے مطابق معاویہ کے منافق ہونے پر یہ حدیثِ صحیح دلیل موجود ہے۔ اور اگر معاویہ کی تحریفات پر ایمان لانا ہے تو لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

*************************

---

127 سنن نسائی 3006
سنن کبری للنسائی 4/151
صحیح ابن خزیمہ 2830
مستدرک علی الصحیحین 1706
الاحادیث المختارۃ 10/387

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

منبر کو اسلام نے بڑی عزت سے نوازا۔ منبر ہدایت کا پیام دینے کا عنوان ہے۔لوگ آج بھی منبر کو صرف منبر کہنے کے بجائے منبرِ رسول ﷺ کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ آج صدیاں گزر جانے کے باوجود، مسلمانوں کی فکری اور عملی حالات کے الٹ پلٹ ہو جانے کے باوجود منبر کا تقدس آج بھی اہلِ اسلام کی نظر میں بھرپور انداز میں باقی ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اسی منبر کے تقدس کو پائمال کرے۔ اس پر قرآن وسنت کی تلاوت کے بجائے گالیوں کا سرکاری حکم جاری کرے اور پھر اگلے لگ بھگ ساٹھ سال جمعہ کا خطبہ گالیوں کے بغیر مکمل نہ ہو تو کیا ایسا شخص لعنت کا مستحق نہیں؟

اور گالیاں کس کو؟

گالیاں اس ہستی کو جس کو گالی دینا رسالت مآب ﷺ کو گالی دینا ہے۔ اور رسالت مآب ﷺ کو گالی دینا ذاتِ خداوندی کو گالی دینا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو فرماتے سنا:

**مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي، وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى**[128]

---

[128] مسند احمد 26748

السنن الکبری للنسائی 8422

الشریعۃ للآجری 1535

جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔

حاکم نے کہا:

**هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ**

ذہبی نے کہا:

**صحیح**[129]

یونہی سیدنا عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو فرماتے سنا:

**مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي , وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ , وَمَنْ سَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَكَبَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَنْخِرَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ**[130]

جس نے حضرت علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ عزاسمہ کو گالی دی اور جس نے اللہ عزاسمہ کو گالی دی ، اللہ عزاسمہ اسے منہ کے بل جہنم میں پھینکے گا۔

---

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1011

المستدرک علی الصحیحین 4615 ، 4616

129 المستدرک 4615

130 الشریعۃ للآجری 1538

ترتیب الامالی الخمیسیہ للشجری 664

معجم ابن عساکر 540

رسالت مآب ﷺ کی صحیح احادیث نے طے کر دیا کہ: امام علی علیہ السلام کو گالی رسالت مآب ﷺ کو گالی اور رسالت مآب ﷺ کو گالی اللہ عز اسمہ کو گالی ہے۔

اور معاویہ وہ بد نصیب شخص ہے جس نے امام علی علیہ السلام کو گالیاں دینے کا سرکاری حکم جاری کیا۔ یعنی رسالت مآب ﷺ کو گالیاں دینے کا حکم جاری کیا۔ نہیں نہیں۔ بلکہ اللہ عز اسمہ کو گالیاں دینے کا حکم جاری کیا۔

منبروں پر گالی نہ دی جاتی تو خطبہ مکمل نہ ہوتا۔ پھر اس سلسلے نے اتنا طول پکڑا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز تک یہ سلسلہ ہزارہا منبروں پر چلتا رہا۔ معاویہ کو امام علی سے ایسا بغض تھا کہ اموی آئین و قانون بنا دیا گیا کہ ہر خطیب منبر پر امام علی کو گالی دے گا۔ معاویہ بن ابی سفیان ان گالیوں کا خود حکم دیتا اور خود ترغیب دیتا۔

## حضرت سعد بن ابی وقاص سے گالی کا تقاضا:

حتیٰ کہ سعد بن ابی وقاص جیسے شخص کو بھی حکم دیا کہ امام علی علیہ السلام کو گالی دو۔ جب حضرت سعد نے انکار کیا تو معاویہ نے گالی نہ دینے کی وجہ پوچھی۔

عامر بن سعد سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ کہتے ہیں:

أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟

معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو حکم دیا۔ پھر کہا: تمہیں ابو تراب کو گالی دینے سے کون سی چیز روکتی ہے؟

حضرت سعد نے فرمایا:

أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ[131]

جب تک مجھے رسالت مآب ﷺ کے تین فرمان یاد ہیں میں حضرت علی کو گالی نہیں دے سکتا۔ ان میں سے کسی ایک خوبی کا میرے لیے ہونا میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

معاویہ کے بھانجوں کو جب کہا جائے کہ تمہارے مامے نے امام علی کو منبروں پہ گالیاں دلوائیں تو کہتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ صحیح مسلم کی مذکورہ بالا روایت بھی ضعیف ہے؟

امام ترمذی نے اسے "حسن صحیح" کہا۔ کیا اب بھی ضعیف ہے؟

کچھ شرم کرو۔ معاویہ کو کہاں کہاں سے بچاؤ گے؟ اس کے کس کس کرتوت پہ پردہ ڈالو گے؟

اور بعض راویوں کی چالا کی دیکھیں کہ: "أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ

---

131 صحیح مسلم 2404

جامع ترمذی 3724

خصائص علی ص 37

السنن الکبری للنسائی 7/410

مستخرج ابی عوانۃ 18/471

سَعْدًا" تو بول دیا۔ یعنی معاویہ نے حضرت سعد کو حکم دیا۔ لیکن "جس چیز کا حکم دیا" اس کو جان بوجھ کر چھپا دیا تاکہ جب انکار کرنا پڑے تو انکار کرنا آسان ہو۔

میں پوچھنا چاہوں گا کہ تم دینِ محمدی کی تبلیغ کر رہے ہو یا دینِ معاویہ کی؟ تم اسلام کو بچانے کے بجائے معاویہ کو بچانا ضروری سمجھتے ہو۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

کچھ راویوں کی مجبوری ہم تسلیم کرتے ہیں اور کچھ نے معاویہ کو بچانے کے لیے چالاکی کی اور "امر" بتا کر "مامور بہ" چھپا دیا۔ لیکن سچ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

الریاض النضرۃ میں اس مامور بھی کی تصریح بھی موجود ہے۔ الریاض النضرۃ کے الفاظ ہیں:

**أمر معاوية سعدًا أن يسب أبا تراب**[132]

معاویہ نے حضرت سعد کو حکم دیا کہ ابو تراب کو گالی دیں۔

علامہ علی قاری لکھتے ہیں:

**وَفِي الرِّيَاضِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ سَعْدًا أَنْ يَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ**[133]

اور الریاض النضرۃ میں حضرت سعد سے مروی ہے۔ کہا کہ معاویہ نے حضرت سعد کو حکم دیا کہ وہ سیدنا ابو تراب کو گالی دے۔

---

132 الریاض النضرۃ 3/152

133 مرقاۃ المفاتیح 9/3962

صدر الدین مناوی متوفی 803 کہتے ہیں:

**حديث طويل يتعلق: بأمر معاوية سعدًا أن يسب أبا تراب**[134]

طویل حدیث معاویہ کے حضرت سعد کو سیدنا ابو تراب کو گالی دینے کے حکم سے تعلق رکھتی ہے۔

حتی کہ ابنِ تیمیہ کی زبان سے بھی نہ چاہتے ہوئے حقیقت پھسل گئی۔ ابنِ تیمیہ نے لکھا:

**أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا بِالسَّبِّ فَأَبَى فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؟**[135]

معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت سعد کو گالی دینے کا حکم دیا تو حضرت سعد نے انکار کر دیا۔ پھر معاویہ نے پوچھا: تمہیں حضرت علی بن ابی طالب کو گالی دینے سے کونسی چیز روکتی ہے؟

حافظ ذہبی نے بھی اس بات کو تسلیم کیا کہ معاویہ کا حکم امام علی کو گالی دینے کے بارے میں تھا۔ لکھتے ہیں:

**وَعَن سعد بن أبي وَقاص أَن مُعَاوِيَة أمره بسب على فَأبى**[136]

---

134 کشف المناہج والتناقیح 5/301

135 منہاج السنۃ النبویۃ 5/40

مختصر منہاج السنۃ ص 243

136 المنتقی من منہاج الاعتدال ص 313

اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ معاویہ نے انہیں امام علی کو گالی دینے کا حکم دیا تو حضرت سعد نے انکار کر دیا۔

موسی لاشین شاہین متوفی 1430ھ نے اس روایت کی تقدیری عبارت بیان کرتے ہوئے کہا:

**أمر معاوية سعدا أن يسب عليا**[137]

معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ حضرت علی کو گالی دے۔

بعد ازاں موسی لاشین نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہنا چاہتے ہیں کہ معاویہ نے امام علی کو گالیاں دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور کہا کہ یہ بات ثابت ہے کہ معاویہ امام علی علیہ السلام کو گالیاں دینے کا حکم دیتا تھا۔

اور یہی اقرار محمد امین ہرری متوفی 1441ھ نے کیا۔ کہتے ہیں:

**أمره بسب علي بن أبي طالب فأبى سعد أن يسب عليًّا**[138]

معاویہ نے سعد کو حضرت علی بن ابی طالب کو گالی دینے کا حکم دیا تو سعد نے حضرت علی کو گالی دینے سے انکار کر دیا۔

## معاویہ کے گورنروں کی گالیاں:

عبد اللہ بن ظالم مازنی کا کہنا ہے:

**لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ، اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ:**

---

137 فتح المنعم 9/332

138 الکوکب الوہاج 23/444

فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ[139]

جب معاویہ کوفہ سے نکلا تو مغیرہ بن شعبہ کو عامل مقرر کیا۔ کہا: پس اس نے امام علی کو برا بھلا کہنے کے لیے خطیب کھڑے کر دیئے۔

معاویہ اس گالی گلوچ کو اتنا پسند کرتا تھا کہ مغیرہ نے یہ گالیاں معاویہ کے استقبال کے موقع پر بھی دلوائیں تاکہ معاویہ خوش ہو جائے۔

عبد اللہ بن ظالم ہی سے دوسری روایت میں ہے:

لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْكُوفَةَ أَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَتَنَاوَلُونَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ[140]

جب معاویہ کوفہ پہنچا تو مغیرہ بن شعبہ نے خطیب کھڑے کر دیئے جو امام علی کو برا بھلا کہتے تھے۔

**اہم ترین:**

قارئین کے لیے یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ مذکورہ بالا جملے عشرہ مبشرہ والی حدیث کے ابتدائی جملے ہیں۔ یعنی وہ حدیث جس کی بنیاد پہ عشرہ مبشرہ کو جنتی کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث وہی ہے۔ اگر معاویہ کے بھانجے اس حدیث کی

---

139 مسند احمد 1644

حلیۃ الاولیاء 1/96

140 اخبار مکۃ للفاکہی 4/90

فضائل الصحابۃ للنسائی 104

السنن الکبری للنسائی 8151

سند پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ اعتراض عشرہ مبشرہ والے عقیدے پر بنے گا۔ اور اگر عشرہ مبشرہ کا عقیدہ درست ماننا ضروری سمجھا جاتا ہے تو پھر اسی حدیث کا پہلا جملہ بھی ماننا پڑے گا کہ معاویہ کے استقبال کی خاطر مجلس میں خطیبوں کو کھڑے کر کے امام علی علیہ السلام کو گالیاں دلوائی گئیں۔

## شاتمِ امام علی امام حسن کے سامنے:

علی بن ابی طلحہ کا کہنا ہے کہ:

معاویہ نے حج کیا اور اس کے ساتھ معاویہ بن حُدَیج نے بھی حج کیا۔ معاویہ بن حُدَیج کا شمار سیدنا امام علی علیہ السلام کو سب سے زیادہ گالیاں دینے والوں میں ہوتا تھا۔ جب وہ مدینہ طیبہ سے گزرا اور حضرت سیدنا امام حسن اور آپ کے اصحاب کا ایک گروہ تشریف فرما تھے۔ سیدنا امام حسن کو بتایا گیا کہ یہ معاویہ بن حُدَیج ہے جو سیدنا امام علی کو گالیاں دیتا ہے۔

سیدنا امام حسن نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔

جب وہ آیا تو سیدنا امام حسن نے فرمایا:

تو معاویہ بن حُدَیج ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

امام حسن نے فرمایا:

تو امام علی کو گالیاں دیتا ہے؟

راوی کہتے ہیں: ایسے لگا جیسے وہ شرمندہ ہو گیا۔

سیدنا امامِ حسن نے فرمایا:

**أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ وَرَدْتَ عَلَيْهِ الْحَوْضَ – وَمَا أَرَاكَ تَرِدُهُ – لَتَجِدَنَّهُ مُشَمِّرًا الْإِزَارَ عَلَى سَاقٍ يَذُودُ عَنْهُ رَايَاتِ الْمُنَافِقِينَ ذَوْدَ غَرِيبَةِ الْإِبِلِ، قَوْلَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ (وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى)**[141]

خبر دار! اللہ کی قسم! اگر تو امام علی کے پاس پانی پینے حوضِ کوثر پہ پہنچا ، اور مجھے نہیں لگتا کہ تجھے وہاں جانا نصیب ہو ، (اگر تجھے جانا نصیب ہوا) تو امام علی کو اپنا ازار کَسے منافقین کے جھنڈوں کو ایسے ہٹاتا پائے گا جیسے اجنبی اونٹ ہٹائے جاتے ہیں۔یہ فرمان صادق ومصدوق ﷺ کا ہے اور جو جھوٹ باندھے وہ خائب وخاسر ہے۔

دوسری روایت:

ابو کبیر کہتے ہیں:میں سیدنا امام حسن کے پاس بیٹھا تھا تو آپ کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کی:

معاویہ کے پاس ایک شخص جسے معاویہ بن حُدَیج کہا جاتا ہے ، اس نے سیدنا امام علی کو بہت بری گالی دی ہے۔

---

141 مسند ابی یعلی 6771
المستدرک علی الصحیحین 4669
تاریخِ دمشق 59/27
اتحاف الخیرۃ المہرۃ 7/203 ، 204
اتحاف المہرۃ لابن حجر 4/297

سیدنا امام حسن نے مجھ سے فرمایا: تم اسے پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کی: جی ہاں۔

فرمایا: جب اسے دیکھو تو اسے میرے پاس لاؤ۔

ابو کبیر کہتے ہیں کہ وہ عمرو بن حریث کے گھر کے پاس نظر آیا تو میں نے سیدنا امام حسن کو دکھایا۔

امام حسن نے اس سے فرمایا: تو معاویہ بن حُدیج ہے؟

امام حسن نے تین بار پوچھا لیکن اس نے جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

**أَنْتَ السَّبَّابُ عَلِيًّا عِنْدَ ابْنِ آكِلَةِ الْأَكْبادِ، أَمَا لَئِنْ وَرَدْتَ عَلَيْهِ الْحَوْضَ، وَمَا أَرَاكَ تَرِدُهُ، لَتَجِدَنَّهُ مُشَمِّرًا حاسِرًا ذِرَاعَيْهِ يَذُودُ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ عَنْ حَوْضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا تُذَادُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ عَنْ صَاحِبِهَا، قَوْلُ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**[142]

---

142 المعجم الکبیر للطبرانی 2727

الطبقات الکبری 1/333

تاریخ دمشق 59/28

سیر اعلام النبلاء 3/39

البدایۃ والنہایۃ 19/439

مرآۃ الزمان 7/14، 277

تو ہی ہے کلیجے چبانے والی کے بیٹے کے پاس امام علی کو گالیاں دینے والا! یاد رکھ! اگر تو امام علی کے پاس حوض پہ حاضر ہوا ، اور میں نہیں سمجھتا کہ تجھے وہاں جانا نصیب ہو ، (اگر تجھے جانا نصیب ہوا) تَو تُو امام علی کو ازار کَسے آستینیں چڑھائے کافروں اور منافقوں کو رسالت مآب ﷺ کے حوض سے دور کرتا پائے گا جیسے اجنبی اونٹ دور ہٹائے جاتے ہیں۔یہ فرمان صادق ومصدوق سیدنا ابو القاسم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

## گالیوں کی نوعیت:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ امام علی علیہ السلام کو گالیاں نہیں دلواتا تھا۔بلکہ یہ محض سیاسی تنقید تھی۔

سب سے پہلے تو ان حضرات سے پوچھا جائے کہ امام علی علیہ السلام تو خلیفہ راشد تھے۔اگر معاویہ کی صرف سیاسی تنقید کرواتا تھاتو خلافتِ راشدہ پر تنقید کروانے والے کا کیا حکم ہے؟حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت خلافتِ راشدہ۔ حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت پر سیاسی تنقید کرنے والے کا کیا حکم ہے؟یونہی حضرت عمر کی خلافت پہ سیاسی تنقید کرنے والا کیا کہلائے گا؟

اگر مان لیا جائے کہ معاویہ گالیاں نہیں دلواتا تھا صرف منبر پر چڑھ کر سیاسی تنقید کرواتا تھا۔جب بھی معاویہ کا جرم خلافتِ راشدہ پر تنقید بنے گا۔اور حکم وہی لگے گا جو حضرت ابو بکر صدیق کی خلافتِ راشدہ پر تنقید کرنے والے پر لگتا ہے۔

اور سچ یہ ہے کہ معاویہ کی جانب سے دلوائی جانے والی گالیوں کو سیاسی تنقید کہنا ظلم کی انتہا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ مدینہ کے گورنر نے حضرت سہل بن سعد کو بلا کر کہا کہ امام علی کو گالی دو۔ حضرت سہل نے انکار کیا تو گورنر نے کہا:

**أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ![143]**

جب گالی دینے سے انکاری ہو تو اتنا کہہ دو کہ ابو تراب پہ اللہ کی لعنت ہو۔ (معاذ اللہ من ذلک)

یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

گالیوں کو سیاسی تنقید کا نام دینے والے بتائیں کہ صحیح حدیث کہتی ہے کہ جب گالی دینے سے انکار کیا گیا تو بطورِ تنزل کہا گیا کہ اگر گالی نہیں دیتے ہو تو کم از کم اتنا بول دو کہ ابو تراب پہ اللہ کی لعنت ہو (معاذ اللہ)

جب یہ کم از کم جملہ ہے تو پھر اندازہ کر لیجیے کہ معاویہ کس قسم کی گالیوں کا تقاضا کرتا ہو گا۔

عبد اللہ بن ظالم سے ایک روایت میں ہے:

**لَمَّا بُويِعَ لِمُعَاوِيَةَ بِالْكُوفَةِ أَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَلْعَنُونَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ[144]**

---

143 صحیح مسلم 2409

144 السنہ لابن ابی عاصم 1427

جب کوفہ میں معاویہ کی بیعت کی گئی تو مغیرہ بن شعبہ نے خطیب کھڑے کیے جو امام علی علیہ السلام پر لعنت کر رہے تھے۔

جن روایات میں صرف لفظِ "سبّ" ہے وہاں تو توڑ مروڑ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جن روایات میں صاف صاف لعنت کے الفاظ موجود ہیں معاویہ کے بھانجے وہاں کیا بہانہ کریں گے؟

## گالیوں کا سبب:

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ معاویہ چونکہ اندر سے اپنے کفر پر باقی تھا اور رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی سے شدید بغض رکھتا تھا۔ اس کی تمنا تو یہ تھی کہ رسالت مآب ﷺ کو گالی گلوچ کروائے۔ لیکن ایسا کرنے کی اس میں ہمت نہ تھی ورنہ پوری ملت اسلامیہ اس کے مخالف ہو جاتی اور اس کا اقتدار باقی نہ رہ پاتا۔ اور وہ جانتا تھا کہ امام علی کو گالی دینا حضور ﷺ کو گالی دینا بنتا ہے اس وجہ سے اس نے رسالت مآب ﷺ کو گالی دینے کی خواہش امام علی کو گالیاں دلوا کر پوری کی۔ علیہ ما علیہ

## لطیفہ:

معاویہ کے ہاں امام علی علیہ السلام کو گالیاں دینے کا ایسا چلن تھا اور اسے امام علی علیہ السلام کو گالی دینا اتنا مرغوب تھا کہ وہ مہمانوں میں سے خاص قسم کے لوگوں سے بھی تقاضا کرتا کہ منبر پر چڑھ کر امام علی علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ انہی میں سے ایک نام صعصعہ بن صوحان کا ہے۔

معاویہ نے صعصعہ بن صوحان سے کہا:

**اصعد المنبر فالعن عليّا.**

منبر پر چڑھ اور حضرت علی پہ لعنت بھیج۔

صعصعہ بن صوحان نے کچھ تامل کیا اور کہا کیا مجھے معاف نہیں کروگے؟

معاویہ نے اصرار کیا تو صعصعہ بن صوحان نے منبر پر چڑھ کر اللہ عزاسمہ کی حمد وثنا کر کے کہا:

**معاشر الناس إن معاوية أمرني أن ألعن عليّا فالعنوه لعنه الله**[145]

لوگو! معاویہ نے مجھے کہا کہ میں حضرت علی پہ لعنت بھیجوں۔ تو تم سب اس پہ لعنت بھیجو۔ اللہ کی اس پہ لعنت ہو۔

لطف والی بات یہ ہے کہ صعصعہ بن صوحان نے اس گفتگو میں انتہائی سمجھداری سے کام لیا۔ کیونکہ حقیقت میں لعنت معاویہ پر بھیجی لیکن بظاہر معاویہ کا حکم بھی بجالایا۔

ہو سکتا ہے کہ صعصعہ بن صوحان نے یہ اسلوب عقیل بن ابی طالب سے سیکھا ہو۔ جب حضرت عقیل بن ابی طالب سے معاویہ نے تقاضا کیا کہ منبر پر چڑھ کر امام علی پہ لعنت کرو تو عقیل بن ابی طالب منبر پہ چڑھے۔ اللہ عزاسمہ کی حمد وثنا کی اور رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ والا پہ درود بھیج کر کہا:

**أيهاالناس قد أمرني أن ألعن علي بن أبي طالب أمير المؤمنين**

---

145 العقد الفرید 2/298

**معاوية بن أبي سفيان فالعنوه لعنة الله عليه**

لوگو! امیر المؤمنین معاویہ بن ابی سفیان نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت علی بن ابی طالب پہ لعنت بھیجوں۔ تو تم لوگ اِس پہ لعنت بھیجو۔ اس پہ اللہ عزاسمہ کی لعنت ہو۔

یہ کہہ کر حضرت عقیل منبر سے نیچے اتر آئے۔

معاویہ نے کہا: آپ نے بات کو واضح نہیں کیا۔ لعنت مجھ پہ کی ہے یا حضرت علی پہ؟

حضرت عقیل بن ابی طالب نے کہا: تم نے مجھے جو کہا وہ میں نے کر دیا۔ نہ کوئی حرف گھٹایا اور نہ بڑھایا۔ اور گفتگو بولنے والے کی نیت پر ہے۔[146]

احبابِ ذی وقار! اسلام میں سب سے پہلے گالی کلچر متعارف کروانے والا معاویہ ہے۔ اس شخص نے منبروں پر گالیاں دلوائیں اور اس ہستی کو دلوائیں جس کو گالی دینا نتیجۃً ذاتِ خداوندی کو گالی دینا شمار ہوتا ہے۔ اور فقط ایک دو بار نہیں بلکہ یہ قانون بنایا کہ جمعہ کے خطبہ کی تکمیل کے لیے امام علی علیہ السلام کو گالی دینا ضروری ہے۔ اللہ بھلا کرے عمر بن عبد العزیز کا۔ جنہوں نے اس گالی کلچر کو ختم کر کے ہمارے خطبوں کو امام علی علیہ السلام کے بغض سے پاک کیا۔

---

146 انوار الربیع فی انواع البدیع ص83

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

احبابِ ذی وقار!

جہاں امام علی علیہ السلام کی دشمنی منافقت کی دلیل ہے یونہی وہ عظیم ہستیاں جنہوں نے مدینہ مشرفہ کے دروازے رسالت مآب ﷺ کے لیے وا کیے اور اپنی جان ومال کو رسالت مآب ﷺ کے نام پہ قربان کرنا اپنی زیست کا مقصد بنا لیا۔ یعنی انصارِ کرام۔ ان انصار کی محبت بھی ایمان کی علامت اور ان سے بغض منافق ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

**الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ**[147]

انصار سے محبت صرف ایماندار کرے گا اور ان سے بغض صرف منافق رکھے گا۔

اب اگر معاویہ کی زندگی اور اس کا کردار دیکھیں تو وہ جیسے سیدنا امام علی علیہ السلام سے بغض کا پروردہ تھا۔ یونہی انصار سے بھی انتہائی نفرت کرتا تھا۔

اور وہ انصار سے نفرت کیوں نہ کرتا؟ جس ہستی کو معاویہ اور اس کے باپ اور ان کے ہمنواؤں نے مکہ مشرفہ میں رہنے نہ دیا، اس ہستی کے لیے انصار

---

147 صحیح بخاری 3783
صحیح مسلم 75
جامع ترمذی 3900

نے اپنی آنکھوں کو رستوں میں بچھایا۔ صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وانصارہ وسلم۔
آپ ﷺ کے لیے اور آپ ﷺ کے صحابہ کے لیے انصار نے اپنے گھروں اور اپنے دلوں کے دروازے کھول دیئے۔ معاویہ ان سے نفرت کیوں نہ کرتا؟

معاویہ نے اپنے دورِ ملوکیت میں انصار کے ساتھ انتہائی نفرت آمیز اور تکلیف دہ رویہ اور برتاؤ رکھا۔ یہاں تک کہ جب حضرت ابو قتادہ انصاری نے معاویہ کے سامنے رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ ذیشان رکھا کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تھا:

إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أَثَرَةٌ بَعْدِي

بے شک میرے بعد تم پر ترجیح پائی جائے گی۔

حضرت ابو قتادہ انصاری کے بتانے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے خلاف جن ترجیحات کو تم نے روا رکھا ہوا ہے انہیں صرف ہم انصار ہی محسوس نہیں کر رہے بلکہ رسالت مآب ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہمیں اس کے بارے میں بتا کر گئے تھے کہ ایسا ہو گا۔

قارئین! معاویہ ایسا ڈھیٹ شخص تھا۔ اس کو رسالت مآب ﷺ کے اس فرمانِ ذیشان کی خبر پہلے سے ہو چکی تھی۔ جب حضرت ابو قتادہ نے یہ بات اسے سنائی اور اس کے ظالمانہ سلوک کا شکوہ کیا تو انتہائی ڈھٹائی سے بولا:

فَمَا أَمَرَكُمْ؟

پھر تمہیں رسالت مآب ﷺ نے حکم کیا دیا تھا؟

یعنی جب تمہارے خلاف ظالمانہ سلوک کیا جائے تو تمہیں کیا حکم دیا تھا کہ تم نے کیا کرنا ہے؟

حضرت ابو قتادہ نے کہا:

**أَمَرَنَا أَنْ نَصْبِرَ حَتَّى نَلْقَاهُ**

رسالت مآب ﷺ نے ہمیں اپنی ذاتِ اقدس سے ملاقات تک صبر کا حکم دیا۔

معاویہ نے سنتے ہی انتہائی تضحیک آمیز لہجے میں کہا:

**فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْهُ**

پھر آپ ﷺ سے ملاقات تک صبر کیے رکھو۔

معاویہ کا حدیثِ رسول ﷺ کے مقابل یہ تضحیک آمیز رویہ سن کر عبد الرحمن بن حسان نے کہا:

**أَلَا أَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ حَرْبٍ ... أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَنَا كَلَامْ**

خبر دار! امیر المؤمنین معاویہ بن حرب کو بتادو کہ ہمارے تحفظات ہیں۔

**فَإِنَّا صَابِرُونَ وَمُنْظِرُوكُمْ ... إِلَى يَوْمِ التَّغَابُنِ وَالْخِصَامْ**[148]

---

148 جامع معمر بن راشد 19909

مصنف عبد الرزاق 10/135

المسند للشاشی 1197

شعب الایمان 6/57

تو بے شک ہم صبر کرنے والے ہیں اور تمہیں تغابن اور جھگڑے کے روز تک مہلت دینے والے ہیں۔

احبابِ ذی وقار! کیا حدیث کے مقابل کوئی ایماندار ایسا تضحیک آمیز رویہ برت سکتا ہے؟ کیا جس کے دل میں ایمان کی رتی موجود ہو وہ فرمانِ رسول ﷺ کا یوں مذاق اڑا سکتا ہے؟

ایک جانب فرمانِ رسول ﷺ کا مذاق اور دوسری جانب انصار سے بغض وشقاق۔ کیا اب بھی کسی ہوشمند کو معاویہ کے منافق ہونے میں شک کرنے کی گنجائش باقی ہے؟

اور معاویہ کا یہ سلوک کسی ایک انصاری سے نہ تھا۔ انصار سے مجموعی طور پر معاویہ کا سلوک ایسا ہی تھا اور وجہ یہی تھی کہ معاویہ کا غصہ ابھی تک باقی تھا کہ انصار نے رسالت مآب ﷺ کو مدینہ مشرفہ کی دعوت کیوں دی اور مدینہ مشرفہ کے دروازے رسالت مآب ﷺ کے مخلص صحابہ کے لیے کیوں کھولے۔

حضرت ابو ایوب انصاری وہ صحابی ہیں جنہیں رسالت مآب ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہے۔ ایماندار تو ابو ایوب انصاری کے نام پر جان دے دیں لیکن معاویہ کا سلوک حضرت ابو ایوب سے بھی انتہائی برا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں:

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ خَالِدَ بْنَ زَيْدٍ الَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فِي دَارِهِ غَزَا أَرْضَ الرُّومِ، فَمَرَّ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَجَفَاهُ

مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ رَجَعَ مِنْ غَزْوَتِهِ فَجَفَاهُ

بے شک حضرت ابو ایوب خالد بن زید جن کے گھر رسالت مآب ﷺ مہمان بنے تھے۔ انہوں نے سرزمینِ روم کی جانب جنگ کی تو معاویہ پر گزر ہوا تو معاویہ نے ان کے ساتھ بد سلوکی کی۔ پھر جب حضرت ابو ایوب واپس پلٹے تو معاویہ نے پھر بد سلوکی کی۔

حضرت ابو ایوب انصاری نے معاویہ کو رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ ذیشان سناتے ہوئے کہا:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْبَأَنَا أَنَّا سَنَرَى بَعْدَهُ أَثَرَةً

بے شک رسالت مآب ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم آپ ﷺ کے بعد جلد ہی ترجیحی سلوک دیکھیں گے۔

حضرت ابو ایوب انصاری کا مقصد تو یہ تھا کہ یہ شخص جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ رسالت مآب ﷺ کا نام آنے پر حیا کرے اور انصار کے ساتھ اس ظالمانہ سلوک سے باز آئے۔ لیکن جیسا ہم پہلے بتا چکے کہ معاویہ ان احادیث کو جانتا تھا۔ جب حضرت ابو ایوب انصاری نے یہ حدیث اسے سنائی تو بولا:

فَبِمَ أَمَرَكُمْ؟

پھر تمہیں کس بات کا حکم دیا تھا؟

یعنی رسالت مآب ﷺ نے تمہیں یہ تو بتایا تھا کہ حضور ﷺ کے بعد تم سے خود غرضی برتی جائے گی اور تمہیں ترجیحی سلوک کا نشانہ بنایا جائے گا۔ یہ تو

بتاؤ کہ ان حالات میں رسالت مآب ﷺ نے کیا فرمایا تھا کہ تم کیا کرنا؟

حضرت ابو ایوب انصاری نے جواب دیا:

**أَمَرَنَا أَنْ نَصْبِرَ**

ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم صبر کریں۔

جیسے ہی معاویہ نے یہ جملہ سنا تو انتہائی تضحیک آمیز لہجے میں بولا:

**فَاصْبِرُوا إِذًا**

تو پھر صبر کرو۔

ایک طرف معاویہ کی انصار سے یہ بد سلوکی اور دوسری طرف حضرت عبد اللہ بن عباس کا کردار دیکھیے۔

ابو ایوب انصاری جب بصرہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے پاس پہنچے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس بصرہ پر امام علی علیہ السلام کی طرف سے امیر مقرر تھے۔

جب ابو ایوب انصاری آئے تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا:

**يَا أَبَا أَيُّوبَ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ لَكَ مِنْ مَسْكَنِي كَمَا خَرَجْتَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

اے ابو ایوب! میں چاہتا ہوں کہ جیسے تم نے رسالت مآب ﷺ کے لیے اپنا گھر خالی کر دیا تھا یونہی آج امیرِ بصرہ آپ کے لیے اپنا گھر خالی کر دے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس نے اپنے اہلِ خانہ کو حکم دیا کہ سب گھر سے نکل جائیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری کے لیے گھر خالی کر دیا گیا۔ ہر چیز گھر کے اندر مہیا

کی گئی۔ پھر جب ابو ایوب انصاری نے جانے کا ارادہ کیا تو ابنِ عباس نے آنے کی وجہ دریافت کی۔

ابو ایوب انصاری نے بتایا کہ انہیں ان کی تنخواہ چاہیے اور زمینوں میں کام کے لیے آٹھ غلاموں کی ضرورت ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری کی تنخواہ چار ہزار تھی۔ لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس نے اسے پانچ گنی کر کے بیس ہزار پیش کیے اور آٹھ غلاموں کو بھی پانچ گنا کر کے چالیس غلام پیش کیے۔[149]

ایک طرف معاویہ کا حضرت ابو ایوب سے سلوک دیکھیں اور دوسری طرف ابنِ عباس کا۔ ابنِ عباس جانتے تھے کہ ابو ایوب انصاری نے رسالت مآب ﷺ کی میزبانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اور انصار کی قربانیاں ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے رسالت مآب ﷺ نے انہیں اعزاز بخشا کہ جو انصار سے محبت کرے وہ مؤمن اور جو انصار سے دشمنی کرے وہ منافق۔

اور مؤمن کبھی انصار سے دشمنی کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن معاویہ کو اس کی پرواہ تو تب ہوتی جب اس کا ایمان سے کوئی علاقہ ہوتا۔ اس کے ہر عمل میں اس کے منافق ہونے کی دلیل موجود ہے اور انصار سے دشمنی اور بدسلوکی میں بھی اس نے اپنے آپ کو منافق بنا کر ہی پیش کیا۔

---

149 مستدرک علی الصحیحین 5941

اور انصار بھی حجت تمام کرنے کے لیے بار بار معاویہ کو رسالت مآب ﷺ کا یہ فرمان یاد دلاتے اور ہر بار معاویہ اپنی سرکشی میں رسالت مآب ﷺ کے فرمان کا مذاق اڑاتا۔

حضرت ابو سعید خدری نے بھی معاویہ کی انصار سے یہ بد سلوکی دیکھ کر کہا:

**أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّنَا سَنَرَى بَعْدَهُ أَثَرَةً؟**

خبر دار! رسالت مآب ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم جلد ہی آپ ﷺ کے بعد خود غرضی والا سلوک دیکھیں گے۔

معاویہ نے یہاں بھی وہی بات دہرائی:

**فَمَا أَمَرَكُمْ؟**

پھر تمہیں حکم کیا دیا تھا؟

احبابِ ذی وقار!

معاویہ کا انصار سے یوں بار بار پوچھنا کہ ترجیحی سلوک کے وقت رسالت مآب ﷺ نے تمہیں کس بات کا حکم دیا تھا۔ یہ ہرگز اپنی معلومات میں اضافہ کی خاطر نہ تھا۔ ہم پہلے بھی بتا چکے کہ معاویہ کو یہ بات معلوم تھی۔ لیکن انصار کی جانب سے شکوہ کے موقع پر ہر بار معاویہ کا یہ پوچھنا فرمانِ رسول ﷺ پر طنز اور تضحیک

کی خاطر تھا۔ اور ہر بار پوچھ کر وہ یہی کرتا۔ جب حضرت ابو سعید خدری سے پوچھا تو آپ نے جوابا کہا:

أَمَرَنَا أَنْ نَصْبِرَ

یعنی رسالت مآپ ﷺ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا تھا۔

معاویہ بولا:

فَاصْبِرُوا إِذًا[150]

پھر صبر کرو۔

احبابِ ذی وقار!

اگر آپ معاویہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں تو قرآن کے تیس پارے بھی آپ کو سمجھانے کے لیے کافی نہیں۔ لیکن جو لوگ حقیقت پسند ہیں اور جان کر ماننے والے ہیں۔ ان کے لیے بیان کردہ حقائق کو جاننے کے بعد معاویہ کے نفاق میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہ جاتا۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ اپنے آپ کو بچاتے ہیں یا معاویہ کو بچاتے ہیں۔

---

150 مسند احمد 11842، 22591
مسند ابی یعلی 1358

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ سے دھوکا یا شامیوں نے کھایا یا ان لوگوں نے جنہوں نے معاویہ کو دیکھا نہیں۔ رہی بات ان لوگوں کی جنہوں نے معاویہ کو دیکھا وہ معاویہ کی حقیقت کو جانتے تھے۔ البتہ سب لوگ ایسے نہیں تھے کہ جو معاویہ کے سامنے اسے آئینہ دکھا سکیں۔ لیکن اس دور میں بھی ایسے غیور اور جرات والے افراد موجود تھے جو معاویہ کے سامنے اسے آئینہ دکھا دیا کرتے تھے۔

قیس بن سعد نے جنگِ صفین میں معاویہ کے لشکر کے دانت کھٹے کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ پھر جب معاویہ کی بادشاہی کا دور شروع ہوا اور قیس بن سعد معاویہ کے دربار میں جا کھڑے ہوئے تو معاویہ نے حضرت قیس بن سعد سے اپنی نفرت کا اظہار کیا اور انتہائی ہتک آمیز انداز میں گفتگو کی۔ معاویہ کی گفتگو سن کر حضرت قیس نے کہا:

**وَأَنَا وَاللَّهِ قَدْ كُنْتُ كَارِهًا أَنْ أَقُومَ فِي هَذَا الْمُقَامِ فَأُحَيِّيكَ بِهَذِهِ التَّحِيَّةِ**

اور میں بھی اللہ کی قسم اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ میں یہاں کھڑا ہوں اور تمہیں اس انداز میں سلامی پیش کروں۔

معاویہ نے کہا: **وَلِمَ؟ وَهَلْ أَنْتَ إِلَّا حَبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ يَهُودَ؟**

کیوں؟ تو تو صرف یہودی علماء میں سے ایک عالم ہے؟

حضرت قیس نے کہا:

**وَأَنْتَ يَا مُعَاوِيَةُ كُنْتَ صَنَمًا مِنْ أَصْنَامِ الْجَاهِلِيَّةِ، دَخَلْتَ فِي**

الْإِسْلَامِ كَارِهًا، وَخَرَجْتَ مِنْهُ طَائِعًا

اور تو اے معاویہ! جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت تھا۔ اسلام میں تیرا داخلہ بادلِ نخواستہ ہوا اور اسلام سے تو اپنی مرضی سے نکل گیا۔

جب معاویہ نے دیکھا کہ قیس بن سعد تو سارے پول کھولنے کو تیار ہیں تو بولا:

اللَّهُمَّ غَفْرًا، مُدَّ يَدَكَ

یا اللہ معافی۔ اپنا ہاتھ بڑھا۔

حضرت قیس نے کہا:

إِنْ شِئْتَ زِدْتَ وَزِدْتُ[151]

اگر تو چاہے تو کچھ اور بول اور میں بھی اور بولتا ہوں۔

احبابِ ذی وقار! حضرت قیس بن سعد رسالت مآب ﷺ کے خادم، حضور ﷺ کے دربان، حضور ﷺ کے علم بردار صحابی تھے۔ آپ نے اس موقع پر معاویہ کے بارے میں تین باتیں کہیں:

1: معاویہ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت۔

2: معاویہ کا اسلام میں داخلہ بادلِ نخواستہ ہوا۔

---

151 تاریخ دمشق 49/399
مختصر تاریخ دمشق 21/103
البدایۃ والنہایۃ 11/355

اور ہم اس سے پہلے بھی بیان کر چکے کہ حضرت امام علی علیہ السلام کا نظریہ بھی یہی تھا کہ معاویہ مجبورا مسلمان ہوا۔ اور یہی نظریہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا تھا۔ ام سلیم بھی معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کو مجبورا اسلام کا اظہار کرنے والا سمجھتی تھیں اور رسالت مآب ﷺ کی حدیث تقریری بھی یہی بات سمجھاتی ہے۔

3: قیس بن سعد نے مزید کہا:

وَخَرَجْتَ مِنْهُ طَائِعًا

یعنی اے معاویہ! تیرا اسلام سے نکلنا تیری خوشی سے ہوا۔

احبابِ ذی وقار!

یہ جملہ صحابئِ رسول حضرت قیس بن سعد کی نظر میں معاویہ کی حقیقت آشکار کرنے کے لیے کافی ہے۔ حضرت قیس بن سعد نے معاویہ کے سامنے فرمادیا کہ تو اسلام سے نکل چکا ہے۔ اور اس کا انکار معاویہ بھی نہ کر سکا۔ لیکن معاویہ کے بھانجے ہیں کہ معاویہ کو جنت کی ٹکٹیں دینے کی کوشش میں ہیں۔ یعنی رسالت مآب ﷺ کے وہ صحابہ جو معاویہ کے سامنے موجود تھے۔ وہ معاویہ کو مسلمان ماننے کو تیار نہیں اور صدیوں بعد پیدا ہونے والے بھانجے معاویہ کو جنت میں محلات کرائے پہ دلوانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کی بڑی عظمت ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے جسے تمام اسلامی فرقے مانتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کے بیچوں بیچ منافق بھی چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔کچھ منافق تو رسالت مآب ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ میں بالائے بام لائے گئے لیکن کچھ منافق اسلام کی نرمی اور مہربانی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی چادر کے نیچے چھپ کر موقع کی تلاش میں رہے۔

صحابۂ کرام میں سے کئی ایسے لوگ ہیں جن کی نظر میں معاویہ اور اس کے بہت سے ہمنواؤں کا شمار منافقین میں ہوتا تھا۔وہ صحابہ معاویہ جیسوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔

## حضرت عمار بن یاسر کی رائے:

اس سلسلے میں حضرت عمار بن یاسر سے کئی روایات متعدد راویوں نے مختلف طرق سے روایت کیں۔

سعد بن حذیفہ کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے بارے میں فرمایا:

**وَاللَّهِ مَا أَسْلَموا ولَكِنَّهُم اسْتَسْلَمُوا وأسرُّوا الْكُفْر حَتَّى وَجَدُوا عَلَيْهِ أَعْوَانًا فأَظْهَروه**[152]

---

152 التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ 2/991

مجمع الزوائد 1/113

اللہ کی قسم یہ لوگ اسلام لائے ہی نہیں۔ لیکن انہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا اور کفر کو چھپالیا تھا۔ حتی کہ اس پہ مددگار پالیے تو اس کفر کا اظہار کر بیٹھے۔

حضرت عمار بن یاسر کے یہ الفاظ اپنے مقصد میں غیر مبہم اور بالکل واضح ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر نے معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے بارے میں چار جملے فرمائے:

1: مَا أَسْلَموا

یعنی یہ لوگ اسلام لائے ہی نہیں۔

اب سوال تھا کہ فتحِ مکہ کے موقع پر ان لوگوں نے کلمہ تو پڑھا تھا۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے۔ تو اس کے جواب میں حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا:

2: اسْتَسْلَمُوا

یعنی یہ کلمہ پڑھنا اسلام کا اظہار تھا۔

لیکن اب تک یہ سوال باقی تھا کہ کلمہ پڑھتے وقت ان کے دلوں کی کیفیت کیا تھی؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا:

3: أسرُّوا الْكُفْر

یعنی دلوں میں کفر تھا جو انہوں نے مجبوراً چھپالیا تھا۔

پھر خاص جنگِ صفین کے موقع پر ان کی حقیقت پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا:

4: وَجَدُوا عَلَيْهِ أَعْوَانًا فَأَظْهَروه

یعنی اب تک یہ لوگ کفر کو چھپائے رہے اور اب ان کے پاس طاقت آچکی ہے لہذا اس کفر کا اظہار کر بیٹھے ہیں۔

یہاں چند باتیں قابلِ غور ہیں:

پہلی بات: حضرت عمار بن یاسر نے معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے اسلام کا صاف صاف انکار کیا۔ انہیں منافق اور دلوں میں کفر چھپانے والا قرار دیا۔

حضرت عمار بن یاسر سابقین اولین سے ہیں۔ عظیم صحابی اور معیارِ حق ہیں۔ کوئی عام آدمی یہ جملے بولتا تو ان کو اہمیت نہ دی جاتی۔ لیکن عمار بن یاسر کی زبان سے نکلے ہوئے جملوں کو پس پشت نہیں ڈالنا آسان نہیں۔

دلوں کے حال تو اللہ عزاسمہ جانتا ہے۔ اس کے باوجود عمار بن یاسر کا فرمانا کہ ان لوگوں نے دلوں میں کفر چھپا رکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر نے رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس سے معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے بارے میں سن رکھا تھا اور فرمانِ رسالت سے حضرت عمار کے پاس دلیل موجود تھی۔ ورنہ ورنہ عمار بن یاسر جیسا عظمت والا صحابی کسی مسلمان پر بدگمانی اور بدگمانی بھی کفر کی۔ حضرت عمار جیسی ہستی سے اس کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟

دوسری بات یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضرت عمار بن یاسر نے معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کی مقامِ صفین پہ آمد کو پرانے چھپائے ہوئے کفر کا اظہار قرار دیا۔

کچھ لوگ اس موقع پر بھی معاویہ کو اجتہادی خطا کا مرتکب بنا کر اس کے لیے ایک ثواب کا اہتمام ضروری جانتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ فکر زمینی حقائق کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت عمار بن یاسر کی اس گفتگو کے بھی سراسر خلاف ہے۔ حضرت عمار بن یاسر جو معرکۂ صفین میں خود موجود تھے۔ موقعے کے گواہ تھے۔ آپ اس معرکہ کو معاویہ کے کفر کا اظہار قرار دیتے تھے۔ اور معاویہ کے بھانجے جو صدیوں بعد دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ صدیوں بعد معاویہ کو مجتہد بنا کر ایک ثواب کی بھیک دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

## امام علی علیہ السلام کی تصریح:

اسی قسم کے الفاظ مولائے کائنات امام علی علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ آپ نے جنگِ صفین کے دوران فرمایا:

**والذي فلق الحبة وبرأ النسمة مَا أَسْلَموا ولَكِن اسْتَسْلَمُوا وأسرُّوا الْكُفْر فلما وَجَدُوا عَلَيْهِ أَعْوَانًا رجعوا إلى عداوة منا إلا أنهم لم يدعوا الصلاة**[153]

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو تخلیق فرمایا یہ لوگ اسلام نہیں لائے۔ لیکن انہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا اور کفر کو چھپالیا تھا۔ پس

---

153 کتاب صفین ص215

جب اس پہ مدد گار پا لیے ہماری دشمنی کی جانب لوٹ گئے مگر انہوں نے نماز نہ چھوڑی۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے بھی اسی بات کی نشاندہی فرمائی کہ یہ ٹولہ کبھی مسلمان ہوا ہی نہیں تھا۔ تلوار کے ڈر سے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا۔ لیکن آخری جملہ "نماز نہیں چھوڑی" یہ جملہ سمجھاتا ہے کہ امام علی علیہ السلام انہیں کھلا کافر نہیں بلکہ منافق سمجھا کرتے تھے۔

## محمد بن حنفیہ کا موقف:

یہی چیز حضرت محمد بن حنفیہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہ کا موقف بھی یہی تھا کہ معاویہ پارٹی نے صرف ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا۔ فرماتے ہیں:

**لما أتاهم رسول الله من أعلى الوادي ومن أسفله وملأ الأودية كتائب استسلموا حتى وجدوا أعوانا.**[154]

جب ان کے پاس رسالت مآب ﷺ وادی کی بالائی جانب اور زیریں جانب سے تشریف لائے اور لشکروں نے وادیاں بھر دیں تو ان لوگوں نے مدد گار ملنے تک اسلام کا اظہار کر دیا۔

## حضرت عمار سے مزید روایات:

حضرت عمار ہی کی جنگِ صفین کے دوران ایک دوسری گفتگو ملاحظہ ہو۔

---

154 کتاب صفین ص216

اہلِ عراق کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ عَادَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَجَاهَدَهُمَا، وَبَغَى عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَظَاهَرَ الْمُشْرِكِينَ؟ فَلَمَّا رَأَى اللَّهَ يُعِزُّ دِينَهُ، وَيُظْهِرُ رَسُولَهُ أَتَى النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَهُوَ فِيمَا نَرَى رَاهِبٌ غَيْرَ رَاغِبٍ! ثُمَّ قُبِضَ النَّبِيُّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَوَاللَّهِ إِنْ زَالَ بَعْدَهُ مَعْرُوفًا بِعَدَاوَةِ الْمُسْلِمِ وَاتِّبَاعِ الْمُجْرِمِ، فَاثْبُتُوا لَهُ وَقَاتِلُوهُ فإنه يطفئ نور اللَّه، ويظاهر أعداء اللَّه عَزَّ وَجَلَّ[155]

اے عراقیو!

کیا تم اس شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ عزاسمہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی اور ان سے جنگ کی۔ اور مسلمانوں پر ظلم کیا اور مشرکوں کی مدد کی؟ پھر جب دیکھا کہ اللہ عزاسمہ اپنے دین کو عزت دے رہا ہے اور اپنے رسول ﷺ کو غالب کر رہا ہے تو نبی ﷺ کے پاس آگیا۔ اور ہماری رائے کے مطابق وہ ڈر رہا تھا، اسلام میں رغبت نہ تھی۔ پھر نبی ﷺ کا وصال ہوا تو اللہ عزاسمہ کی قسم آپ ﷺ کے بعد ہمیشہ مسلمان کی دشمنی اور مجرم کی پیروی میں معروف رہا۔ پس اس کے لیے ثابت قدم رہو اور اس سے جنگ کرو۔ کیونکہ وہ اللہ عزاسمہ کا نور بجھانا چاہتا ہے اور دشمنانِ خدا کی مدد کرتا ہے۔

---

155 تاریخ طبری 5/12

الکامل فی التاریخ 2/646

ایک روایت میں ہے:

**والله لنعرفه بعداوة المسلم ومودة المجرم؟ ألا وإنه معاوية، فالعنوه لعنه الله، وقاتلوه فإنه ممن يطفئ نور الله، ويظاهر أعداء الله**[156]

اللہ کی قسم ہم اسے مسلمان کی دشمنی اور مجرم سے محبت کے ساتھ پہچانتے ہیں۔ خبر دار! وہ معاویہ ہے۔ تو اس پہ لعنت کرو۔ اللہ کی اس پہ لعنت ہو۔ اور اس کے خلاف جنگ کرو۔ کیونکہ وہ ان لوگوں سے ہے جو اللہ عزاسمہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور دشمنانِ خدا کی مدد کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا:

**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ، لَعَرَفْتُ أَنَّ مُصْلِحِينَا عَلَى الْحَقِّ، وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ**[157]

---

156 کتاب صفین ص214

157 مسند احمد 18884

المستدرک 5678

مسند ابی داود طیالسی 678

مصنف ابن ابی شیبہ 40645

مسند ابی یعلی الموصلی ح 1610

مشیخۃ یعقوب بن سفیان فسوی 67

حدیث محمد بن بشار بندار 9

الطبقات الکبری لابن سعد 3/194

اس ذات کی قسم جس کے دستِ اقدس میں میری جان ہے۔
اگر وہ ہمیں ماریں یہاں تک کہ ہمیں ہَجَر کی شاخہائے خرما تک پہنچا دیں۔
البتہ ضرور میں پہچانتا ہوں کہ ہمارے اصلاح کے خواہاں حق پر ہیں اور وہ لوگ گمراہی پر ہیں۔

حاکم نے اس حدیث کے بارے میں کہا:

**صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ**[158]

یعنی یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ان دونوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔

مجمع الزوائد میں ہے:

**رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُ أَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيحِ، غَيْرَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ**[159]

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا اور مسند امام احمد بن حنبل کے رجال عبد اللہ بن سلمہ کے علاوہ صحیح البخاری کے رجال ہیں۔ اور عبد اللہ بن سلمہ ثقہ ہے۔

---

انساب الاشراف للبلاذری 1/171 ح 410، 2/317
معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 5202
تاریخ دمشق 43/362، 363

158 المستدرک 3/442

159 مجمع الزوائد 7/243

بوصیری متوفی 840ھ کہتے ہیں:

**رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَبُو يَعْلَى وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ**[160]

اس حدیث کو ابو داود طیالسی اور ابو یعلی اور امام احمد بن حنبل نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ سادہ مزاج مسلمانوں کو ضعیف ضعیف کہہ کر دھوکا نہ دیا جاسکے۔ عمار بن یاسر کی یہ رائے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ عمار بن یاسر پورے یقین کے ساتھ معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کو گمراہ قرار دے رہے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

**لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى يُبْلِغُونَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَلِمْنَا إِنَّا عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ**[161]

---

160 اتحاف الخیرۃ المہرۃ 8/14

161 المستدرک علی الصحیحین 5651

صحیح ابن حبان ح 3417

مصنف ابن ابی شیبہ 40646، 40673، 40680

حلیۃ الاولیاء 1/142

الطبقات الکبری لابن سعد 3/194، 195

انساب الاشراف للبلاذری 1/171 ح 411

اگر وہ ہمیں مار کر ہَجَر کی شاخہائے خرما تک پہنچا دیں تو ضرور ہمیں یقین رہے گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔

مجمع الزوائد میں ہے:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ[162]

یعنی اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

جنگِ صفین کے موقع پر عبید اللہ بن عمر سے فرمایا:

صَرَعَكَ اللَّهُ! بِعْتَ دِينَكَ مِنْ عَدِوِّ الإِسْلامِ وَابْنِ عَدُوِّهِ[163]

اللہ تجھے گرائے۔ تو نے اپنا دین اسلام کے دشمن اور دشمنِ اسلام کے بیٹے کے ہاتھوں بیچ دیا۔

یہاں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہما دشمنِ اسلام اور دشمنِ اسلام کا بیٹا معاویہ بن ابی سفیان کو کہہ رہے ہیں۔ عامۃ الناس کی بے احتیاطیاں اپنی جگہ لیکن حضرت عمار بن یاسر جیسی عظیم شخصیت سے اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی نظر میں معاویہ اور اس کے باپ کا اسلام درست ہوتا تو پھر بھی وہ ان دونوں کو اسلام دشمن قرار دیتے۔

---

تاریخِ دمشق 43/465، 472

162 مجمع الزوائد 9/298

163 تاریخِ طبری 5/39

حضرت عمار بن یاسر کے دیگر فرامین کے ساتھ ساتھ اس ایک جملے نے بھی معاویہ اور اس کے باپ کے اسلام کی قلعی کھول کر رکھ دی اور واضح کر دیا کہ معاویہ کے بھانجے معاویہ کے لیے چاہے جو مرضی گھڑ لیں لیکن سابقین اولین کے نزدیک معاویہ اور اس کا باپ ابوسفیان مسلمان ہی نہیں تھے۔ ان کا کلمہ پڑھنا ازراہِ منافقت تھا اور وہ دونوں منافق تھے۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ بن ابی سفیان کے کرتوتوں کے پیشِ نظر اس کے لیے رسالت مآب ﷺ نے فتنہ ونار کی دعا کی۔

احبابِ ذی وقار! یہاں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔

پہلی یہ کہ جب دعا لبہائے مصطفی ﷺ سے نکلی ہے تو پھر اسے اجابت کا مقام کیسے نصیب نہ ہو گا۔ اور جب اسے اجابت کا مقام نصیب ہو گا تو پھر لازمی بات ہے کہ معاویہ فتنہ اور آگ کا شکار ہو گا۔

دوسری بات یہ کہ رسالت مآب ﷺ تو رحمتِ عالم ﷺ ہیں۔ اندازہ کیجیے کہ معاویہ نے حضور ﷺ کو کس قدر تکلیف پہنچائی ہو گی کہ جس کے نتیجے میں رحمتِ عالم ہوتے ہوئے بھی رسالت مآب ﷺ کی زبانِ اقدس سے ان لوگوں کے لیے کلماتِ بد دعا نکلے۔

ابو برزہ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے ایک سفر کے دوران دو شخصوں کو گاتے ہوئے سنا تو پوچھا کہ کون ہیں؟

بتایا گیا:

**هَذَا فُلَانٌ وَفُلَانٌ ، وَهُمَا يَتَغَنَّيَانِ وَيُجِيبُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ وَهُوَ يَقُولُ:تَرَكْتُ حَوَارِيًّا تَلُوحُ عِظَامُهُ ... زَوَى الْحَرْبَ عَنْهُ أَنْ يُجَنَّ فَيُقْبَرَا**

یہ فلاں اور فلاں ہیں۔ وہ دونوں گا رہے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو جواب دے رہا ہے۔ اور وہ کہہ رہا ہے:

میں نے مددگار کی ہڈیوں کو چمکتا چھوڑا۔ اس سے جنگ ہٹ گئی ہے۔

رسالت مآب ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

**اللَّهُمَّ أَرْكِسْهُمَا فِي الْفِتْنَةِ رَكْسًا اللَّهُمَّ دَعْهُمَا إِلَى النَّارِ دَعًّا**[164]

اے اللہ! انہیں فتنے میں خوب مبتلا فرما۔

اے اللہ! انہیں جہنم کی جانب مکمل دھکیل دے۔

احباب! یہ فلاں اور فلاں کون تھے؟

ممکن ہے کہ راوی کے ذہن سے ان کا نام نکل گیا ہو۔ لیکن یہ بات بھی محدثین کے اسلوب سے معروف ہے۔ جس کی جانب ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے۔ کہ معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کے نام صیغۂ راز میں رکھنے کے لیے بھی راوی ایسا کیا کرتے تھے اور بعض اوقات فتنے اور آزمائش سے بچنے کے لیے ایسا کیا جاتا تھا۔

لہذا ممکن ہے کہ یہاں فلاں فلاں سے مراد معاویہ بن ابی سفیان اور اس کے ہمنوا ہوں۔

اور اگر اس بات کو دیکھا جائے کہ:

ہر وہ روایت و حدیث جس میں معاویہ کی مذمت وارد ہوئی۔ وہاں معاویہ کو فلاں سے تعبیر کرنا محدثین اور رواتِ حدیث کی اصطلاح ہے۔

---

164 مصنف ابن ابی شیبۃ 37720

مسند احمد 19780

مسند بزار 9/303،310،10/374

مسند ابی یعلی 7436

بنابریں: ایک فلاں کا معاویہ ہونا توطے ہو جاتا ہے۔ رہی بات دوسرے فلاں کی تو اس کو حدیث کے مختلف طرق سے کھوجنا پڑے گا کہ وہ فلاں کون ہے۔

پھر جب ہم نے اس روایت کے مختلف طرق اور اسے مختلف کتب میں ڈھونڈنا شروع کیا تو ہمیں ناموں تک رسائی ہو گئی۔ ایک روایت میں ان ناموں کی صاف تصریح مل گئی۔ راوی نے کہا کہ جس صحابی کو رسالت مآب ﷺ نے دیکھنے بھیجا تھا اس نے آکر عرض کی:

**یا رسول الله هذا معاوية وعمرو بن العاص يتغنيان**[165]

یارسول اللہ! یہ معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں جو گا رہے ہیں۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی حدیث نے اس پہ مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ آپ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے دو شخصوں کی آواز سنی جو یہ شعر پڑھ رہے تھے:

**ولَا يَزَالُ حَوَارِيٌّ تَلُوحُ عِظَامُهُ ... زَوَى الْحَرْبُ عَنْهُ أَنْ يُجَنَّ فَيُقْبَرَا**

رسالت مآب ﷺ نے پوچھا کون ہیں؟

بتایا گیا: **مُعَاوِيَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ**

یعنی معاویہ اور عمرو بن عاص۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**اللهُمَّ أرْكِسْهُمَا فِي الْفِتْنَةِ رِكْسًا وَدُعَّهُمَا إِلَى النَّارِ دَعًّا**[166]

---

165 قبول الاخبار و معرفۃ الرجال 1/ 242

اے اللہ! ان دونوں کو فتنوں میں مبتلا فرما اور ان دونوں کو آگ میں دھکیل دے۔

## تاریخ کی ستم ظریفی:

بعض حضرات نے معاویہ اور عمرو بن عاص کو بچانے کے لیے ناموں کو تو برقرار رکھا لیکن ولدیت تبدیل کر دی۔

صالح شقران کہتے ہیں کہ ایک رات ہم سفر میں تھے تو رسالت مآب ﷺ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: یہ کیسی آواز ہے؟

صالح شقران کہتے ہیں:

**فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ، فَإِذَا مُعَاوِيَةُ بْنُ رَافِعٍ وَعَمْرُو بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ التَّابُوتِ**

میں دیکھنے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ معاویہ بن رافع اور عمرو بن رفاعہ بن تابوت ہیں۔

پھر حدیث کے آخر میں کہا:

**فَمَاتَ عَمْرُو بْنُ رِفَاعَةَ قَبْلَ أَنْ يقدم النَّبِي من ذَلِك السّفر**[167]

یعنی رسالت مآب ﷺ کے اس سفر سے واپس تشریف لانے سے پہلے عمرو بن رفاعہ فوت ہو گیا۔

---

166 معجم کبیر للطبرانی 11/38

167 معجم الصحابۃ لابن قانع 2/23

شقران کی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سیوطی نے کہا کہ عمرو بن رفاعہ اور معاویہ بن رافع دونوں منافق تھے۔

احباب! میں یہاں شقران کی روایت کی سند پہ بات نہیں کرنا چاہوں گا۔ ورنہ سند کے لحاظ سے یہ روایت ایسی ہے کہ اگر معاویہ کو بچانے میں مدد نہ دیتی تو اسے دیوار سے مار دیا جاتا۔ علامہ سیوطی جیسی شخصیت نے بھی اسے قبول کیا تو محض اس لیے کہ یہ روایت معاویہ کے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ تینوں روایات نے یہ نشاندہی تو کر دی کہ رسالت مآب ﷺ کی زبانِ اقدس سے یہ دعا معاویہ اور عمرو کے بارے میں ہوئی۔ البتہ ایک روایت نے معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص سے کو بچانے کے لیے معاویہ کی ولدیت رافع اور عمرو کی ولدیت رفاعہ بنا دی۔

اگر ان روایات کو تعارض کے قوانین کے تناظر میں دیکھا جائے جب بھی کثرت کے پیشِ نظر پہلی دونوں روایات ہی کو رجحان ہو گا۔

پھر ان روایات میں مذکور معاویہ اور عمرو سے معاویہ بن رافع اور عمرو بن رفاعہ مراد نہ ہونے کا دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر یہ دونوں شخص مراد ہوتے اور علامہ سیوطی کے بقول یہ دونوں تو منافق تھے۔ ایسی صورت میں ان دونوں کے نام چھپا کر "فلاں، فلاں" کہہ کر روایت کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

ایک طرف تو وہ منافق ہیں لہذا انہیں چھپانے کی ضرورت نہیں۔ اور دوسری جانب وہ ایسے صاحبِ سلطنت بھی نہیں کہ ان کے ڈر سے ان کے ناموں کو چھپایا گیا ہو۔

ہم پہلے بھی بتا چکے کہ احادیثِ مذمت میں "فلاں" کے ساتھ تعبیر کیا جانا گویا کہ معاویہ کے لیے اصطلاح کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس جن روایات میں ناموں کو چھپا کر فلاں فلاں کہا گیا، وہ روایات خود قرینہ ہیں کہ یہاں معاویہ بن ابی سفیان ہی مراد ہے۔

ان روایات میں معاویہ بن رافع اور عمرو بن رفاعہ مراد نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حدیث میں مذکور دعا کا پہلا حصہ معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کے بارے میں پورا ہونا بالکل واضح ہے۔ جبکہ عمرو بن رفاعہ کے بارے میں اسی روایت میں موجود ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے سفر سے واپس آنے سے پہلے پہلے عمرو بن رفاعہ کی موت ہو گئی تھی۔ یعنی رسالت مآب ﷺ کی جانب سے اس کے لیے کی جانے والی دعا پوری نہ ہوئی اور وہ فتنہ میں پڑنے سے پہلے مر گیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کو بچانے کی خاطر یہ کہنا کہ رسالت مآب ﷺ کی دعا قبول نہ ہو سکی۔ کیا یہ بہت بڑی جسارت نہیں؟

لیکن ہم نے معاویّین کو دیکھا ہے کہ وہ معاویہ کو بچانے کی خاطر شانِ رسالت پر طعن بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کے عظمت والے

صحابہ سابقین اولین پر طعن قبول کر لیتے ہیں۔ ان کے ہاں نا قابلِ قبول ہے تو صرف معاویہ کی شخصیت پر طعن نا قابلِ قبول ہے۔

لیکن ہم نے معاویہ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ ہم نے رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ ہم معاویہ جیسوں کو رسالت مآب ﷺ کے نعلینِ شریفین سے لگنے والی دھول جیسا بھی نہیں سمجھتے۔ معاویہ کو بچانے کی خاطر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسالت مآب ﷺ نے دعا کی اور قبول نہ ہو سکی۔

ہمارا ایمان ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے جو دعا کی وہ ضرور قبول ہوئی۔ اور اس کی قبولیت ہی تھی کہ معاویہ اور عمرو بن عاصی معیارِ حق سیدنا امام علی علیہ السلام کے مقابلے پہ اترے۔

## معاویّین کو کھلی دعوت:

اگر معاویّین اب بھی کہتے ہیں کہ یہاں کوئی دوسرا معاویہ مراد ہے تو انہیں دعوت ہے کہ میدانِ تحقیق میں اتریں۔ سب سے پہلے اس روایت کی سند پہ کلام کریں۔ اور اس کلام کے دوران یہ نہ بھولیں کہ اس روایت کا ماخذ ابنِ قانع کی معجم الصحابۃ ہے اور ابنِ قانع خود اموی ہے۔ نیز ابنِ قانع کی روایت کی حیثیت بھی واضح کریں۔ پھر ان من گھڑت شخصیات کے بارے میں رسالت مآب ﷺ کی دعا کی قبولیت کی تفصیلات بھی بیان کریں۔

اور ہمیں یقین ہے کہ معاویّین تا قیامِ قیامت اس حدیث میں من گھڑت معاویہ اور من گھڑت عمرو کا وجود ثابت نہیں کر پائیں گے۔ لہذا حق اور حقیقت وہی ہے جو ہم نے سطورِ بالا میں بیان کر دی کہ:

معاویہ اور عمرو کے کرتوتوں کے سبب رسالت مآب ﷺ نے رحمتِ عالم ہونے کے باوجود معاویہ اور عمرو بن عاصی ہر دو کے لیے فتنہ کی دعا بھی کی اور جہنم کی دعا بھی کی۔

**اللهُمَّ أرْكِسْهُمَا فِي الْفِتْنَةِ رِكْسًا وَدُعَّهُمَا إِلَى النَّارِ دَعًّا**

**************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ اور عمرو بن عاصی کی دوستی تنہا ایسی دلیل ہے جو معاویہ کی خرابی اور برائی کو اجاگر کرنے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ رسالت مآب ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ دونوں بندے جب مل بیٹھے تو کبھی بھی خیر پر نہ مل بیٹھیں گے۔ ان دونوں کا اکٹھے ہونا فساد کی دلیل اور علامت ہے۔

## شداد کا عمل:

یعلی بن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ معاویہ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ معاویہ اور عمرو بن عاصی ایک ہی بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ شداد جا کر ان دونوں کے بیچ بیٹھ گئے۔ پھر کہا:

**هَلْ تَدْرِيَانِ مَا يُجْلِسُنِي بَيْنَكُمَا؟**

جانتے ہو کہ میں تمہارے بیچ کیوں بیٹھا؟

پھر بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے رسالت مآب ﷺ کو فرماتے سنا:

**إِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا جَمِيعًا فَفَرِّقُوا بَيْنَهُمَا فَوَاللهِ مَا اجْتَمَعَا إِلَّا عَلَى غَدْرَةٍ**

جب تم ان دونوں کو اکٹھا دیکھو تو انہیں الگ الگ کر دو۔ کیونکہ اللہ کی قسم یہ دونوں بدعہدی کے سوا اکٹھے نہیں ہوتے۔

یہ بتانے کے بعد شداد نے کہا:

**فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُفَرِّقَ بَيْنَكُمَا**[168]

---

168 معجم کبیر 7/289

لہذا میں نے چاہا کہ تمہیں جدا کر دوں۔

علامہ نور الدین ہیثمی کہتے ہیں:

**رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ**[169]

یعنی اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند میں عبد الرحمن بن یعلی بن شداد ہے جسے میں نہیں پہچانتا۔ اور اس کے باقی رجال ثقات ہیں۔

## عبادہ بن صامت کی روایت:

اسی طرح کی گفتگو حضرت عبادہ بن صامت نے بھی معاویہ اور عمرو بن عاصی کو اکٹھے بیٹھے دیکھ کر فرمائی۔ فرمایا:

ہم رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے موقع پر محوِ سفر تھے کہ رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تم دونوں کی جانب دیکھا۔ تم دونوں چل رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ پس رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

**إذا رأيتموهما اجتمعا ففرّقوا بينهما فإنما لا يجتمعان على خير أبدا**[170]

---

مسند الشامیین 2147

تاریخِ دمشق 46/169

169 مجمع الزوائد 7/248

170 العقد الفرید لابن عبد ربہ 5/93

جب ان دونوں کو اکٹھے دیکھو توان دونوں کو الگ کر دو۔ کیونکہ یہ دونوں کبھی بھی بھلائی پر جمع نہیں ہوتے۔

## زید بن ارقم کا عمل:

یہی بات حضرت زید بن ارقم نے بھی رسالت مآب ﷺ سے روایت کی۔ حضرت سیدنا امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زید بن ارقم معاویہ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ عمرو بن عاصی معاویہ کے ساتھ اس کے تخت پہ بیٹھے ہیں۔ حضرت زید بن ارقم نے یہ دیکھا توان دونوں کے بیچ جاکر بیٹھ گئے۔ اس پر عمرو بن عاصی نے کہا:

کیا تمہیں کوئی اور جگہ بیٹھنے کی نہیں ملی کہ میرے اور امیر المؤمنین کے بیچ آکر بیٹھ گئے ہو؟

حضرت زید بن ارقم نے کہا:

رسالت مآب ﷺ ایک غزوہ پہ تشریف لے گئے تو تم دونوں بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ تم دونوں کو اکٹھے دیکھ کر سختی سے نگاہ فرمائی۔ پھر تمہیں دوسرے اور تیسرے دن دیکھا۔ ہر بار تمہیں دیر تک دیکھتے رہے۔ پھر تیسرے دن فرمایا:

**إذا رأيتم معاوية وعمرو بن العاص مجتمعين ففرقوا بينهما، فإنهما لن يجتمعا على خير**[171]

---

171 کتابِ صفین ص219

جب تم معاویہ اور عمرو کو اکٹھا دیکھو تو ان دونوں کو الگ کر دو۔ کیونکہ وہ دونوں کبھی بھی خیر پر جمع نہ ہوں گے۔

احبابِ ذی وقار!

اللہ عزاسمہ کے نبی ﷺ نے ہمیں کسی اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔

ایک واضح صاف اور شفاف رستے پہ امت کو چھوڑا۔ اب امت کی مرضی ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی بیان کردہ ہدایت سے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کا سامان کرے یا دین و ایمان کے لٹیروں کو ملتِ اسلامیہ کا ہیرو بنانے میں اپنی دنیا و آخرت برباد کرے۔

رسالت مآب ﷺ نے امت کو بتا دیا تھا کہ معاویہ اور عمرو شر اور فساد کے دو ستون ہیں۔ جب دونوں ستون ملتے ہیں تو شر اور فساد، برائی اور بدعہدی مکمل ہو جاتی ہے اور خیر اور اچھائی کی امید مٹ جاتی ہے۔

ہماری معاویّین کو دعوت ہے کہ معاویہ اور عمرو کی سوانح عمری سامنے رکھ کر بتائیں کہ دونوں کی زندگیوں میں کوئی ایک ایسا لمحہ آیا ہو جب یہ دونوں اکٹھے بیٹھے ہوں اور نتیجہ خیر نکلا ہو۔

جب یہ دونوں کبھی خیر پہ جمع ہوئے ہی نہیں تو پھر امت کو ان کے پیچھے لگا کر برباد نہ کیا جائے۔ بلکہ رسالت مآب ﷺ کے مخلص صحابہ اور حضور ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام کی پیروی کی جائے اور انہی کی اقتدا میں ہدایت ڈھونڈی جائے۔

# معاویہ

# حرمین شریفین پہ حملہ کنندہ

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

لوگ یزید بن معاویہ پہ لعنت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ بہت بڑا لعین تھا۔ کیونکہ اس نے مدینہ مشرفہ اور مکہ معظمہ پہ حملہ کروایا۔

اس میں شک نہیں کہ یزید بہت بڑا لعین تھا لیکن مدینہ مشرفہ اور مکہ معظمہ پہ حملہ اس لعین نے اپنے باپ سے سیکھا تھا۔ یہ سبق اسے اپنے باپ معاویہ سے سیکھنے کو ملا تھا۔

سب سے پہلے مدینہ مشرفہ اور مکہ معظمہ پہ حملہ کروانے والا یزید نہیں بلکہ معاویہ ہے۔ جنگِ صفین کے بعد حکمین کی تحکیم کے بعد معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو تین ہزار کے لشکر کے ساتھ حجازِ مقدس، مدینہ مشرفہ، مکہ معظمہ کی جانب بھیجا کہ جہاں بھی امام علی علیہ السلام کا حمایتی نظر آئے اسے قتل کر ڈالو۔

اس مہم میں بسر نے مدینہ مشرفہ پہ حملہ کیا۔ مدینہ مشرفہ میں لوگوں کے گھروں کو گرایا۔ مکہ معظمہ، نجران، یمن میں اپنے سیاہ کرتوتوں کو دہرایا۔ یمن میں امام علی علیہ السلام کے عامل عبید اللہ بن عباس کے دو چھوٹے چھوٹے بیٹوں کو ان کی ماں کی گود میں چھری سے ذبح کر دیا۔ ان کی ماں غم سے پاگل ہو گئیں۔ لیکن ستم ظریفی کی انتہا کہ معاویہ اب بھی امت کی عظیم ہستی ہے اور بسر جنتی ہے۔

تاریخِ طبری میں سن چالیس کے واقعات کے بیان میں لکھا:

**فمما كَانَ فِيهَا من ذَلِكَ توجيه مُعَاوِيَة بسر بن أبي أرطاة فِي ثلاثة آلاف من المقاتلة إِلَى الحجاز**[172]

---

172 تاریخِ طبری 139/5

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں معاویہ کا بسر بن ابی ارطاۃ کو تین ہزار جنگجوؤں کے ساتھ حجاز کی جانب بھیجنا ہے۔

الاستیعاب میں ہے:

**وجه معاوية بسر بن أرطاة الفهري لقتل شيعة علي رضي الله عنه**[173]

معاویہ نے بسر بن ارطاۃ فہری کو امام علی علیہ السلام کے حامیوں کو قتل کرنے کے لیے روانہ کیا۔

چند سطر بعد کہا:

**فسار حتى أتى المدينة، فقتل ابني عبيد الله ابن العباس، وفر أهل المدينة، ودخلوا الحرة حرة بني سليم**[174]

پس بسر چلا۔ یہاں تک کہ مدینہ مشرفہ پہنچا۔ عبید اللہ بن عباس کے دو بیٹوں کو قتل کیا۔ مدینہ والے بھاگ کر سنگلاخِ بنی سلیم میں پناہ گزیں ہوئے۔

تاریخِ طبری میں ہے کہ بسر بن ابی ارطاۃ نے مدینہ مشرفہ والوں کو دھمکاتے ہوئے کہا:

**يَاأهل الْمَدِينَةوَاللَّهِ لولامَاعهدإلي مُعَاوِيَة مَا تركت بِهَا محتلما إلا قتلته**

---

173 الاستیعاب 1/160

174 الاستیعاب 1/160،161

اے مدینہ والو! اللہ کی قسم اگر میرا معاویہ سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں مدینہ مشرفہ میں جس جوان کو پاتا اسے قتل کرڈالتا۔

بسر بن ابی ارطاۃ معاویہ کی جانب سے ایسے غصے اور سرکشی کے ساتھ بھرپور ہوکر آیا تھا کہ جب لوگوں نے اس کے شر سے محفوظ رہنے اور مدینہ مشرفہ کو قتل وغارت گری سے پاک رکھنے کے لیے سنگلاخِ بنی سلیم کی پناہ لی تو بسر بن ابی ارطاۃ نے اپنا غصہ مدینہ مشرفہ کی عمارتوں پر نکالا۔ لوگ نہیں ملے تو ان کے گھر گرا دیئے۔ تاریخِ طبری میں ہے:

وهدم بسر دورا بِالْمَدِينَةِ[175]

اور بسر بن ابی ارطاۃ نے مدینہ مشرفہ میں کئی گھر گرا دیئے۔

معاویہ کے حمایتیوں کو ہر جگہ معاویہ کی خوبیاں نظر آتی ہیں اور اس کی کوئی خامی دکھائی ہی نہیں دیتی۔ حالانکہ اگر معاویہ کا کوئی دوسرا جرم نہ بھی ہوتا تو معاویہ کا مدینہ مشرفہ پر حملہ کروانا ہی معاویہ کے لعنتی ہونے کے لیے کافی تھا۔

علامہ نورالدین سمہودی متوفی 911ھ اس مقام پہ خاموش نہ رہ سکے۔ آپ نے جہاں معاویہ کے مدینہ مشرفہ پر حملہ والے سیاہ کارنامے کا ذکر کیا۔ وہیں معجمِ کبیر کے حوالے سے رسالت مآب ﷺ کی یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

مَنْ آذَى أَهْلَ المَدِينَةِ آذَاهُ اللهُ، وعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ والمَلَائِكَةِ

---

175 تاریخِ طبری 139/5

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ

جو مدینہ مشرفہ والوں کو اذیت پہنچائے اللہ اسے اذیت دے۔ اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت۔ اس سے نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ ہی نفل۔

پھر ابنِ نجار کے حوالے سے دوسری حدیث بھی اسی بات پر تنبیہ کے لیے بیان کی کہ معاویہ یہ سیاہ کارنامہ کر کے ازروئے حدیث لعنتی قرار پایا۔ اب جس کی مرضی ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مانے اور جس کی مرضی ہے تو معاویہ کا کلمہ پڑھے۔

ابنِ نجار کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی:

مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ظُلْمًا أَخَافَهُ اللهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا[176]

جس شخص نے مدینہ مشرفہ والوں کو ناحق ڈرایا اسے اللہ عزاسمہ خوف میں مبتلا کرے اور اس پر اللہ عزاسمہ اور فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہو۔ روزِ قیامت اس سے اللہ عزاسمہ نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔

احبابِ ذی وقار! کتنا بڑا ظلم ہے اور کتنی بڑی زیادتی ہے۔ دسیوں حدیثیں معاویہ کو لعنتی ٹھہراتی ہیں۔ لیکن امت کے ایک گروہ نے معاویہ کو حقانیت

---

176 وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ 1/44

کا معیار بنا کر پیش کر دیا ہے۔

ہمارا تو خون رونے کا دل کرتا ہے۔ امت کو معاویہ کی کون کون سی برائی بتائیں اور کس کس ظلم کا تذکرہ کریں۔ امتِ مسلمہ کے ساتھ اس شخص نے جو ظلم وستم روا رکھا اس کی تفصیلات کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ اور اس سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اسے امتِ مسلمہ کا ہیرو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ یعنی جو شخص مسلمان کہلانے کے لائق نہیں وہ امتِ مسلمہ کا ہیرو قرار دیا جائے تو امت کے لیے اس سے بڑھ کر ڈوب مرنے کی بات کیا ہو سکتی ہے۔

بہر صورت ہم اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔ ابنِ حمدون متوفی 562ھ معاویہ کی جانب سے بھیجے ہوئے اس لشکر کے بارے میں لکھتے ہیں:

**بعث معاوية بسر بن أرطأة أحد بني عامر بن لؤي، بعد تحكيم الحكمين، لقتل شيعة عليّ فمرّ في البلاد يشنّ الغارات، ولا يكفّون أيديهم عن النساء والصبيان، ففعل ذلك بالمدينة ومكة والسّراة ونجران واليمن.**[177]

حکمین کی تحکیم کے بعد معاویہ نے بنو عامر بن لؤی سے بسر بن ارطاۃ کو امام علی علیہ السلام کے حامیوں کو قتل کرنے کے لیے روانہ کیا۔ وہ شہروں سے لوٹ مار کرتا گزرا۔ وہ لوگ عورتوں اور بچوں سے بھی ہاتھ نہ روکتے تھے۔ یہی سب کچھ مدینہ مشرفہ، مکہ معظمہ، سراۃ، نجران اور یمن میں کیا۔

---

177 تذکرہ حمدونیہ 4/277

مزید لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن عباس جو امام علی علیہ السلام کے یمن پہ عامل تھے وہ موجود نہیں تھے۔

**ووجد صبيين له فذبحهما ذبحا بمدية**[178]

بسر نے ان کے دو بچے پائے تو انہیں چھری سے ذبح کر دیا۔

مطہر بن طاہر مقدسی متوفی 355 کہتے ہیں:

**وقتل بسر جماعة من شيعة عليّ وأخذ ابنين صغيرين لعبد الله بن عباس فقتلهما في حجر أمهما**[179]

بسر نے امام علی کے حمایتیوں میں سے ایک جماعت کو قتل کیا اور عبید اللہ بن عباس کے دو چھوٹے بچے پکڑ کر انہیں ان کی ماں کی گود میں قتل کر ڈالا۔

احبابِ ذی وقار!

کچھ دیر کے لیے معاویہ کے بھیجے ہوئے لشکر کے اس سفاکانہ کرتوت کو چشمِ تصور میں لائیے۔ ایک ماں جس کی گود میں دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اس ماں کی گود سے ان دو بچوں کو اٹھایا جاتا ہے اور اس کے سامنے چھری کے ساتھ انہیں ذبح کیا جاتا ہے۔

ایمان والو!

کیا تمہیں ان لوگوں پر لعنت کرنے کا جی نہیں کرتا؟

---

178 تذکرہ حمدونیہ 4/277

179 البدء والتاریخ 5/230

وہ اسلام جس نے کافروں کے بچوں پر بھی اپنا دستِ شفقت ورحمت دراز فرمایا۔ اس اسلام کے دعوے دار رسولِ اسلام ﷺ کے وصال کو صرف تیس سال گزرنے سے پہلے اسی اسلام کی عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایسا بہیمانہ سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔

مسلمانو!

کیا تمہارا دل نہیں کانپتا؟؟؟

کیا تمہارا کلیجہ منہ کو نہیں آتا؟؟؟

خدا کے لیے ہوش کرو۔ اس جاہلیت کے بت کو اپنے ایمان واسلام کا سردار مت بناؤ۔ اس ظالم شخص نے ہر اس شکست کا بدلہ اسلام کے سپوتوں، بیٹیوں اور بچوں سے لیا جس کا سامنا اس کو اور اس کے باپ کو کرنا پڑا تھا۔

وہ مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا ہے اور تمہیں اس کا اجتہاد نظر آرہا ہے۔ تم اسے ہر بے گناہ مسلمان مرد کے قتل پر ماجور ومثاب شمار کر رہے ہو۔ ہر بے قصور مسلمان عورت کی عصمت دری پر اس کے لیے ایک اجر وثواب کا نظریہ لے کے بیٹھے ہو۔ وہ مسلمانوں کے بچے ذبح کر رہا ہے اور تم اس کے گناہ کو گناہ سمجھنے کے بجائے اسے اجتہاد مان کر اس کے لیے ثواب کا بندوبست کر رہے ہو۔

مسلمانو! وہ بچے تمہارے نہیں تھے جنہیں ماں کی گود سے نکال کر ماں کے سامنے چھری کے ساتھ ذبح کیا گیا تھا۔ اگر وہ بچے تمہارے ہوتے تو تم اس شخص پر صبح شام لعنت بھیجنا اپنا اولین فریضہ سمجھتے۔ اس عورت سے پوچھو جس کے بچے

تھے۔ اس مظلوم عورت نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بے قصور اور بے گناہ بچوں کو ذبح ہوتے دیکھا تو حواس گنوا بیٹھی۔

ابنِ حمدون متوفی 562ھ لکھتے ہیں:

**وأصاب أمّ الصبيين، واسمهما عبد الرحمن وقثم، وهي أمّ حكيم بنت فارط ، على ابنيها كالجنون، فكانت لا تعقل ولا تصغي إلى قول من أعلمها أنهما قد قتلا، ولا تزال تطوف في الموسم تنشد الناس أبياتا**[180]

ان دونوں بچوں جن کے نام عبد الرحمن اور قثم تھے ان کی ماں جس کا نام ام حکیم بن فارط تھا۔ اپنے بچوں کے غم میں پاگل پن طاری ہو گیا۔ اس کی عقل جاتی رہی اور جو اسے کہتا کہ اس کے بچے مار دیئے گئے ہیں اس کی بات نہ سنتی۔ موسمِ حج میں گھومتی رہتی اور لوگوں کو شعر سناتی۔

احبابِ ذی وقار! وہ تو ماں تھی۔ اس کے دل کی کیفیت ماں ہی سمجھ سکتی ہے۔ لیکن جب اس قیامت خیز سانحے کہ خبر امام علی علیہ السلام کو ملی تو آپ پر بھی غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

یہ بات تو شاید کسی نے کبھی سوچی بھی نہ تھی کہ معاویہ اپنے ظلم میں اتنا گر جائے گا۔ نسلی لوگ کہتے ہیں کہ دشمنی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ لیکن یہ

---

180 تذکرہ حمدونیہ 4/ 277،278

بھی حقیقت ہے کہ دشمنی کے اصول بھی نسلی لوگوں کے پاس ہوتے ہیں۔ بد نسل لوگوں کے ہاں نہ دوستی کے اصول نہ دشمنی کے اصول۔

جب امام علی علیہ السلام کو بچوں کے ساتھ کیے جانے والے ایسے بہیمانہ سلوک کی اطلاع ملی تو امام علی علیہ السلام اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ اپنے خالق ومالک کے دربار میں دست بدعا ہو کر معاویہ کے اس کارندے بسر بن ابی ارطاۃ کے لیے دین و عقل سلب ہونے کی دعا کی۔

ابنِ حمدون متوفی 562ھ لکھتے ہیں:

**ولما بلغ عليا قتل الصبيين جزع ودعا على بسر فقال: اللهمّ اسلبه دينه، ولا تخرجه من الدنيا حتى تسلبه عقله؛ فأصابه ذلك وفقد عقله**[181]

اور جب امام علی علیہ السلام کو ان دونوں بچوں کے قتل کا پتا چلا تو امام علی علیہ السلام بہت زیادہ غمگین ہوئے اور بسر کے خلاف دعا کی: اے اللہ! اس سے اس کا دین چھین لے اور دنیا سے نکلنے سے پہلے اس سے اس کی عقل چھین لے۔

پس اس کو یہ دعا لگ گئی اور بسر بن ابی ارطاۃ کی عقل جاتی رہی۔

احبابِ ذی وقار!

اگر معاویہ کے کرتوت جاننے کے بعد بھی آپ کے دل میں اس کے لیے ہمدردی باقی ہے تو تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر ضرور کریں اور سوچیں کہ: آپ

---

181 تذکرہ حمدونیہ 4/ 277، 278

نے کس کا کلمہ پڑھا ہے ؟ رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کا یا معاویہ کا؟

اگر آپ نے معاویہ بن ابی سفیان کا کلمہ پڑھا ہے تو ہم آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر آپ نے رسالت مآب ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے تو معاویہ نے رسالت مآب ﷺ کے دین کو جس انداز میں پائمال کیا۔ اس دین کے ماننے والوں کے ساتھ جو سفاکانہ اور بہیمانہ سلوک کیا۔ اس سب کو جاننے کے بعد کوئی ایماندار معاویہ کو مسلمان سمجھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اسے اہلِ اسلام کی کوئی معزز شخصیت شمار کرے۔

نیز جب معاویہ کی طرف سے یزید لعین کو وراثت میں اسلام دشمنی، خاندانِ رسول دشمنی، مدینہ مشرفہ کی دشمنی ملی تو پھر یزید لعین میں خیر اور بھلائی کہاں سے آتی ؟؟؟

یہی وجہ ہے کہ حضرت حکیم سنائی نے جہاں یزید سے بیزاری ظاہر کی وہیں یزید کے باپ سے بھی اپنی دلی نفرت کا اظہار کیا۔ فرمایا:

من ازیں ابن خال بے زارم

وزپدر نیز ہم دل آزارم[182]

میں ماموں کے اس بیٹے (یزید) سے بیزار ہوں اور باپ (معاویہ) سے بھی رنجیدہ ہوں۔

182 حدیقۃ الحقیقۃ- حکیم سنائی- صفحہ 141

# معاویہ

# مُسْتَخِفّ بِالرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

اسلام نے مخلوقات میں سے جن ہستیوں کی تعظیم کا درس دیا ان سب میں اہم ترین، اخص الخواص بلکہ اخص اخص اخص الخواص ذات رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ والا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے دل میں معمولی سے ہلکی سوچ بھی انسان کو کافر بنا دیتی ہے۔ لیکن معاویہ کی حالت یہ تھی کہ اس شخص کو ذاتِ رسول ﷺ کا بھی کوئی پاس لحاظ نہیں تھا۔ اس کے موجودگی میں اگر کوئی شخص ذاتِ رسول ﷺ پر کوئی اعتراض کرتا تو معاویہ قوت، طاقت، بادشاہت سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بکواس کرنے والے کو بکواس کرنے دیتا اور اسے اس کی بکواس سے نہ روکتا۔

معاویہ کی یہ حرکت بھی ان اسباب میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے بہت سے اہلِ علم و تقوی نے معاویہ کو مسلمان ماننے سے انکار کیا ہے۔ کیونکہ مسلمان چاہے کتنا ہی کمزور ایمان والا کیوں نہ ہو، جب بات ذاتِ مصطفی ﷺ کی آجاتی ہے تو وہ تڑپ اٹھتا ہے۔ وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے کوئی ہلکا لفظ سننا تو در کنا، سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن معاویہ ایسی باتیں یوں مزے سے سنتا جیسے الف لیلی کا قصہ ہو۔

عبایہ سے مروی ہے کہ معاویہ کی مجلس میں کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر چھڑا تو ابنِ یامین نامی شخص بولا:

كَانَ قَتْلُهُ غَدْرًا

کعب بن اشرف کا قتل غدر تھا۔

ابنِ یامین کا یہ جملہ معمولی نہیں تھا۔ کیونکہ تاریخِ اسلامی گواہ ہے کہ کعب بن اشرف کے فسادات کے سدِباب کی خاطر اس کو قتل کرنے کا حکم خود رسالت مآب ﷺ نے جاری فرمایا تھا اور اپنے صحابہ کو خود اس مہم پر روانہ فرمایا تھا۔

ایسی صورت میں ابنِ یامین کا یہ جملہ ذاتِ مصطفی ﷺ پر اعتراض تھا۔ اس شخص نے کسی اور کو نہیں، اس بدبخت نے ذاتِ رسول ﷺ کو بدعہدی کا مرتکب بولا۔ اور اتنی بڑی بات سن کر کوئی مسلمان خاموش نہیں رہ سکتا۔ لیکن معاویہ جناب مزے لے لے کر اس کی باتیں سننے میں مصروف ہیں۔

جب محمد بن مسلمہ نے ابنِ یامین کی یہ بکواس اور پھر اس پہ معاویہ کی کافرانہ خاموشی دیکھی تو محمد بن مسلمہ نے تڑپ کر کہا:

**يَا مُعَاوِيَةُ أَيُغْدَرُ عِنْدَكَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تُنْكِرُ، وَاللهِ لَا يُظِلُّنِي وَإِيَّاكَ سَقْفُ بَيْتٍ أَبَدًا وَلَا يَحْلُو لِي دَمُ هَذَا إِلَّا قَتَلْتُهُ**[183]

اے معاویہ! تیرے پاس رسالت مآب ﷺ کو بدعہد بکا جا رہا ہے اور تو روک نہیں رہا۔

اللہ کی قسم! کبھی بھی میں اور تو ایک چھت کے نیچے جمع نہ ہوں گے۔ اور جب بھی یہ شخص میرے ہتھے چڑھا میں اسے قتل کر دوں گا۔

---

183 مشکل الآثار للطحاوی 1/190
دلائل النبوۃ للبیہقی 3/193
التدوین فی اخبار قزوین 3/48

معاویہ اور اس کے افعال کو اچھا بولنے والوں اور اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کرنے والوں میں اگر ذرہ بھر بھی غیرت ہو تو وہ معاویہ کی ان حرکتوں پر محمد بن مسلمہ کا کردار ہی دیکھ لیں۔ محمد بن مسلمہ نے کلمہ رسالت مآب ﷺ کا پڑھا تھا۔ اس لیے وہ سمجھتے تھے ذاتِ مصطفی ﷺ پہ کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکتا۔ چاہے معاویہ ہو یا معاویہ کا باپ۔ جس کو رسالت مآب ﷺ کی غیرت نہیں اس کے ایمان کا اعتبار کرنا خود بے ایمانی ہے۔

لیکن افسوس ہے معاویّین پر۔ وہ ایک ایسے شخص کو اپنا رہبر اور رہنما سمجھ رہے ہیں جس کے ساتھ جڑی تمام شاہراہیں جہنم میں جاتی نظر آتی ہیں۔

**************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

ممکن کہ اس باب کا عنوان کسی شخص کو ثقیل محسوس ہو۔ یا کوئی اسے تعصب اور غلو کا نتیجہ شمار کرے۔ لیکن جو لوگ معاویہ کی حقیقت کو جان گئے وہ کبھی بھی اس عنوان میں کسی قسم کا مبالغہ محسوس نہیں کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ معاویہ کبھی مسلمان ہوا ہی نہ تھا۔ فتحِ مکہ کے موقع پر مجبوراً اسلام کا اظہار کرنا پڑ گیا۔ اس کے بعد معاویہ کی منافقت کا دور شروع ہوا۔

جب ایک شخص مسلمان ہے ہی نہیں۔ اس نے صرف منافقت کا نقاب اوڑھ رکھا ہے۔ تو پھر ایسے شخص سے آپ کس چیز کو بعید سمجھ سکتے ہیں؟

کیا وہ اسلام دشمنی نہیں کر سکتا؟

کیا وہ رسالت مآب ﷺ کی گستاخی نہیں کر سکتا؟

ان ساری چیزوں میں احتیاط تو مسلمان کرے گا۔ منافق زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ جہاں اسے ڈر ہو وہاں احتیاط برتے۔ اور جہاں اسے ڈر نہ ہو وہاں اس کی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔

معاویہ کی وجہ سے اکثریت کو دھوکا لگنا معاویہ کی منافقت ہے۔ منافقت بھی ایسی گہری کہ قریبی دوست بھی بمشکل اس کی حقیقت کو سمجھ پاتے۔

مغیرہ بن شعبہ کا معاویہ بن ابی سفیان سے تعلق کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ لیکن معاویہ منافقت میں ایسا شاطر تھا کہ ایک عرصہ تک مغیرہ کو بھی معاویہ کی منافقت کی اطلاع نہیں ہو سکی۔ اور پھر جب مغیرہ کو معاویہ کی حقیقت کا علم ہوا تو

مغیرہ بن شعبہ جیسے شخص نے بھی معاویہ کو صرف کافر نہیں بلکہ سب سے بڑا کافر قرار دیا۔

مغیرہ بن شعبہ کے بیٹے مطرف بن مغیرہ کا کہنا ہے کہ میں اپنے والد مغیرہ کے ساتھ معاویہ کے پاس آیا۔ میرے ابا معاویہ کے پاس آتے رہتے تھے اور اس کی بڑی خوبیاں بیان کرتے۔

مطرف بن مغیرہ کا کہنا ہے کہ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ میرے والد واپس آئے تو رات کا کھانا نہیں کھایا۔ میں نے دیکھا کہ ابا سخت پریشان ہیں۔ میں کچھ وقت انتظار کرتا رہا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ ہم سے کوئی ایسی کوتاہی ہوگئی ہے جس کی وجہ سے ابا پریشان ہیں۔

آخر کار میں نے پوچھ ہی لیا: کیا بات ہے؟ میں رات سے آپ کو انتہائی پریشان دیکھ رہا ہوں۔

مغیرہ نے کہا:

**يَا بُنَيَّ جِئْتُ مِنْ أَكْفَرِ النَّاسِ وَأَخْبَثِهِمْ**

اے بیٹے! میں انسانوں میں سے سب سے بڑے کافر اور سب سے بڑے خبیث کے پاس سے ہو کر آ رہا ہوں۔

مطرف کا یہ سن کر حیران ہونا بنتا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے مطرف نے اپنے ابا کی زبان سے معاویہ کی صرف اور صرف تعریفیں سن رکھی تھیں۔ اور آج سیدھے سیدھے اکفر الناس اور اخبث الناس کا لقب سنا تو حیرت تو ہونی تھی۔

مطرف نے پوچھا: بات کیا ہے؟

مطرف کے پوچھنے پر مغیرہ بن شعبہ نے بتانا شروع کیا کہ: وہ معاویہ کے ساتھ تنہا بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے معاویہ کو نصیحت شروع کر دی۔

**إِنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ سِنًّا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَوْ أَظْهَرْتَ عَدْلا، وَبَسَطْتَ خَيْرًا فَإِنَّكَ قَدْ كَبِرْتَ، وَلَوْ نَظَرْتَ إِلَى إِخْوَتِكَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، فَوَصَلْتَ أَرْحَامَهُمْ، فَوَاللَّهِ مَا عِنْدَهُمُ الْيَوْمَ شَيْءٌ تَخَافُهُ، وَإِنَّ ذَلِكَ مِمَّا يَبْقَى لَكَ ذِكْرُهُ، وَثَوَابُهُ؟**

اے امیر المؤمنین! آپ بڑی عمر کو پہنچ چکے ہو۔ اب اگر کچھ عدل شروع کر دو اور خیر عام کرو کیونکہ آپ بوڑھے ہو چکے ہو۔ اگر آپ اپنے ہاشمی بھائیوں کی طرف کچھ نظر کر لو اور ان سے رشتہ جوڑ لو۔ اللہ کی قسم اس وقت ان کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے آپ کو کوئی خوف ہو۔ بے شک یہ وہ چیز ہے جس سے آپ کا ذکر بھی باقی رہے گا اور آپ کا ثواب بھی باقی رہے گا۔

مغیرہ بن شعبہ نے جب ذکر باقی رہنے کی بات کی تو معاویہ بن ابی سفیان پھٹ پڑا۔

اے مغیرہ!

کس ذکر کی بات کرتے ہو؟

کونسا ذکر باقی رہے گا؟؟؟

کیا ابو بکر کا ذکر باقی ہے؟ کیا عمر کا ذکر باقی ہے؟

ذکر باقی ہے تو صرف ابنِ ابی کبشہ کا۔۔!!! (معاذ اللہ من ذالک)

دن میں پانچ بار ان کا نام لے کر انہیں اللہ کا رسول پکارا جاتا ہے۔

ذکر تو صرف ان کا باقی ہے۔ ہمارا ذکر کونسا باقی رہنا ہے؟؟؟

معاویہ کہنے لگا:

**هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ! أَيُّ ذِكْرٍ أَرْجُو بَقَاءَهُ!**

بہت دور۔ بہت مشکل۔ میں کس ذکر کی بقا کی امید کروں؟

**مَلَكَ أَخُو تَيْمٍ فَعَدَلَ وَفَعَلَ مَا فَعَلَ، فَمَا عَدَا أَنْ هَلَكَ، حَتَّى هَلَكَ ذِكْرُهُ إِلا أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: أَبُو بَكْرٍ.**

(ابو بکر) تیمی بادشاہ بنا۔ اس نے عدل کیا۔ اور بہت کچھ کیا۔ جب فوت ہوا تو اس کا ذکر فوت ہو گیا۔ جو بھی بولتا ہے نرا "ابو بکر" بولتا ہے۔

**ثُمَّ مَلَكَ أَخُو عَدِيٍّ، فَاجْتَهَدَ وَشَمَّرَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا عَدَا أَنْ هَلَكَ حَتَّى هَلَكَ ذِكْرُهُ، إِلا أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: عُمَرُ**

پھر (عمر) عدوی بادشاہ بنا۔ اس نے بڑی کوشش کی اور دس سال کمر بستہ رہا۔ جیسے ہی فوت ہوا تو ساتھ ہی اس کا ذکر بھی فوت ہو گیا۔ کوئی بھی بولتا ہے تو صرف "عمر" نام لیتا ہے۔

یہ سب کہنے کے بعد معاویہ نے وہ رسوائے زمانہ بکواس کی کہ اگر کسی غیرت مند مسلمان کے سامنے ہوتا تو وہ معاویہ کو وہیں واصلِ جہنم کر دیتا۔

معاویہ نے رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کے خلاف اپنے بغض کا اظہار کرتے ہوئے رسالت مآب ﷺ کے لیے انتہائی گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہا:

وَإِنَّ ابْنَ أَبِي كَبْشَةَ لَيُصَاحُ بِهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ[184]

ابنِ ابی کبشہ کا نام لے کر روزانہ پانچ پار چلایا جاتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اے میرے مسلمان بھائی!

کیا تجھے معلوم ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کو "ابنِ ابی کبشہ" کون کہتا تھا اور کیوں کہتا تھا؟

اگر تجھے معلوم نہیں تو صحیح بخاری اٹھا کر حدیثِ ہرقل دیکھ لے۔ تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کفار و مشرکینِ مکہ اور بالخصوص معاویہ کا باپ ابوسفیان رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کی تحقیر اور توہین کے لیے آپ ﷺ کو "ابنِ ابی کبشہ" کہتا تھا۔

معاویہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا۔ اور یہ واقعہ بتاتا ہے کہ معاویہ کے باطن کی خبر مغیرہ بن شعبہ کو بھی نہ تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کے نزدیک معاویہ کی

---

184 الأخبار الموفقيات للزبير بن بكار ص219

کوتاہیاں ضرور تھیں لیکن مغیرہ کو اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص اپنے اندر ایسا شدید کفر چھپا کر بیٹھا ہوا ہے۔

اور پھر جب معاویہ کی زبان سے یہ بدترین کفریات سنے تو مغیرہ بھی دنگ رہ گے ھ اور کہنے کو مجبور ہو گئے کہ:

معاویہ سب سے بڑا کافر اور سب سے بڑا خبیث شخص ہے۔

ایک جانب ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی تحقیر کے لیے آپ ﷺ کو ابنِ ابی کبشہ بولتا ہے۔ اور دوسری جانب ذکرِ مصطفی ﷺ سے ایسا حسد کہ کہتا ہے:

ابو بکر نے حکومت کی لیکن فوت ہوئے تو ذکر مٹ گیا۔ عمر نے کوششیں کیں لیکن فوت ہوئے تو ذکر مٹ گیا۔ جس کو دیکھو وہ دن میں پانچ پانچ بار اعلان کر رہا ہے:

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

کیا کوئی ایماندار شخص ایسے انسان کو مسلمان سمجھ سکتا ہے؟

اور اگر آپ بھی ابھی تک ایسے آدمی کے لیے تاویلوں اور بہانوں کی تلاش میں ہیں تو ہم آپ کی ہدایت کے لیے فقط دعا کر سکتے ہیں۔

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

مذکورہ بالا واقعہ سے جہاں معاویہ بن ابی سفیان کا باطن کھل کر سامنے آ جاتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ معاویہ ایسی شہرت کا تمنائی تھا جو اللہ عز اسمہ نے رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی کو عطا کی۔

معاویہ کی نظر میں حضرت ابو بکر کی شہرت کوئی شہرت نہ تھی۔ سیدنا عمر فاروق کی شہرت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔ اس کی تمنا تھی تو رسالت مآب ﷺ سے مقابلے اور آپ ﷺ کے برابر کی شہرت کی۔ یہی وجہ ہے کہ معاویہ کو اگر کسی نے رسول کہہ کر مخاطب کر لیا تو معاویہ نے اس پر بھی کوئی انکار نہ کیا۔ اور انکار کیوں کرتا؟ جب تمنا ہی یہی تھی کہ ایک رسول جیسی شہرت مل جائے۔

عمرو بن عاص ایک مصری وفد کے ہمراہ معاویہ بن ابی سفیان کے پاس آئے تو ہمراہیوں کو تاکید کی کہ معاویہ کو سلام پیش کرتے وقت اسے امیر المؤمنین یا خلیفہ نہیں بولنا۔ ایسا کرنے سے معاویہ کی نظر میں تمہاری اہمیت بڑھ جائے گی۔

ایک جانب عمرو بن عاص نے ہمراہیوں کو یہ تاکید کی تو دوسری طرف معاویہ نے دربانوں سے کہا: مجھے لگتا ہے کہ اس شخص نے لوگوں کی نظر میں میری اہمیت کم کر دی ہے۔ اب حل یہ ہے کہ ان میں سے جو بھی اندر آنا چاہے تم اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ مجھ تک پہنچتے پہنچتے اسے اپنی جان کے لالے پڑ جائیں۔

معاویہ کی یہ چال کارگر ثابت ہوئی اور عمرو بن عاصی کے ہمراہی ایسے خوفزدہ ہوئے کہ جو بھی معاویہ کے پاس آتا تو اس انداز میں سلامی کرتا:

السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اے اللہ کے رسول آپ پر سلامتی ہو۔

ساری قوم نے معاویہ کو اللہ کا رسول کہہ کر سلامی پیش کی اور معاویہ بیٹھ کر سنتا رہا۔

جب لوگ وہاں سے واپس پلٹے تو عمرو بن عاص نے لوگوں کو سختی کے ساتھ ڈانٹا۔ بولے:

**لَعَنَكُمُ اللَّهُ! نَهَيْتُكُمْ أَنْ تُسَلِّمُوا عَلَيْهِ بِالإِمَارَةِ، فَسَلَّمْتُمْ عَلَيْهِ بِالنُّبُوَّةِ!**[185]

اللہ کی تم پہ لعنت ہو۔ میں نے تمہیں امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنے سے روکا تھا اور تم نے نبی کہہ کر سلام پیش کر دیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے حالات وواقعات کے ملاحظہ کے بعد یہ کہنا بعید نہیں کہ اگر اسلامی نظریات میں ختمِ نبوت کا نظریہ بنیادی نظریات کا حصہ نہ ہوتا تو وہ شخص نبوت کا دعوی کرنے سے بھی باز نہ آتا۔ کیونکہ وہ شخص شہرت کا متلاشی تھا اور شہرت کی خاطر وہ شخص کسی بھی حد سے گزرنے کو تیار تھا۔

لیکن دعوائے نبوت میں اس کے سامنے رکاوٹ یہ تھی کہ ختمِ نبوت کا

---

185 تاریخِ طبری 5/331

تجارب الامم لابن مسکویہ 2/30، 31

الکامل فی التاریخ 3/125

البدایۃ والنہایۃ 11/452، 453

نظریہ اسلام کا بنیادی نظریہ تھا۔ اس شخص نے جہاں تک ہو سکا اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن نظریۂ ختمِ نبوت کا مسخ اس کے بس میں نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ نبوت کا دعوی کرنے کی جسارت نہ کر سکا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے رسالت مآب ﷺ سے برابری کرنے کی کوشش میں کوئی کمی نہیں کی۔ اگر کسی نے اسے رسول کہہ کر مخاطب بنایا تو اسے ہنسی خوشی قبول کیا۔ اسے اذان کے اندر دن میں پانچ بار رسالت مآب ﷺ کا نام چبھتا تھا تو مقابلے میں ہر اذان کے ساتھ اپنے آپ پر سلامی کی بدعت ایجاد کی۔

ابو عروبہ حرانی، یونہی عسکری "الاوائل" میں اپنی اپنی سند سے ولید بن مسلم سے راوی، ولید کہتے ہیں:

میں نے ابو عمرو عبد الرحمن اوزاعی سے نماز کے لیے مؤذنوں کے امیروں پر سلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

**أَوَّل مَنْ فَعَلَهُ مُعَاوِيَةُ** [186]

سب سے پہلے یہ کام معاویہ نے کیا۔

ابنِ منذر نے کہا:

**وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: وَسُئِلَ عَنْ تَسْلِيمِ الْمُؤَذِّنِ عَلَى الْأَمِيرِ، فَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ فَعَلَهُ مُعَاوِيَةُ** [187]

---

186 الاوائل لابی عروبۃ الحرانی ص162

187 الاوائل للعسکری ص241

امام اوزاعی سے جب مؤذن کے امیر پر سلام کے بارے میں سوال کیا گیا، توجوابا کہا: سب سے پہلے یہ کام کرنے والا معاویہ ہے۔[187]

حضراتِ ذی وقار!

یہ ساری چیزیں محض اتفاقات نہیں۔ یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا جاتا رہا۔ معاویہ کے دل میں رسالت مآب ﷺ سے برابری کی تمنا موجود تھی۔ اور اس تمنا کو پورا کرنے کے لیے وہ جھوٹا دعوائے نبوت کرنے سے بھی نہ چوکتا۔ لیکن اس کے سامنے مجبوری پوری ملت اسلامیہ تھی۔ کیونکہ ختمِ نبوت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد کا حصہ تھا۔ اس مجبوری کے سبب وہ نبوت ورسالت کا دعوی تو نہ کر سکا لیکن اگر کسی نے اسے رسول کہا تو اس نے انکار نہ کیا۔ اور رسالت مآب ﷺ کی برابری کی خاطر اذان کے ساتھ اپنی شخصیت پر سلامی کا اضافہ کروادیا۔ تاکہ دن میں پانچ بار رسالت مآب ﷺ کا نام لیا جاتا ہے تو دن میں پانچ بار معاویہ پر اعلانیہ سلامی کا چرچا بھی ہونا چاہیے۔

---

[187] الاوسط لابن المنذر 3/57

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

رسالت مآب ﷺ کی نگاہِ ناز سے اللہ عزاسمہ نے پردے ہاص دیئے تھے۔ مستقبل ایسے نظر آتا جیسے حال کو ملاحظہ فرماتے۔ فتحِ مکہ کے موقع پر ابو سفیان اور اس کے خاندان نے اسلام کا اظہار تو کر دیا لیکن میرے آقا ﷺ ان کے دلوں کے احوال اور مستقبل میں ان کی وجہ سے امتِ مسلمہ کو پہنچنے والے نقصان کو دیکھ رہے تھے۔ اس وجہ سے رسالت مآب ﷺ نے ابو سفیان اور معاویہ کے شر سے خواص صحابہ کو مطلع بھی فرمایا اور کبھی مجمعِ عام میں اور کبھی خاص کی محفل میں ان دونوں پر لعنت بھی فرمائی۔

پھر کچھ لوگوں نے معاویہ کے ڈر سے ان روایات کو چھپالیا۔ یا روایت تو کیا لیکن معاویہ اور اس کے والد کا نام واضح نہیں کیا۔ اور یوں بہت سے لوگ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے۔ لیکن ایسی روایات اس وقت بھی ذخیرہ حدیث کا حصہ ہیں جن میں غور کرنے سے حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

وہ احادیث جن میں معاویہ پر لعنت کی گئی ان کی مجموعی تعداد لگ بھگ ڈیڑھ درجن کے قریب ہے۔ اللہ عزاسمہ نے توفیق بخشی تو "فرعونِ امت انسائیکلو پیڈیا" میں ہم ان ساری احادیث کو جمع کرنے کی کوشش کریں گے۔ فی الحال صرف چند احادیث اپنے احباب کے سامنے رکھ کر انہیں دعوتِ انصاف دینا چاہیں گے کہ: جس شخص پر رسالت مآب ﷺ نے لعنت بھیجی ہو۔ کیا وہ اس امت کا رہبر ور ہنما بن سکتا ہے؟

اور جو شخص ملعونِ زبانِ رسالت ہو۔ کیا اس کو حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما جیسا حساس ٹھہرانا جائز ہو سکتا ہے؟

## پہلی حدیث:

عاصم لیثی کا کہنا ہے کہ ایک روز میں مسجد میں داخل ہوا تو رسالت مآب ﷺ کے صحابہ کہہ رہے تھے:

**نَعُوذُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ**

ہم اللہ عزاسمہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

میں نے صحابہ کو اس حال میں دیکھا تو پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ رسالت مآب ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو ایک بندہ اٹھا اور وہ اپنے بیٹے کو لے کر مسجد سے نکل گیا۔ پس رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے:

**لَعَنَ اللهُ الْقَائِدَ وَالْمَقُودَ وَيْلٌ لِهَذِهِ يَوْمًا لِهَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ فُلَانٍ ذِي الِاسْتَاهِ**[188]

---

188 معجم کبیر للطبرانی 17/176

معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 4/2124

الاحادیث المختارۃ 8/179

الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ح938

اللہ کی لعنت ہو لے کر چلنے والے پر اور جس کو لے جایا گیا اس پر۔ فلاں بڑی سرین والے کی جانب سے اس امت کے لیے ایک روز بربادی ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ[189]

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

احبابِ ذی وقار!

اس حدیث میں یہ بات تو واضح ہو گئی کہ رسالت مآب ﷺ نے دونوں باپ بیٹے پر لعنت فرمائی۔ اب رہا سوال کہ وہ باپ بیٹا کون تھے؟ اس روایت میں اگرچہ ان کا ذکر چھپا لیا گیا۔ لیکن حق واضح ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ کیونکہ جملہ:

وَيْلٌ لِهَذِهِ يَوْمًا لِهَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ فُلَانٍ ذِي الِاسْتَاهِ

کسی قدر مقصد کے قریب پہنچانے کے لیے کافی ہے۔

اول اس لیے کہ معاویہ کو فلاں سے تعبیر کرنا محدثین اور رواتِ حدیث کے ہاں اتنا کثیر ہے، گویا کہ جہاں کسی شخص کی مذمت میں فلاں وارد ہو تو مراد معاویہ ہونا محدثین کے عرف کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس روایت میں فلاں بولا جانا خود قرینہ ہے کہ باپ بیٹے میں کم از کم ایک معاویہ بن ابی سفیان تھا۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ:

رسالت مآب ﷺ اس شخص کی جانب سے کسی ایک فرد، قوم، قبیلہ

---

189 مجمع الزوائد 5/242

کے لیے بربادی کا ذکر نہیں فرمارہے۔ پوری امت کی بربادی کا ذکر فرمارہے ہیں۔ اور یہ اسی صورت ہو گا جب وہ شخص امرِ امت کا ذمہ دار بنے۔ امت کا معاملہ اس کے ہاتھ آئے۔ ورنہ اس کے ہاتھوں پوری امت کی بربادی کی بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

یہ دوسرا اور انتہائی مضبوط قرینہ ہے کہ یہاں ایک بندہ ضرور معاویہ تھا۔ کیونکہ خلفائے راشدین کے بعد امت کے معاملے پر مسلط ہونے والا معاویہ ہی تھا۔ معاویہ کے بعد جو بھی امرِ امت پر مسلط ہوا اس نے سرے سے دورِ رسالت پایا ہی نہیں لہذا اس کے بارے میں یہ فرمانِ رسالت ہو گا بھی نہیں۔

تیسرا مضبوط ترین قرینہ یہ ہے کہ راوی نے نام تو ہٹا دیا لیکن "ذی الاستاہ" یعنی "بڑی سرین والا" کہہ کر اشارہ بھی کر دیا کہ وہ کون تھا۔ کیونکہ بڑی سرین والی مشہور ترین شخصیت معاویہ ہی کی تھی۔

النہایۃ فی غریب الاثر میں ہے:

**مَرَّ أبوُ سُفيان ومعاويةُ خَلْفه وَكَانَ رَجُلًا مُسْتَهاً**[190]

ابو سفیان گزرا اور اس کے پیچھے معاویہ تھا۔ اور معاویہ بڑی سرین والا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ حق کے متلاشی کے لیے شک کی گنجائش باقی نہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں جن باپ بیٹے پر لعنت کی گئی وہ معاویہ اور اس کا باپ تھا۔

---

190 النہایہ فی غریب الاثر 2/342

**دوسری روایت:**

لیکن ہم قارئین کو صرف قرائن کے سہارے نہیں چھوڑنا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بات روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح ہو جائے۔ لہذا سطورِ ذیل میں اس نام کی تصریح بھی ملاحظہ کیجیے:

انہی عاصم سے یہی واقعہ دوسری روایت سے یوں مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کہہ رہے تھے:

**نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ**

ہم اللہ عزاسمہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غضب سے اللہ عزاسمہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

میں نے پوچھا کیا ہوا؟

صحابہ نے بتایا:

**معاویة مرّ قبیل آخِذ بید أبیه ورسول الله صلی الله علیه وسلم علی المنبر یخرجان من المسجد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیهما قولًا**[191]

تھوڑی دیر قبل رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبرِ اقدس پہ جلوہ فرما تھے تو معاویہ اپنے باپ کا ہاتھ پکڑے دونوں مسجد سے نکل گئے تو رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے بارے میں کوئی بات فرمائی۔

---

191 الطبقات الکبری لابن سعد 9/77

احبابِ ذی وقار! رسالت مآب ﷺ نے جو بات فرمائی تھی وہ پہلی روایت سے واضح ہوگئی۔ لیکن پہلی روایت کے راوی نے کسی بھی وجہ سے معاویہ اور اس کے باپ کے نام کو چھپادیا۔ پھر دوسری روایت میں وہ بات چھپادی گئی جو رسالت مآب ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں فرمائی۔ لیکن جن کے بارے میں فرمائی ان بندوں کی وضاحت ہوگئی کہ وہ دونوں معاویہ اور اس کا باپ ابوسفیان تھے۔

پس دونوں روایات کے مجموعے سے وہ لوگ بھی سامنے آگئے جن کے بارے میں فرمانِ رسالت جاری ہوا۔ اور وہ تھے ابوسفیان اور معاویہ۔ اور وہ بات بھی سامنے آگئی جو ان کے بارے میں زبانِ رسالت سے جاری ہوئی تھی۔ اور وہ تھی دونوں باپ بیٹے پہ لعنت۔

## دوسری حدیث:

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں:

**مَرَّ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاوِيَةُ خَلْفَهُ وَرَسُولُ اللَّهِ فِي قُبَّةٍ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا مُسْتَهًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِصَاحِبِ الْأُسْتَهِ»**[192]

---

192 مسند الرویانی ح335

معجم کبیر للطبرانی 4/208

تاریخِ دمشق 59/204

ابو سفیان بن حرب رسالت مآب ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس کے پیچھے معاویہ تھا جبکہ رسالت مآب ﷺ ایک قبہ میں جلوہ فرما تھے۔ اور معاویہ بڑی سرین والا تھا۔ پس رسالت مآب ﷺ نے دعا کی:

اے اللہ! سرین والے کو پکڑ۔

## تیسری حدیث:

حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ جلوہ فرما تھے اور آپ کے سامنے سے ایک شخص اونٹ پر سوار گزرا۔ ایک شخص آگے سے اونٹ کو پکڑ کر چلا رہا تھا اور ایک شخص پیچھے سے اونٹ کو ہانک رہا تھا۔ جب ان تینوں کو رسالت مآب ﷺ نے دیکھا تو فرمایا:

**لَعَنَ اللَّهُ الْقَائِدَ وَالسَّائِقَ وَالرَّاكِبَ**[193]

اللہ کی لعنت ہو اس آگے سے پکڑ کے چلانے والے، اس پیچھے سے ہانکنے والے اور اس سوار پر۔

مجمع الزوائد میں ہے:

**رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ**[194]

---

مختصر تاریخ دمشق 25/72

193 مسند البزار ح 3839

کشف الاستار عن زوائد البزار 1/64

194 مجمع الزوائد 1/113

یعنی اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

اس روایت کے راوی نے بھی اونٹ پر سوار شخص اور اونٹ کو آگے سے چلانے والے اور پیچھے سے ہانکنے والے کا نام چھپا دیا۔ اور سطورِ بالا میں جو دو روایات گزریں، ان کے ہوتے ہوئے ہمیں اس تیسری روایت کی بحث میں پڑنے کی زیادہ ضرورت تو نہیں لیکن جب ہم نے ان روایات کو مختلف کتب سے ٹٹولنا شروع کیا تو وہ نام بھی سامنے آ ہی گئے جن کے بارے میں رسالت مآب ﷺ نے لعنت فرمائی تھی۔

انساب الاشراف میں حضرت سفینہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں:

**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَمَرَّ أَبُو سُفْيَانَ عَلَى بَعِيرٍ وَمَعَهُ مُعَاوِيَةُ وَأَخٌ لَهُ ، أَحَدُهُمَا يَقُودُ الْبَعِيرَ وَالآخَرُ يَسُوقُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَنَ اللَّهُ الْحَامِلُ وَالْمَحْمُولُ وَالْقَائِدُ وَالسَّائِقُ**[195]

یعنی نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے تو ابو سفیان اونٹ پہ گزرا اور اس کے ساتھ معاویہ اور معاویہ کا بھائی تھا۔ ان میں سے ایک اس اونٹ کو کھینچ رہا تھا اور دوسرا ہانک رہا تھا۔ پس رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو اٹھانے والے اور اٹھائے ہوئے اور آگے سے چلانے والے اور پیچھے سے ہانکنے والے پر۔

---

195 انساب الاشراف 5/129

معاویہ پارٹی نے اپنے آپ کو ظاہر ہونے سے بچانے کی خاطر بڑی تگ ودو کی۔ لیکن حق وہ جو سر چڑھ بولے۔ سچائی کا کہیں نا کہیں سراغ مل ہی جاتا ہے جس سے بات واضح ہو جاتی ہے اور حقیقت کھل جاتی ہے۔

انساب الاشراف کی روایت نے بات کھول دی کہ اونٹ سوار کون تھا اور کھینچنے والا کون تھا اور ہانکنے والا کون تھا۔ انساب الاشراف کی اس روایت کے علاوہ بھی ایسے قرائن موجود ہیں جو نشاندہی کرتے ہیں کہ یہاں مراد معاویہ اور ابوسفیان وغیرہما ہی ہیں۔

اور ان قرائن میں سے ایک قرینہ عباسی خلیفہ معتضد باللہ کا وہ خط ہے جس کے ذریعے اس نے معاویہ پر لعنت کا اجراء کیا۔ اس خط میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

**ورأى النبي صلى الله عليه وسلم أبا سفيان مقبلاً ومعاوية يقوده، ويزيد أخو معاوية يسوق به، فقال: " لعن الله القائد والراكب والسائق**[196]

یعنی رسالت مآب ﷺ نے ابوسفیان کو اس حال میں آتے دیکھا کہ معاویہ آگے سے پکڑ کر چلا رہا تھا اور معاویہ کا بھائی یزید پیچھے سے ہانک رہا تھا۔ پس رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو اس آگے سے چلانے والے پر اور اس سوار پر اور اس پیچھے سے ہانکنے والے پر۔

---

196 تاریخ طبری 10 / 58
المختصر فی اخبار البشر 2/ 57

چونکہ معتضد باللہ کے اس خط کے مندرجات بلاسند ذکر کیے گئے ہیں لہذا ان سے استدلال تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اصل حدیث معتبر سند کے ساتھ سطورِ بالا میں ذکر کی جا چکی ہے۔ رہی بات کہ وہ سوار کون تھا، اور اس کے ساتھ دوسرے دو کون تھے؟ اس سلسلے میں بنو امیہ اور بالخصوص معاویہ کے ڈر سے راویوں کی جانب سے ابہام اور اخفاء عام ہے۔ ایسی صورت میں معتضد باللہ کے اس خط کے مندرجات کو بطورِ قرینہ لینا بعید نہیں۔ اور بالخصوص اس وقت جب انساب الاشراف کی باسند روایت نے ان ناموں کی نشاندہی کر بھی دی۔

بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر معتضد باللہ کے خط کے مندرجات کو قرینہ نہ بھی بنایا جائے جب بھی حالات و واقعات خود اشارہ کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا فرمانِ رسول ﷺ میں بنو امیہ ہی کی کوئی شخصیت ہوگی۔ کیونکہ بنو امیہ کا فتنہ وفساد تو کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اور ان کی مذمت میں احادیث کا ایک وافر مجموعہ ہونا بھی یقینی امر ہے۔ اور بنو امیہ کے ڈر سے راویوں کی جانب سے ان کے نام چھپانا بھی معمول ہے۔

ان ساری باتوں کو ملایا جائے تو اس سوچ کو تقویت ملتی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں بنو امیہ ہی کی شخصیات تھیں۔ لیکن راویوں نے حالات و واقعات کے پیشِ نظر ان کے ناموں کو ذکر نہیں کیا۔ لیکن چونکہ وہ معلوم تھے اور عباسی دورِ حکومت میں بنو امیہ کا خطرہ بھی ٹل چکا تھا۔ لہذا معتضد باللہ کے دور میں ان ناموں کا اظہار بھی کر دیا گیا۔

## چوتھی حدیث:

حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام سے بھی مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے معاویہ پر لعنت فرمائی۔

ہوا یوں کہ سیدنا امام حسن کوفہ سے مدینہ روانگی کی تیاری میں مصروف تھے۔ معاویہ اور اس کے ہمنواؤں کو سوجھی کہ امام حسن کو سامنے بٹھا کر منبر پہ چڑھ کر امام حسن کی تحقیر کی جائے۔ عمرو بن عاصی اور مغیرہ بن شعبہ نے معاویہ سے جب یہ کہا تو معاویہ نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ باز نہ آئے۔

پس امام حسن کو بلا لیا گیا۔ گفتگو کے آغاز کے لیے عمرو بن عاصی منبر پہ چڑھے اور امام علی کا ذکر کیا اور امام علی کو برا بھلا کہا۔

پھر مغیرہ بن شعبہ کی باری آئی تو مغیرہ بن شعبہ نے منبر پہ چڑھ کر اللہ عز اسمہ کی حمد و ثنا کی اور پھر امام علی کا ذکر کیا تو آپ کو برا بھلا کہا۔

پھر سیدنا امام حسن سے کہا گیا کہ اب آپ منبر پہ تشریف لایئے اور کچھ فرمایئے۔

امام حسن نے فرمایا:

**لَا أَصْعَدُ وَلَا أَتَكَلَّمُ حَتَّى تُعْطُونِي إِنْ قُلْتُ حَقًّا أَنْ تُصَدِّقُونِي، وَإِنْ قُلْتُ بَاطِلًا أَنْ تُكَذِّبُونِي**

میں منبر پہ نہ چڑھوں گا اور نہ کچھ بولوں گا یہاں تک کہ تم مجھ سے عہد کرو کہ اگر میں حق بولوں تو تم سب میری تصدیق کرو گے اور اگر میں غلط بولوں تو تم

مجھے جھوٹا بولو گے۔

معاویہ، مغیرہ اور عمرو تینوں نے اس بات کا وعدہ کر لیا۔ پس امام حسن علیہ السلام منبر پہ چڑھے اور اللہ عز اسمہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

بِاللهِ يَا عَمْرُو وَأَنْتَ يَا مُغِيرَةُ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ السَّائِقَ وَالرَّاكِبَ» أَحَدُهُمَا فُلَانٌ؟

اے عمرو اور اے مغیرہ تمہیں اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی عیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو سوار پر اور ہانکنے والے پر۔ اور ان دونوں میں سے ایک فلاں تھا؟

مغیرہ اور عمرو دونوں نے کہا:

اللهُمَّ نَعَمْ بَلَى

اللہ کی قسم ہاں۔ ایسا ہی ہے۔

پھر امام حسن گویا ہوئے تو فرمایا:

أَنْشُدُكَ اللهَ يَا مُعَاوِيَةُ وَيَا مُغِيرَةُ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ عَمْرًا بِكُلِّ قَافِيَةٍ قَالَهَا لَعْنَةً؟

میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اے معاویہ اور اے مغیرہ! کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسالت مآب ﷺ نے ہر اس قافیہ کے بدلے لعنت بھیجی جو عمرو نے رسالت مآب ﷺ کے خلاف بولا تھا؟

مغیرہ اور معاویہ نے کہا: اللهُمَّ بَلَى

اللہ کی قسم ہاں۔

پھر سیدنا امام حسن نے فرمایا:

أَنْشُدُكَ اللهَ يَا عَمْرُو وَأَنْتَ يَا مُعَاوِيَةُ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ قَوْمَ هَذَا؟

اے عمرو اور اے معاویہ!

میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسالت مآب ﷺ نے اس (مغیرہ بن شعبہ) کی قوم پر لعنت فرمائی؟

عمرو اور معاویہ نے کہا:

بَلَى[197]

کیوں نہیں۔ (ضرور جانتے ہیں۔)

علامہ نور الدین ہیثمی نے کہا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ شَيْخِهِ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى السَّاجِيِّ، قَالَ الذَّهَبِيُّ: أَحَدُ الْأَثْبَاتِ مَا عَلِمْتُ فِيهِ جَرْحًا أَصْلًا، وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ: مُخْتَلَفٌ فِيهِ فِي الْحَدِيثِ، وَثَّقَهُ قَوْمٌ وَضَعَّفَهُ آخَرُونَ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ[198]

یعنی اس حدیث کو طبرانی نے اپنے شیخ زکریا بن یحیی ساجی سے روایت کیا۔

---

197 معجم کبیر للطبرانی 3/71

198 مجمع الزوائد 7/247

حافظ ذہبی نے کہا: زکریا بن یحیی پختہ لوگوں میں سے ایک ہے۔ ان کے بارے میں میں سرے سے کوئی جرح نہیں جانتا۔ اور ابنِ قطان نے کہا: زکریا بن یحیی کے بارے میں حدیث کے معاملے میں اختلاف ہوا۔ ایک جماعت نے انہیں ثقہ ٹھہرایا جبکہ دوسروں نے انہیں ضعیف قرار دیا۔ اور اس سند کے باقی رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں۔

معاویہ پارٹی یہ روایت سنتے ہی بولے گی: اس میں ہمارے ماموں جی کا نام کہاں لکھا ہے؟

ہم ان میٹھے میٹھے بھانجوں سے کہنا چاہیں گے کہ: تمہارے پاس نہ عقل ہے نہ علم۔ عقل تو سرے سے نہیں اور علم اس وجہ سے نہیں کہ بابِ علم سے دور بھٹک گئے ہو۔

آؤ ہم تمہیں کچھ سمجھا دیں تا کہ ہمارا بھی تم پر احسان ہو۔

بتاؤ کہ امام حسن کا مخاطب کون کون تھے؟

ظاہر ہے کہ تین لوگ تھے: معاویہ، عمرو، مغیرہ۔

اب بتاؤ کہ: دوسرے جملے میں کن دو کو مخاطب بنا کر از روئے حدیث تیسرے کی مذمت فرمائی؟

غور سے دیکھو گئے تو معلوم ہو جائے گا کہ دوسرے جملے میں مخاطب معاویہ اور مغیرہ تھے اور مذمت عمرو کی تھی۔

اب بتاؤ کہ تیسرے جملے میں دو مخاطب تھے اور تیسرے کی از روئے فرمانِ رسول مذمت فرمائی۔ وہ دو کون ہیں اور تیسرا کون ہے؟

سطورِ بالا میں حدیث درج ہے دیکھ کر بتا سکتے ہو کہ تیسرے جملے میں مخاطب عمرو اور معاویہ ہیں اور مذمت مغیرہ کی ہے۔

دوسرے جملے میں دو مخاطب تیسرے کی مذمت۔ تیسرے جملے میں دو مخاطب تیسرے کی مذمت۔ اور پہلے جملے میں بھی دو مخاطب اور تیسرے کی مذمت۔

اب بتاؤ کہ پہلے جملے میں مخاطب کون کون ہیں؟

یقیناعمرو اور مغیرہ۔

اب بتاؤ کہ تیسرا کون بچا؟؟؟

یقیناتمہارا اماما۔۔۔!!!

اصل میں بات وہی ہے جو ہم نے بارہا کہی کہ:

وہ احادیثِ مبارکہ جن میں معاویہ کی مذمت آئی ہے۔ ان میں معاویہ کو بچانے کی خاطر یا معاویہ کے ڈر سے معاویہ کا نام ہٹا کر "فلاں" بولنا محدثین کا عرف ہے۔ اور حدیثِ بالا کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہوا۔ عمرو کی مذمت تھی تو کھل کر عمرو کا نام لے لیا گیا۔ مغیرہ کی مذمت تھی تو کھل کر مغیرہ کا نام لے لیا گیا۔ لیکن جب معاویہ کی بات آئی تو بعد والے راویوں نے نام ہٹا کر فلاں بنا دیا۔ اب ان راویوں نے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا یا معاویہ کو بچانے کے لیے یا عرفِ محدثین کی خاطر۔ یہ

بات اللہ عزاسمہ بہتر جانتا ہے ہمیں کسی مسلمان پر بد گمانی کا حق نہیں پہنچتا۔ لیکن یہ بات روزِ روشن سے بڑھ کر واضح ہے کہ اس حدیث میں پہلا ملعون معاویہ ہے اور دوسرا عمرو۔

اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بعض اہلِ علم نے اس روایت میں باقاعدہ معاویہ کا نام بھی ذکر کیا۔ کیونکہ یہاں چوتھا کوئی شخص تو تھا ہی نہیں پھر کوئی اور مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالی نے محصول میں اس روایت ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا:

**إنك كنت ذات يوم تسوق بأبيك ويقود به أخوك هذا القاعد وذلك بعدما عمي أبو سفيان فلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمل وراكبه وسائقه وقائده فكان أبوك الراكب وأخوك القائد وأنت السائق**[199]

یعنی امام حسن نے معاویہ سے کہا:

بے شک ایک روز تو اپنے باپ کو لے کر جانور ہانک رہا تھا اور تیرا یہ بیٹھا ہوا بھائی اسے آگے سے چلا رہا تھا اور یہ ابوسفیان کے اندھے ہو جانے کے بعد کی بات ہے۔ پس رسالت مآب ﷺ نے اونٹ اور اس کے سوار اور اسے ہانکنے

---

199 المحصول للرازی 4/341

والے اور اسے آگے سے لے کر چلنے والے پر لعنت فرمائی۔ پس تیرا باپ سوار تھا اور تیرا بھائی آگے چل رہا تھا اور تو پیچھے سے ہانک رہا تھا۔

علامہ سبطِ ابن الجوزی نے تذکرۃ الخواص میں امام حسن کی گفتگو کو بدیں الفاظ نقل کیا:

**و أنت يا معاوية نظر النبي اليك يوم الأحزاب فرأى أباك على جمل يحرض الناس على قتاله و أخوك يقود الجمل و أنت تسوقه فقال لعن اللّه الراكب و القائد و السائق و ما قابله أبوك في موطن إلا و لعنه و كنت معه**[200]

اور تو اے معاویہ! نبی ﷺ نے جنگِ احزاب کے موقع پر تیری جانب نظر دوڑائی تو تیرے باپ کو اونٹ پر دیکھا کہ لوگوں کو رسالت مآب ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر ابھار رہا ہے۔ اور تیرا بھائی اونٹ کو آگے سے چلا رہا تھا اور تو اسے ہانک رہا تھا۔ تو رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو سوار پر اور آگے چلنے والے پر اور ہانکنے والے پر۔

تیرا باپ کسی بھی موقع پر رسالت مآب ﷺ کے مقابل آیا تو رسالت مآب ﷺ نے تیرے باپ پہ لعنت بھیجی اور تو بھی ساتھ ہی ہوا۔

احبابِ ذی وقار! حق بالائے بام آچکا ہے لیکن اب بھی اگر جعلی ماموں کے اصلی بھانجے نہ سمجھیں تو پھر انہیں کسی طرح سمجھایا نہیں جاسکتا۔

---

200 تذکرۃ الخواص ص200،201

## پانچویں حدیث:

ہم اپنے اس موضوع کا اختتام عبد اللہ بن عمر سے مروی حدیث پر کرتے ہیں۔ آپ سے بھی یہی قصہ مروی ہے۔ کہتے ہیں:

**وخرج من فجٍّ فنظر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إلى أبي سفيان، وهو راكبٌ، ومعاوية، وأخوه، أحدهما قائدٌ، والآخرُ سائقٌ، فلما نظر إليهم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال:"اللهم العن القائد والسائق والراكب"**

اور ایک شاہراہ سے باہر نکلا تو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ابوسفیان کی جانب دیکھا تو وہ سوار تھا اور معاویہ اور اس کا بھائی ان میں سے ایک آگے چل رہا تھا اور دوسرا پیچھے۔ پس جب حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے انہیں دیکھا تو رسالت مآب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اے اللہ! اس آگے چلنے والے اور اس پیچھے چلنے والے اور اس سوار پہ لعنت فرما۔

جب ابن عمر نے حاضرین کے سامنے اس حدیث کو بیان کیا تو حاضرین کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ حیرت سے پوچھنے لگے:

کیا یہ بات آپ نے خود رسالت مآب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنی؟

حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

**نعم، وإلا فصمتا أذناي، كما عميتا عيناي**[201]

ہاں! ورنہ میرے کان بھی ایسے ہی بہرے ہو جائیں جیسے میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

---

201 کتاب صفین ص220

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

موجودہ دور میں امیرِ دعوتِ مروانی الیاس ناصبی کا دعوی ہے کہ ایمان کا معیار معاویہ ہے۔ جو معاویہ کے بارے میں کوئی ہلکا جملہ کہے اس سے ہم نے گفتگو بھی نہیں کرنی۔ بحث ومناظرہ کے بغیر ہم نے اس کی گلی سے بھی نہیں گزرنا۔

الیاس مروانی کے اس جملے کے تناظر میں ہم رسالت مآب ﷺ کے ان صحابہ کا تذکرہ کرنا چاہیں گے جو معاویہ بن ابی سفیان پر صرف طعن نہیں کرتے تھے بلکہ معاویہ پر لعنت بھیجتے تھے۔ ایسے صحابہ کی گنتی تو بہت زیادہ ہے لیکن یہاں صرف چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

## امام علی علیہ السلام:

رسالت مآب ﷺ نے اسلام اور اہلِ اسلام پر آنے والے مصائب کا مقابلہ کئی طریقوں سے فرمایا۔ تلوار اٹھا کر میدانِ کارزار میں بھی اترے اور دربارِ خداوندی میں دعا والتجا کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

متفق علیہ حدیث میں ہے کہ جب مکہ والوں نے کچھ کمزور مسلمانوں کو ہجرت سے روک دیا تو رسالت مآب ﷺ فجر کی نماز میں جہاں ان کمزوروں کے لیے دعا فرماتے یونہی دشمنانِ دین کی تباہی کی دعا فرماتے ہوئے کہتے:

**اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ**[202]

---

[202] صحیح بخاری 804، 1006، 2936، 3386، 4560، 4598، 6200، 6393، 6940

اے اللہ! مضر پر اپنی پکڑ سخت فرما۔ اے اللہ! انہیں یوسف علیہ السلام کے سالوں کی مانند سال بنا دے۔

جب بئرِ معونہ والا اندوہ ناک واقعہ پیش آیا تو رسالت مآب ﷺ نے پورا مہینہ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء ساری نمازوں میں اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والوں کے خلاف دعا کی اور پیچھے کھڑے لوگ آمین کہتے۔[203]

پھر جب مولائے کائنات امام علی علیہ السلام کو اپنے دور میں اسی طرح کے حالات کا سامنا ہوا جن حالات کا سامنا رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی کو ہوا تھا تو امام علی علیہ السلام نے سیدِ عالم ﷺ کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے نمازِ فجر میں معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اسی انداز میں دعا کا سلسلہ شروع کیا جس انداز میں رسالت مآب ﷺ نے کفارِ مکہ اور اسلام کے ساتھ غداری کرنے والوں کے خلاف دعا فرمائی۔ حضرت امام علی دعا کیا کرتے تھے:

**اللَّهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا وَأَبَا الْأَعْوَرِ وَحَبِيبًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَالْوَلِيدَ**[204]

اے اللہ! معاویہ، عمرو، ابو الاعور، حبیب، عبد الرحمن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید پہ لعنت فرما۔

---

صحیح مسلم 675

203 سنن ابی داود ح 1443

204 انساب الاشراف للبلاذری 2/ 352

امام علی علیہ السلام کے اس کردار سے:

پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ امام علی علیہ السلام نے معاویہ اور اس کے فتنے کو اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے ویسا ہی خطرناک اور نقصان دہ سمجھا جیسا رسالت مآب ﷺ نے اپنے دورِ اقدس میں کفار و مشرکین کے فتنہ کو اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ضرر رساں سمجھا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو امام علی علیہ السلام سنتِ مصطفویہ پہ عمل کرتے ہوئے معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف قنوت کا اہتمام نہ فرماتے۔

یہاں سے ان لوگوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہییں جو کہتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام معاویہ کو مجتہد سمجھتے تھے اور معاویہ کی حرکتوں کو اجتہادی خطا سمجھتے تھے۔

بھلا اجتہادی خطا کے مرتکب کے خلاف کوئی قنوتِ نازلہ تک پہنچتا ہے۔

بعض حضرات یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا روایت کی سند ایسی معتبر نہیں جس کی بنیاد پہ یہ کہا جا سکے کہ امام علی علیہ السلام نے معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف نماز میں دعا کی ہو۔

تو ان حضرات کی معلومات کے لیے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا روایت پیش کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ اس باب میں فقط ایک ہی روایت ہے۔ مذکورہ بالا روایت پیش کرنے کا مقصد اس دعا کے الفاظ کی نشاندہی ہے جن الفاظ میں امام علی علیہ

السلام معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف دعا کیا کرتے تھے۔ ورنہ اصلِ مسئلہ کے لیے دیگر متعدد روایات بھی موجود ہیں۔

## دوسری روایت:

عبد الرحمن بن معقل سے بسندِ صحیح مروی ہے۔ کہا کہ میں نے فجر کی نماز امام علی کے ساتھ ادا کی تو امام علی نے فجر میں قنوت پڑھی اور قنوت میں کہا:

**اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِمُعَاوِيَةَ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَشْيَاعِهِ، وَأَبِي الأَعْوَرِ السُّلَمِيِّ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ وَأَشْيَاعِهِ**[205]

اے اللہ! معاویہ اور اس کے ہم مشربوں کو پکڑ۔ عمرو بن عاصی اور اس جیسوں کو پکڑ۔ ابی اعور سلمی اور اس کے جیسوں کو پکڑ۔ عبد اللہ بن قیس اور اس کے ہم مشربوں کو پکڑ۔

اور دوسری بات امام علی علیہ السلام کے کردار سے یہ ثابت ہوئی کہ معاویہ اور اس کا ٹولہ لعنت کے مستحق ہیں۔ اگر معاویہ لعنت کا مستحق نہ ہوتا تو امام علی علیہ السلام اس پہ اور اس کے ٹولے پہ لعنت نہ فرماتے اور آپ کے پیچھے کھڑے بدری صحابہ، بیعتِ رضوان کے شرکاء اس پہ آمین نہ کہتے۔

## عبد اللہ بن عباس:

معاویہ بن ابی سفیان کی جانب سے شریعتِ اسلامیہ کو مسخ کرنے کی کوششوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معاویہ نے حج کے دوران عرفہ کے موقع پر

---

205 مصنف ابن ابی شیبہ 7050

تلبیہ سے روک دیا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس نے جب یہ منظر دیکھا تو حج کے دوران عرفہ کے مقام پہ فرمایا:

**لَعَنَ اللّٰہُ فُلانًا عَمَدُوا إِلَى أَعْظَمِ أَيَّامِ الْحَجِّ، فَمَحَوْا زِينَتَهُ، وَإِنَّمَا زِينَةُ الْحَجِّ التَّلْبِيَةُ**[206]

فلاں پہ اللہ عزاسمہ کی لعنت ہو۔ ان حضرات نے حج کے دنوں میں سے سب سے بڑے دن کی جانب آکر اس کی زینت کو مٹا دیا۔ حج کی زینت تو تلبیہ ہے۔

اہلِ علم کے بیچ اتفاق ہے کہ اس روایت میں "فلاں" سے مراد معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس نے معاویہ کا نام لے کر ہی اس پہ لعنت بھیجی تھی۔ لیکن حدیث کے راویوں نے بسا اوقات بنو امیہ اور ان کے حامیوں کے ڈر کی وجہ سے اور بعض اوقات معاویہ کو بچانے کی خاطر جہاں معاویہ کی مذمت آئی وہاں لفظِ معاویہ بدل کر فلاں بنا دیا۔ لیکن اس روایت کے بارے میں اہلِ علم متفق ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس نے معاویہ پر ہی لعنت بھیجی تھی۔ کیونکہ معاویہ ہی وہ شخص تھا جس نے بغضِ امام علی علیہ السلام میں آکر حج کے دوران تلبیہ رکوادی تھی۔ گزشتہ صفحات میں اس کا قدرے بیان ہو چکا ہے۔

---

206 مسند احمد ح 1870

مصنف ابن ابی شیبہ 13384

حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہ عمل بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس معاویہ کو نہ صرف مستحقِ لعنت سمجھتے تھے بلکہ معاویہ کا نام لے کر اس پہ لعنت بھیجتے بھی تھے۔

## عمار بن یاسر:

حضرت عمار بن یاسر نے جنگِ صفین کے موقع پر معاویہ بن ابی سفیان پر صرف لعنت نہیں بھیجی بلکہ لوگوں کو لعنت بھیجنے کی دعوت دی۔ جنگِ صفین کے موقع پر خطاب کے دوران کہا:

**والله لنعرفه بعداوة المسلم ومودة المجرم؟ ألا وإنه معاوية، فالعنوه لعنه الله، وقاتلوه فإنه ممن يطفئ نور الله، ويظاهر أعداء الله**[207]

اللہ کی قسم ہم اسے مسلمان کی دشمنی اور مجرم سے محبت کے ساتھ پہچانتے ہیں۔ خبردار! وہ معاویہ ہے۔ تو اس پہ لعنت کرو۔ اللہ کی اس پہ لعنت ہو۔ اور اس کے خلاف جنگ کرو۔ کیونکہ وہ ان لوگوں سے ہے جو اللہ عزاسمہ کے نور کو بجھانا چاہتا ہے اور دشمنانِ خدا کی مدد کرتا ہے۔

## سمرہ بن جندب:

سمرہ بن جندب بھی معاویہ بن ابی سفیان کو مستحقِ لعنت سمجھتے تھے اور لعنت بھیجا کرتے تھے۔

---

207 کتاب صفین ص214

جب معاویہ نے سمرہ کو بصرہ کے عہدے سے معزول کیا تو سمرہ نے کہا:

**لَعَنَ اللَّهُ مُعَاوِيَةَ!وَاللَّهِ لَوْأَطَعْتُ اللَّهَ كَمَاأَطَعْتُهُ مَاعَذَّبَنِي أَبَدًا**[208]

معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ جیسی میں نے معاویہ کی فرمانبرداری کی، اگر ایسی فرمانبرداری اللہ عزاسمہ کی کرتا تو وہ مجھے کبھی عذاب نہ دیتا۔

## محمد بن ابی بکر:

معاویہ کو مستحق لعنت سمجھنے والوں میں ایک نام محمد بن ابی بکر کا بھی آتا ہے۔ آپ نے معاویہ کو خط لکھا تو اس میں یہ الفاظ درج کیے:

**وأنت اللعين ابن اللعين لم تزل أنت وأبوك تبغيان لدين اللَّه ورسوله الغوائل، وتحالفان عَلَيْهِ القبائل، وتبذلان فِيهِ المال، وتحالفان فِيهِ الرجال، عَلَى ذَلِكَ مات أبوك، وعليه خلفته وأنت كذا . والشاهد عليه من تؤوي وتلحي من رؤس أَهْل النفاق وبقية، الأحزاب وذوي الشناءة لرسول اللَّه صلی اللہ علیہ وسلم وأهل بيته**[209]

---

208 انساب الاشراف للبلاذری 5/240
تاریخِ طبری 5/291
الکامل فی التاریخ 3/89
مرآۃ الزمان 7/313
نہایۃ الارب فی فنون الادب 20/344
البدایۃ والنہایۃ 8/73

209 انساب الاشراف للبلاذری 2/395
کنز الدرر 3/349

اور تو لعین ہے لعین کا بیٹا۔ تو اور تیرا باپ ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کے دین کے لیے ہلاکتیں ڈھونڈتے رہے اور اس پہ قبیلوں کے ساتھ باہمی معاہدے کرتے تھے اور اس مد میں مال خرچ کرتے رہے اور اس پہ لوگوں سے معاہدے کرتے رہے۔ اسی پر تیرا باپ مرا اور اسی پر تو اس کا جانشین بنا۔ اور اس پہ گواہ تیرا منافقوں اور اسلام دشمن جماعتوں میں سے باقی ماندہ لوگوں اور رسالت مآب ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ پاک کے دشمن کو پناہ دینا ہے۔

احبابِ ذی وقار!

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم میں سے یہ ہم نے بطورِ مثال صرف چند نام ذکر کیے ہیں جو معاویہ کا نام لے کر معاویہ پر لعنت بھیجا کرتے تھے۔ ورنہ در حقیقت سینکڑوں لوگ ایسے تھے جو معاویہ کو مستحقِ لعنت سمجھتے تھے اور اس پہ لعنت بھیجتے تھے۔ آپ دور کیوں جاتے ہیں۔ جب سیدنا امام علی علیہ السلام نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھتے اور معاویہ کا نام لے کر اس پہ لعنت بھیجتے تو پیچھے کھڑے سینکڑوں بدری اور رضوانی صحابہ امام علی علیہ السلام کی دعا پر آمین کہہ کر معاویہ پہ لعنت بھیجنے کا عملی مظاہرہ فرماتے۔

اللہ عز اسمہ نے چاہا تو ہم "فرعونِ امت انسائیکلوپیڈیا" میں اس موضوع کو مزید بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

---

سمط النجوم العوالی 3/14

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

رسالت مآب ﷺ کی نگاہِ ناز سے اللہ عزاسمہ نے پردے ہٹا دیئے تھے۔ آپ کی نظرِ اقدس میں معاویہ کے سارے فتنے گردش کر رہے تھے۔ لہذا آپ ﷺ نے اس شخص کے فتنوں سے بچنے کا طریقہ بھی اپنی امت کے سامنے رکھ دیا۔ اور وہ طریقہ یہ تھا کہ جیسے ہی یہ شخص منبرِ نبوی پہ چڑھنے کی جسارت کرے اس کی گردن اتار دی جائے۔

یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو مار ڈالو۔

**پہلی حدیث:**

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى مِنْبَرِي فَاقْتُلُوهُ**[210]

جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر ڈالو۔

**دوسری حدیث:**

حضرت ابو سعید خدری ہی سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں ایک انصاری شخص نے معاویہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے اس سے کہا:

**لا تَسُلَّ السَّيْفَ فِي عَهْدِ عُمَرَ حَتَّى تَكْتُبَ إِلَيْهِ**

عمرِ فاروق کے دور میں ان سے خط و کتابت کے بغیر تلوار نہ نکالو۔

---

210 المجروحین لابن حبان 1/157

اس شخص نے کہا:

**أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: إذا رأيتم معاوية يَخْطُبُ عَلَى الأَعْوَادِ فَاقْتُلُوهُ**

بے شک میں نے رسالت مآب ﷺ کو فرماتے سنا: جب تم معاویہ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھو تو اسے مار ڈالو۔

ابو سعید خدری نے فرمایا:

**وَنَحْنُ قَدْ سَمِعْنَاهُ وَلَكِنْ لا نَفْعَلُ حَتَّى نَكْتُبَ إِلَى عُمَرَ**

اس حدیث کو ہم نے بھی سنا ہے لیکن عمر فاروق کی جانب تحریر کیے بغیر ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

پس لوگوں نے حضرت عمر کی جانب لکھ بھیجا لیکن جواب لکھنے سے پہلے حضرت سیدنا عمر فاروق کا وصال ہو گیا۔[211]

دوسرے طریق کے الفاظ یوں ہیں:

**إذا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى مِنْبَرِي فَارْجُمُوهُ**[212]

یعنی جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے سنگسار کر دو۔

---

211 انساب الاشراف للبلاذری 5/129

الکامل فی ضعفاء الرجال 6/343،

تاریخ دمشق 59/155،156

212 تاریخ دمشق 59/156

## تیسری حدیث:

سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**إِذَا رَأَيْتُمْ فُلانًا عَلَى الْمِنْبَرِ فَاقْتُلُوهُ**[213]

جب تم فلاں کو میرے منبر پر دیکھو تو اس کو قتل کر ڈالو۔

اس حدیث کو سن کر بھانجے بولیں گے:

اس میں تو فلاں کی بات ہے۔ معاویہ کی تو نہیں۔

تو ہم سب سے پہلے بھانجوں سے پوچھیں گے کہ تم بتاؤ فلاں کون ہے؟ اور اس پہ تمہارے پاس کونسی دلیل ہے؟ اور اگر تم نہ بتا سکو تو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں۔

اولاً تو ہم ایک سے زیادہ بار محدثین کا عرف بتا چکے کہ جب معاویہ کے خلاف کوئی حدیث آتی تھی تو حالات وواقعات کے پیشِ نظر وہ قصدا یا مجبورا معاویہ کو فلاں سے تعبیر کر دیتے۔

اور دوسری تائید اس سے ہوتی ہے کہ دوسری روایات میں صاف صاف معاویہ کا نام موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں گزر چکا اور مزید بھی آ رہا ہے۔ لہذا فلاں بولا جائے یا نام لیا جائے۔ ان احادیث میں معاویہ مراد ہونا متعین ہے۔

---

213 الکامل فی الضعفاء 7/270

## چوتھی حدیث:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی یہی حدیث مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى مِنْبَرِي فَاقْتُلُوهُ[214]

جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اس کو قتل کر دو۔

انساب الاشراف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ[215]

جب تم معاویہ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھو تو اس کی گردن مار دو۔

## پانچویں حدیث:

اس قسم کی روایت حضرت جابر سے بھی مروی ہے لیکن حضرت جابر کی روایت یار لوگوں کے ہتھے چڑھے بغیر نہ رہ سکی۔ بعض روایات میں معاویہ کا نام ہٹا

---

214 المجروحین لابن حبان 1/250، 2/172
الکامل فی ضعفاء الرجال 2/491
تاریخ دمشق 59/156
کتاب صفین ص 216

215 انساب الاشراف للبلاذری 5/130
سیر اعلام النبلاء 3/149

دیا گیا اور یوں روایت کیا گیا:

**إذا رأيتم فلانا على منبرى فاقتلوه**[216]

جب فلاں کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے مار ڈالو۔

حضرت جابر کی روایت میں یہ تبدیلی بہت زیادہ خطرناک نہیں۔ کیونکہ محدثین کو بنو امیہ کی جانب سے جس قسم کی دشواریوں کا سامنا تھا ان کے پیشِ نظر اتنی تبدیلی بعض اوقات مجبوری ہوا کرتی تھی۔

زیادہ سنگین جرم وہ ہے جن لوگوں نے اس روایت کو یکسر بدل ڈالا اور یوں روایت کیا:

**إِذا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ على منبري فاقبلوه**[217]

جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قبول کر لو۔

اور بعض ستم ظریفوں نے عبد اللہ بن مسعود کی روایت کو بھی بدل کر یوں بنا دیا:

**إذا رأيتم معاوية على منبري فاقبلوه**[218]

جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قبول کر لو۔

---

216 میزان الاعتدال 2/172
لسان المیزان 3/54

217 الفردوس بماثور الخطاب 1016

218 زہر الفردوس 1/676

معاویہ کے بارے میں مرویات کے ساتھ اس طرح کی دست درازی یہ سمجھانے کے لیے کافی ہے کہ معاویہ پارٹی نے علمِ حدیث میں بھی دخل اندازی کی ہے۔ لہذا ہمیں ہر بات کو آنکھیں بند کر کے مان لینے کے بجائے آنکھیں کھول کر جانچ پرکھ کے بعد کسی بھی فکر کو اپنانا چاہیے۔

**چھٹی حدیث:**

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن سہل انصاری نے حضرت عثمان کے دور میں ایک جنگ میں شرکت کی۔ اس وقت معاویہ شام پر امیر تھا۔

**فَمَرَّتْ بِهِ رَوَايَا خَمْرٍ تُحْمَلُ لِمُعَاوِيَةَ، وَبُرٌّ**

پس عبد الرحمن بن سہل انصاری کے پاس سے شراب کے مشکیزے اور گندم گزری جو معاویہ کے لیے لاد کر لے جائے جا رہے تھے۔

جب عبد الرحمن بن سہل نے شراب کے مشکیزے دیکھے تو ہر مشکیزے میں اپنا نیزہ مار دیا۔ معاویہ کے نوکروں چاکروں نے عبد الرحمن بن سہل کو پکڑ لیا۔ جب معاملہ معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے اس انصاری صحابی کے بارے میں کہا:

**دَعُوهُ فَإِنَّهُ شَيْخٌ قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهُ**

اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ بوڑھا ہے اس کی عقل جا چکی ہے۔

جب حضرت عبد الرحمن بن سہل نے معاویہ کی یہ بات سنی تو بولے:

**كَذَبَ وَاللهِ، مَا ذَهَبَ عَقْلِي، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نُدْخِلَ بُطُونَنَا، وَأَسْقِيَتَنَا، وَأَحْلِفُ بِاللهِ لَئِنْ أَنَا بَقِيتُ**

حَتَّى أَرَى فِي مُعَاوِيَةَ مَا سَمِعْتُ مِنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَأَبْقُرَنَّ بَطْنَهُ أولَأَمُوتَنُّ دُونَهُ[219]

اللہ کی قسم معاویہ جھوٹا ہے۔ میری عقل نہیں گئی لیکن اللہ عزاسمہ کے رسول ﷺ نے ہمیں شراب کو اپنے پیٹوں اور اپنے مشکیزوں میں داخل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور میں اللہ سبحانہ تعالی کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں زندہ بچا یہاں تک کہ معاویہ کے بارے میں وہ دیکھا جو میں نے رسالت مآب ﷺ سے سنا ہے۔ ضرور میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گا یا اس کے لیے مر جاؤں گا۔

عبد الرحمن بن سہل انصاری کی گفتگو صاف سمجھا رہی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے معاویہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن اس کی ایک خاص مدت مقرر فرمائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ عبد الرحمن بن سہل نے کہا کہ اگر میں نے وہ وقت پالیا تو یا خود مر جاؤں گا یا معاویہ کو مار ڈالوں گا۔

## ساتویں حدیث:

حضرت حسن سے مرسلا مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى مِنْبَرِي فَاقْتُلُوهُ

---

219 معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم 4616
تاریخ دمشق 34/420
مختصر تاریخ دمشق 14/263
جامع المسانید والسنن 5/514

جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو۔

حسن کہتے ہیں:

**فَتَرَكُوا أَمْرَهُ فَلَمْ يُفْلِحُوا ولم ينجحوا**[220]

پس لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کا حکم ترک کر دیا تو کامیاب و کامران نہ ہو پائے۔

احبابِ ذی وقار!

یہ سات حدیثیں کسی بھی انصاف پسند شخص کو یہ سمجھانے کے لیے کافی ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے معاویہ کے لیے حکم دیا تھا کہ جب یہ منبرِ نبوی پہ چڑھے تو اسے مار ڈالا جائے۔ کیونکہ رسالت مآب ﷺ اس کے باطن کو جانتے تھے۔ ظاہری کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اسلامی حکم کے مطابق اس کا خون تو محفوظ کر دیا گیا۔ لیکن اس کے اندر کے نفاق کی وجہ سے وہ منبرِ نبوی پر چڑھنے کا اہل نہیں تھا۔

حضور ﷺ جانتے تھے کہ منبرِ نبوی پر چڑھنے کے بعد اس شخص نے امت میں جس قسم کا فساد برپا کرنا ہے اس کے نقصانات قیامت تک باقی رہیں گے۔ اس لیے فرمایا کہ اس کو اسی وقت مار ڈالا جائے تاکہ امت کو اس کے فتنہ سے نجات مل جائے۔

---

220 انساب الاشراف 5/128
کتاب صفین ص216

بعض حضرات کو اس قسم کی حدیثوں پر حیرت بھی ہوتی ہے اور طرح طرح کے بہانوں سے ان کو رد کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی سند پر گفتگو کے ذریعے معاویہ کو بچانے کی کوشش کی جاتی ہے تو کبھی یہ کہہ کر کہ اگر اس طرح کی کوئی حدیث ہوتی تو صحابہ اس پہ عمل کیوں نہ کرتے۔

ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ذیل میں درج چند احادیثِ طیبہ ملاحظہ کریں:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْآخِرَ مِنْهُمَا**[221]

جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو بعد والے کو قتل کر دو۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاصی سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخَرِ**[222]

جو کسی امام کی بیعت کرے۔ پس اسے اپنے ہاتھ کا سودا اور دل کا اطمینان

---

221 صحیح مسلم 1853

222 صحیح مسلم 1844

سنن ابی داود 4248

سنن نسائی 4191

سونپ دے تو جس قدر ہو سکے اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر دوسرا کوئی آئے جو اس پہلے امام کے ساتھ جھگڑے تو اس دوسرے کی گردن مار ڈالو۔

عرفجہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

**مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ**[223]

جو شخص تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تمہارا معاملہ ایک شخص پر جمع ہو وہ تمہاری لاٹھی توڑنا چاہے یا تمہارا معاملہ بکھیرنا چاہے تو اس کو قتل کر دو۔

جن حضرات کو مذکورہ بالا احادیث کی صحت میں تردد ہے ان سے گزارش ہے کہ یہ ساری احادیث تو صحاح ستہ کی ہیں اور ان کی صحت میں کسی کو کوئی کلام بھی نہیں۔ اگر تمہارا دل باب کے شروع میں مذکور سات حدیثیں ماننے کا نہیں کرتا تو معاویہ کا کردار صحاح ستہ کی ان حدیثوں کے ترازو میں رکھ کر تم خود بتاؤ کہ معاویہ کی سزا کیا بنتی ہے؟

ذی قدر احباب!

اگر مذکورۃ الصدر احادیث جن کے اندر معاویہ کا نام لے کر فرمایا گیا کہ

---

223 صحیح مسلم 1852
سنن ابی داود 4762
سنن نسائی 4020
4023،4022،4021

جب وہ منبر پر چڑھے تو اسے قتل کر دو۔ اگر یہ مبارک احادیث نہ بھی ہوتیں جب بھی معاویہ صحاح ستہ کی ان احادیث کے بموجب واجب القتل تھا۔

لیکن شاید قسمت تقدیر کو وہی منظور تھا جو ہوا۔ جیسے شیطان کو آزمائش کی خاطر قیامت تک کے لیے مہلت مل گئی۔ یونہی امت کی آزمائش کی خاطر معاویہ کو بھی مہلت مل گئی۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ بن ابی سفیان نے انتہائی مجبوری کے عالم میں ظاہری طور پر کلمہ تو پڑھ لیا تھا جیسے فرعون نے انتہائی مجبوری کے عالم میں "آمنت" کو زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن رسالت مآب ﷺ جانتے تھے کہ جیسے فرعون کا ایمان صرف نوکِ زبان سے تھا اور دل ایمان سے خالی تھا۔ یونہی معاویہ کا ایمان بھی محض نوکِ زبان سے تھا اور دل ایمان سے خالی ہے۔ اور جیسے فرعون زمین میں تباہی و بربادی کا منبع تھا یونہی معاویہ بن ابی سفیان بھی اس امت میں تباہی و بربادی کا مرکز ہو گا۔

انہی اسباب کے پیشِ نظر رسالت مآب ﷺ نے معاویہ بن ابی سفیان کو اس امت کا فرعون قرار دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ وَفِرْعَوْنُ هَذِهِ الأُمَّةُ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ**[224]

ہر امت کے لیے ایک فرعون ہوتا ہے اور اس امت کا فرعون معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

یہی معنی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی مروی ہیں۔ لیکن حضرت ابو ذر نے یہ حدیث معاویہ کے سامنے بیان کی تو اہلِ عرب کے ہاں مشہور اسلوب کنائی میں اس کو بیان کیا۔

---

224 العلل المتناہیۃ 1/279
المنتخب من علل الخلال 1/227

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہ سے کہا:

إِنِّي أو إِيَّاكَ فِرْعَوْنُ هَذِهِ الأُمَّةِ[225]

بے شک میں یا تو اس امت کے فرعون ہیں۔

تاریخ اصبہان کے الفاظ یوں ہیں کہ حضرت ابوذر نے کہا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلَيْنِ: « أَحَدُهُمَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ»[226]

رسالت مآب ﷺ نے دو شخصوں کے بارے میں فرمایا: ان دونوں میں سے ایک اس امت کا فرعون ہے۔

بعض روایات کے الفاظ ہیں کہ حضرت ابوذر نے معاویہ سے کہا:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: أَحَدُنَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ[227]

میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ہم دونوں میں سے کوئی ایک اس امت کا فرعون ہے۔

بہت ممکن ہے کہ معاویہ کے بھانجے کہیں کہ اس میں معاویہ کو تھوڑا ہی کہا جا رہا ہے۔ ابوذر اور معاویہ میں سے کسی ایک کو کہا جا رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ابو ذر ہوں۔

---

225 العلل لابن ابی حاتم 6/527

226 تاریخ اصبہان 2/76

227 علل الدار قطنی 6/271

تو میں کہوں گا کہ معاویہ کے بھانجے کچھ بھی بول سکتے ہیں لیکن اہلِ عرب کا اسلوب جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت ابوذر معاویہ ہی کو فرعون کہہ رہے تھے۔ البتہ یہ ایک مخصوص اسلوب ہے جو حضرت ابوذر نے اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ابنِ اثیر نے اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے کہا:

**يُرِيدُ أَنَّكَ فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَكِنَّهُ أَلْقاه إِلَيْهِ تَعْرِيضا لَا تَصْرِيحا**[228]

یعنی حضرت ابوذر کی مراد تھی کہ تو اس امت کا فرعون ہے۔ لیکن انہوں نے معاویہ سے یہ بات اشارۃً کی۔ صراحۃً نہیں کی۔

اور ویسے بھی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کو فرعونِ امت کیسے کہا جا سکتا ہے؟ کیا معاویہ کا کوئی بھانجا حضرت ابوذر غفاری کے اندر معاذ اللہ کوئی ایک وصفِ فرعونیت بتا سکتا ہے؟ دور نہ جایئے۔ فرعون ہونے کے لیے اس امت و ملت کی معاملات کی باگ ڈور ہاتھ آنا ضروری ہے۔ تو کیا حضرت ابوذر کو امتِ مسلمہ کے معاملات کی باگ ڈور نصیب ہوئی؟ جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ امتِ مسلمہ کے معاملات آئے ہی نہیں تو حضرت ابوذر کے لیے فرعون کا وصف کیونکر صادق آسکتا ہے۔ پس بچ گیا معاویہ اور فرعون و معاویہ کو جاننے والے جانتے ہیں کہ اگر ناموں کا فرق ہٹا دیا جائے تو دونوں کی شخصیات میں اس قدر گہری

---

228 النہایۃ فی غریب الاثر 1/88

مشابہت تھی کہ فقط کردار کا ذکر کیا جائے تو دونوں میں فرق کرنا انتہائی دشوار کام ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس طرح کی احادیث پر سند کے اعتبار سے گفتگو کی ہے لیکن اس گفتگو کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ:

معاویہ کو بغیر دلیل کے اور بغیر دیکھے معتبر اور عظیم مان لیا گیا۔ اب جو بات بھی اس کی عظمت کے خلاف نظر آتی ہے اسے جھٹلانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ حتی کہ رسالت مآب ﷺ کی احادیثِ طیبہ بھی جھٹلا دی جاتی ہیں۔

دوسرے لفظوں میں کہیں تو رسالت مآب ﷺ کی بات کو ماننا ضروری نہیں، معاویہ کو ماننا زیادہ ضروری سمجھا جا رہا ہے۔

برادرانِ اسلام!

یہ اسلوب اسلامی اسلوب نہیں۔

اسلامی اسلوب یہ ہے کہ جسے عزت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دی اس کی عزت کو مانا جائے۔ اور اللہ عز اسمہ اور رسالت مآب ﷺ نے جسے عزت نہیں دی اسے زبردستی معزز نہ بنایا جائے۔

اگر معاویہ کو معزز بنانے سے پہلے ان احادیث کو دیکھ لیا جائے تو پھر معاویہ کے پاس اسلام بھی نہیں رہتا۔ لیکن اگر معاویہ کو عرش پہ بٹھانے کے بعد ان احادیث کو دیکھا جائے تو لازمی طور پر معاویہ کو اس مقام پہ باقی رکھنے کے لیے ان احادیث کو جھٹلانا پڑتا ہے۔

پس جن اہلِ علم نے معاویہ کے خلاف اس قسم کی احادیث پہ کلام کی ہے، ان کی کلام کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ معاویہ کو بلا دلیل عظمت دے دی گئی ہے۔ اب جو بات معاویہ کے خلاف آتی ہے اس کا مجبوراً انکار کرنا پڑتا ہے۔

کمزوری ان احادیث میں نہیں ہے۔ کمزوری سوچنے کے انداز میں ہے۔ کمزوری روش میں ہے۔ کمزوری چلنے کے طریقے میں ہے۔ جب دلائل دیکھے بغیر مدلول طے کر لیا جائے تو پھر کامیابی کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟

اللہ عزاسمہ نے چاہا تو ہم "فرعونِ امت انسائیکلوپیڈیا" میں ان احادیث کے طرق اور اسانید پر مفصل گفتگو کریں گے تا کہ اسانید کا نام لے کر عوام کو بہکانے والوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی جا سکے۔

*************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

ایک بار رسالت مآب ﷺ بتانے لگے کہ اللہ عزاسمہ کی مخلوق میں سے پانچ لوگ سب سے بدترین ہیں۔

پہلا: ابلیس۔

دوسرا: آدم کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔

تیسرا: میخوں والا فرعون۔

چوتھا: بنی اسرائیل کا وہ شخص جس نے انہیں ان کے دین سے پھیر دیا۔

چار بندوں کا بتانے کے بعد رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**وَرَجُلٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يُبَايَعُ عَلَى كُفْرِهِ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ**

اور اس امت کا وہ شخص جو اپنے کفر پر رہتے ہوئے بابِ لُدّ کے پاس بیعت کیا جائے گا۔

اب سوال پیدا ہو گیا کہ وہ کون ہے کہ بابِ لُدّ کے پاس اس کی بیعت کی جائے گی اور وہ اس وقت بھی اپنے کفر پر ہو گا۔

اگر رسالت مآب ﷺ نام بتا دیتے تو شاید اس حدیث کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا جو باقی حدیثوں کے ساتھ کیا گیا۔ معاویہ کا نام ہای کر "فلاں" بنا دیا جاتا تا کہ رسالت مآب ﷺ نے امت کی جو رہنمائی فرمائی اس تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے۔

لیکن اس حدیث میں رسالت مآب ﷺ نے نام تو نہیں بتایا مگر علامت بتا دی کہ علامت یہ ہے کہ بابِ لُدّ کے پاس اس کے ہاتھ پہ بیعت کی جائے گی۔

راوی کا کہنا ہے:

إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ بَايَعَ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اَللَّهِ فَلَحِقْتُ بِعَلِيٍّ فَكُنْتُ مَعَهُ[229]

بے شک جب میں نے معاویہ کو دیکھا کہ اس نے بابِ لُدّ کے پاس بیعت لی تو مجھے رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ ذیشان یاد آگیا۔ پس میں امام علی علیہ السلام سے جاملا تو میں انہی کے ساتھ رہا۔

اس حدیث نے بتادیا کہ معاویہ صرف برا نہیں۔ بلکہ معاویہ کا شمار کائنات کے، جی ہاں صرف انسانیت کے نہیں، کائنات کے، کیونکہ بات اگر صرف انسانوں کی ہوتی تو ابلیس کا شمار نہ ہوتا۔ یہاں پوری کائنات کو سامنے رکھا گیا تو معاویہ کا شمار کائنات بھر کے سب سے بدترین پانچ لوگوں میں ہوتا ہے۔

جیسے آج کل ایک اصطلاح بولی جاتی ہے: Top 10

لیکن معاویہ برائی کے معاملے میں Top 10 سے بھی آگے نکل کر Top 05 میں شمار ہوتا ہے۔

معاویہ کے بھانجوں کا خوشی منانے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ کیونکہ ان کا ماموں کائنات کے Top 05 میں آگیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ Top 05 کائنات کے سب سے بدترین افراد ہیں۔ لیکن پھر بھی بھانجوں کی خوشی تو بنتی ہے۔

---

229 کتاب صفین ص217

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

چونکہ معاویہ کی طرف سے امت پر آزمائش آنے والی تھی لہذا رسالت مآب ﷺ نے مختلف طریقوں سے امت کو خبر دار کیا۔ معاویہ کے بارے میں کئی انداز سے امت کی رہنمائی فرمائی۔ حتیٰ کہ معاویہ کے خاتمے کے بارے میں بھی امت کو راہ دکھائی اور بتایا کہ معاویہ کا خاتمہ کفر پر ہو گا۔ مقصد یہ تھا کہ اس کے ظاہری اسلام پہ مت جانا۔ دل کے حال اللہ عزاسمہ جانتا ہے اور اس جل جلالہ کے بتانے سے اس کے پیارے محبوب ﷺ جانتے ہیں اور وہ تمہیں بتا رہے ہیں کہ مرنے کے وقت ظاہری طور پہ کچھ بھی ہو، معاویہ کے دل میں ایمان نہ ہو گا۔

**عبد اللہ بن عمرو کی روایت:**

عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ایک روز نبی ﷺ نے فرمایا:

**يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي**

اس رستے سے تمہارے سامنے ایک ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کی موت میری ملت پہ نہیں ہو گی۔

عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں جب گھر سے نکلا تھا تو میرے والد کے لیے وضو کا پانی رکھا جا چکا تھا اور مجھے اس خیال سے سخت پریشانی ہو رہی تھی کہ کہیں میرے والد ہی نہ آ جائیں۔

عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں:

**فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ هَذَا**[230]

---

230 انساب الاشراف للبلاذری ج5ص126،127

پس معاویہ ظاہر ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: وہ یہ ہے۔

**عبد اللہ بن عمر کی روایت:**

یہی مضمون حضرت عبد اللہ بن عمر سے بھی مروی ہے۔ فرمایا:

**يموت معاوية على غير الإسلام**[231]

معاویہ کی موت غیرِ اسلام پر ہو گی۔

**جابر بن عبد اللہ کی روایت:**

یونہی جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**يموت معاوية على غير ملتي**[232]

معاویہ کی موت میرے ملت کے غیر پر ہو گی۔

ان احادیثِ طیبہ کو معاویہ کے کارناموں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو منصف مزاج کو ان احادیث کی صحت میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ اسی وجہ سے امتِ مسلمہ کی بڑی بڑی شخصیات نے اس موقف کو اختیار کیا کہ معاویہ کی موت کفر پر ہوئی۔

یحیی بن عبد الحمید حمانی کہا کرتے تھے:

**مات مُعَاوِيَة عَلَى غير ملة الْإِسْلَام**

معاویہ کا خاتمہ غیرِ اسلام پر ہوا۔

---

231 کتاب صفین ص217

232 کتاب صفین ص217

اور بعض روایات میں ہے کہ:

**كَانَ معاوية على غير ملة الإسلام**[233]

یعنی معاویہ ملتِ اسلام کے غیر پر تھا۔

یحیی بن عبد الحمید حمانی کا یہ موقف کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ دسیوں کتب میں اس کو ذکر کیا گیا لیکن یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے اہلِ علم نے یحیی بن عبد الحمید حمانی کو ضعیف قرار دیا۔ مگر یہاں ایک شخص وہ بھی ہے جس سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث روایت کی ہے لیکن وہ شخص معاویہ بن ابی سفیان کا خاتمہ کفر پر مانتا تھا۔

جی ہاں! اس شخص کا نام ہے: علی بن جعد

علی بن جعد امام بخاری اور امام ابو داود کے شیخ ہیں۔ صحیح بخاری میں ایک

---

233 تاریخ بغداد 14/181
تہذیب الکمال 31/429
سیر اعلام النبلاء 10/533
تاریخ الاسلام 16/455
میزان الاعتدال 4/392
تذہیب تہذیب الکمال 10/9
التکمیل فی الجرح والتعدیل 2/240
تہذہب التہذیب 11/247
مغانی الاخیار للعینی 3/218

درجن سے زائد مقامات پہ علی بن جعد کی روایات موجود ہیں۔ سنن ابی داود میں علی بن جعد سے ایک سے زائد روایات موجود ہیں۔ ابنِ ماجہ نے بھی اپنی سنن میں علی بن جعد کی سند سے حدیث روایت کی۔

یعنی وہ شخص جس کی مرویات صحاح ستہ کی تین کتب کے اندر موجود ہیں اور امام بخاری و امام ابو داود جیسے محدثین کا شیخ ہے۔ وہ ببانگِ دہل کہا کرتے تھے:

**مات والله معاوية على غير الإسلام**[234]

اللہ کی قسم معاویہ کا خاتمہ غیرِ اسلام پر ہوا۔

آج کے دور میں ناصبیوں نے معاویہ بن ابی سفیان کو ایسا حساس بنالیا ہے جیسے کسی نبی اور رسول کی ذات حساس ہوتی ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کی شخصیت ہمیشہ متنازع رہی ہے۔ اہلِ اسلام کی بڑی بڑی شخصیات نے معاویہ بن ابی سفیان کے لیے سخت جملے کہے۔ صحابہ کرام اور بعد والوں کی ایک بڑی تعداد نے معاویہ کو سرے سے مسلمان ہی نہیں مانا۔

حافظ عبد الرزاق کو دیکھیے۔ کتبِ حدیث میں ہزارہا اسانید و روایات ہیں جو حافظ عبد الرزاق کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ لیکن حافظ عبد الرزاق کے سامنے معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر ہوتا تو بھڑک اٹھتے تھے۔ معاویہ سے نفرت کا عالم یہ تھا کہ جو کوئی معاویہ کا نام لیتا، اس سے کہتے:

**لَا تُقَذِّرْ مَجْلِسَنَا بِذِكْرِ وَلَدِ أَبِي سُفْيَانَ**[235]

---

234 الجامع لعلوم الامام احمد—العقیدہ 4/524

ابو سفیان کے بیٹے کے ذکر سے ہماری مجلس کو گندا نہ کرو۔

عبید اللہ بن موسی وہ شخص ہیں جن کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے صراحت کی:

**لَمْ يَدَعْ أَحَداً اسْمُهُ مُعَاوِيَةُ يَدْخُلُ دَارَهُ**

یعنی جس کا نام معاویہ ہوتا تھا۔ عبید اللہ بن موسی اسے اپنے گھر میں بھی داخلے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

ایک بار معاویہ بن صالح اشعری کی عبید اللہ بن موسی کے پاس حاضری ہوئی تو عبید اللہ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

جواب ملا: معاویہ۔

عبید اللہ نے کہا:

**وَاللهِ لَاحَدَّثْتُكَ، وَلَا حَدَّثْتُ قَوْماً أَنْتَ فِيْهِم**[236]

اللہ کی قسم! نہ تو میں تجھے حدیث سناؤں گا اور نہ ان لوگوں کو سناؤں گا جن کے اندر تو بیٹھا ہو گا۔

عبید اللہ بن موسی کے اس مزاج کی وجہ سے بعض اہلِ علم نے عبید اللہ پر

---

235 الضعفاء الکبیر للعقیلی 3/107
سیر اعلام النبلاء 9/570
میزان الاعتدال 2/610

236 سیر اعلام النبلاء 9/556،557

طعن بھی کیا۔ لیکن ابنِ مندہ کا کہنا ہے کہ امت کے عظیم پیشوا امام احمد بن حنبل خود لوگوں کو عبید اللہ بن موسیٰ کے پاس حدیث سننے بھیجا کرتے تھے۔[237]

الغرض!

معاویہ کا شمار ہر گز ان لوگوں میں نہیں ہوتا جنہیں اسلامی مقدس و محترم ہستیوں کا درجہ دیا جاسکے۔ معاویہ متنازع شخصیت ہے۔ بلکہ عند التحقیق معاویہ کا اسلام بھی ثابت نہیں۔ چہ جائیکہ اس کی کوئی دوسری خوبی مانی جائے۔

*************************

237 سیر اعلام النبلاء 9/556

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

آخرت میں معاویہ کی حالت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں اور ان کے مختلف الفاظ ہیں۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ معاویہ کا انجام اور آخرت میں معاویہ کا حال نہایت برا ہو گا۔

حضرت ابو ذر سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**فُلَانٌ فِي النَّارِ يُنَادِي يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ**[238]

فلاں آگ میں ہے۔ وہاں یاحنان یامنان پکارے گا۔

سوال پھر کھڑا ہو گیا کہ فلاں کون؟

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی روایات میں لفظِ "فلاں" آجانے کے بعد ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ محدثین معاویہ ہی کا نام چھپانے کے لیے "فلاں" بولا کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی ہم قارئین کو کسی کنارے پہ ضرور پہنچائیں گے تاکہ قارئین یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں بیچ رستے میں چھوڑ دیا گیا۔

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ محدثین کی جانب سے معاویہ کا نام بدل کر "فلاں" کہنے پر ہمیں شدید تحفظات ہیں۔

کیونکہ ہم نے معاویہ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ ہم نے کلمہ پڑھا ہے تو رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی کا۔ اگر رسالت مآب ﷺ نے کسی کو اچھا بولا تو ہمارے سر آنکھوں پر۔ اور اگر رسالت مآب ﷺ نے کسی کو برا کہا تو وہ شخص

---

238 معرفۃ علوم الحدیث ص105

ہمارے جوتے کی نوک پر۔

ہمیں یہود والا کام نہیں کرنا چاہیے کہ سچائی کو چھپاتے پھریں۔ رسالت مآب ﷺ کے فرامین ہماری رہنمائی کے لیے ہیں۔ ہم سنیں گے نہیں تو ہدایت کیسے پائیں گے؟

بہر صورت محدثین جتنا بھی چھپائیں پھر بھی حق چھپتا نہیں۔ البتہ حقیقت تک رسائی کے لیے ہمیں تھوڑی کوشش کی ضرورت ہے۔ تلاش کرتے ہوئے ہم تاریخِ طبری تک پہنچے تو وہاں اس فلاں کی نشاندہی بھی ہو گئی کہ فلاں کون ہے۔

معتضد باللہ کا مشہور خط۔ اس میں یہ حقیقت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

**ان معاويه في تابوت من نار في اسفل درك منها ينادى: يا حنان يا منان**[239]

بے شک معاویہ آگ کے ایک تابوت میں ہو گا جہنم کے سب سے نچلے درجے میں۔ وہاں پکارے گا: یاحنان یامنان۔

اب جنتی جنتی کہنے والے سوچ لیں کہ رسالت مآب ﷺ نے تو تمہارے مامے کو جہنمی ٹھہرایا ہے۔ اب تمہاری مرضی کہ رسالت مآب ﷺ کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے جنتی بنائے یا حضور ﷺ کی بات مان کر ایماندار بنو۔

---

239 تاریخ طبری 10/58،59

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

معاویہ پارٹی معاویہ کو عرش پر بٹھانا چاہتی ہے لیکن جب ہم رسالت مآب ﷺ کے فرامینِ عالیہ کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی نظر میں معاویہ کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور جہنم کا بھی سب سے نچلا درجہ۔ فرعون کا تابوت معاویہ کے تابوت کے نیچے ہو گا اور معاویہ کا تابوت فرعون کے تابوت کے اوپر ہو گا۔ اگر فرعون نے رب ہونے کا دعوی نہ کیا ہوتا تو پھر معاویہ سے نیچے نہ ہوتا۔ فرعون کا یہ اضافی جرم اسے معاویہ سے نیچے لے گیا ورنہ معاویہ کے جرائم فرعون سے کم نہیں۔

خیثمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عمر فرماتے ہیں:

**إن معاوية في الدرك الأسفل من النار ولولا كلمة فرعون ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾ ما كان أحد أسفل من معاوية**[240]

بے شک معاویہ دوزخ میں سب سے نچلے درجے میں ہو گا۔ اور اگر فرعون کا قول: میں تمہارا سب سے بلند پروردگار ہوں۔ نہ ہوتا تو معاویہ سے نیچے کوئی نہ ہوتا۔

یہی حدیث ابو المثنی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی۔ ابو المثنی کا کہنا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

**ما بين تابوت معاوية وتابوت فرعون إلا درجة وما انخفضت**

---

240 کتاب صفین ص217

تلك الدرجة إلا أنه قال ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾[241]

معاویہ کے تابوت اور فرعون کے تابوت کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ فرعون کا تابوت ایک درجہ نیچا صرف اس لیے ہوا کہ اس نے کہا تھا: میں تمہارا سب سے بلند پروردگار ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے تیسرے طریق سے یہی حدیث مروی ہے۔ سالم بن ابی الجعد کا کہنا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا:

إن تابوت معاوية في النار فوق تابوت فرعون، وذلك بأن فرعون قال: (أنا ربكم الأعلى)[242]

جہنم میں معاویہ کا تابوت فرعون کے تابوت سے اوپر ہوگا۔ اور یہ اس وجہ سے کہ فرعون نے کہا تھا: میں تمہارا سب سے بلند پروردگار ہوں۔

معاویہ کے بھانجے اپنے خیالات میں معاویہ کو عرش پہ بٹھائیں یا کرسی پہ۔ لیکن رسالت مآب ﷺ کے فرمان کے مطابق معاویہ کا ٹھکانا جہنم میں فرعون کے تابوت کے اوپر ہے۔

---

241 کتاب صفین ص218

242 کتاب صفین ص219

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کادوسرارخ

گلزار عالم۔ ایم اے

احبابِ ذی وقار! رسالت مآب ﷺ کو شہید کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ کبھی کھلے عام اور کبھی قتل کی سازش رچی گئی۔

غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر ایک بار پھر رسالت مآب ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی گئی۔ اور اس بار سازش کرنے والوں میں ایک نام معاویہ کا تھا اور دوسرا نام معاویہ کے باپ ابوسفیان کا تھا۔

جی ہاں! فتحِ مکہ کے موقع تک ابوسفیان اور اس کا بیٹا معاویہ کھل کر اسلام کی دشمنی کرتے رہے۔ پھر جب فتحِ مکہ کے موقع پر مجبوراً اسلام کا اظہار کرنا پڑا تو اب اندر ہی اندر سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا۔ اور غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر ایک بھرپور سازش رچی تاکہ رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کو شہید کر سکیں۔

یہ وہ موقع تھا جس پہ رسالت مآب ﷺ نے اس سازش میں شریک بارہ لوگوں کے بارے میں فرمایا:

**لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ**

جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔

**واقعہ کا خلاصہ:**

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ: رسالت مآب ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ رسالت مآب ﷺ کے ساتھ حضرت حذیفہ اور حضرت

عمار بن یاسر تھے۔ اسی اثناء میں چودہ پندرہ لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کو دھوکے سے شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور وہ یوں کہ رستے میں ایک انتہائی دشوار گزار پہاڑی رستہ تھا۔ رسالت مآب ﷺ اس رستے پہ چل پڑے تو معاویہ اور ابو سفیان اور باقی چند لوگوں کو اس کا علم ہو گیا۔ ان لوگوں نے منصوبہ بنایا کہ رات کا وقت ہے اور رسالت مآب ﷺ کے ساتھ صرف دو صحابی ہیں۔ کوشش کر کے حضور ﷺ کی اونٹنی کو بدکا دیا جائے تاکہ وہ رسالت مآب ﷺ کو گرا دے اور گھاٹی میں گرنے کی وجہ سے رسالت مآب ﷺ کی شہادت ہو جائے۔ لیکن وہ لوگ کوشش کے باوجود اپنی اس سازش میں کامیاب نہ ہو پائے۔ اس رات کو شبِ عقبہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اور شبِ عقبۂ تبوک بھی کہا جاتا ہے۔

قرآنِ عظیم نے اس سازش اور پھر اس کی ناکامی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا﴾[243]

یعنی ان لوگوں نے اس چیز کا عزم کیا جس کو وہ پا نہ سکے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایک ایسی سازش جس کا ذکر خود قرآنِ عظیم نے فرمایا اور اس سازش کی ناکامی کا بیان بھی خود قرآنِ پاک نے کیا۔ اس سازش کی خبر تو ہر خاص و عام کو ہونی چاہیے تھی اور سازشی عناصر کے بارے میں بھی ہر شخص کو علم ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کتبِ سیرت و حدیث کی اچھی خاصی

---

[243] سورہ توبہ 74

چھان بین کے بعد ہی اس واقعہ تک کسی قدر رسائی ہو پاتی ہے۔ رہی بات سازش کے شرکاء کی تو ان کو ایسے انداز میں صیغہ راز میں رکھنے کی کوشش کی گئی کہ یہ انداز خود بتاتا ہے کہ سازش کے بعد کوئی دوسری سازش کی جارہی ہے اور کسی خاص شخص کو بچانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ورنہ ایک قرآنی واقعے کی تفصیلات تو عام ہونی چاہییں تھیں۔

تو احبابِ ذی وقار!

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس سازش کے شرکاء میں معاویہ اور اس کے باپ کا نام بھی شامل ہے۔ اور گزشتہ صفحات میں آپ کئی بار جان چکے کہ ہمیشہ سے معاویہ کے جرائم پر پردے ڈالنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ اور اس جرم میں بھی چونکہ معاویہ کی شرکت تھی اسی وجہ سے اس واقعہ اور اس کی تفصیلات کو صیغہ راز میں رکھنے کی کوشش ہوتی رہی۔

لیکن ہم سطورِ ذیل میں اس سلسلے کی کچھ تفصیلات احباب کے سامنے رکھنے کی کوشش کریں گے۔ مزید تفصیلات ان شاء اللہ تعالی فرعونِ امت انسائیکلوپیڈیا میں پیش کی جائیں گی۔ لیکن جس قدر تفصیلات ہم یہاں پیش کریں گے وہ حق کے متلاشی کو رفتہ رفتہ معاویہ تک پہنچادیں گی اور اسے یقین حاصل ہو جائے گا کہ ہزار چھپانے کی کوشش کی جائے لیکن حق یہ ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جو لوگ شبِ عقبہ رسالت مآب ﷺ کو شہید کرنے کی سازش میں ملوث تھے۔

## قدرے تفصیل:

ابو طفیل نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا۔ فرمایا:

لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تبُوكَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْعَقَبَةَ فَلَا تَأْخُذُوهَا

غزوۂ تبوک کا موقع تھا۔ رسالت مآب ﷺ نے منادی کو حکم فرمایا تو اس نے ندا کی: رسالت مآب ﷺ گھاٹی میں داخل ہوئے ہیں لہذا تم لوگ گھاٹی میں داخل مت ہو۔

رسالت مآب ﷺ گھاٹی میں چل رہے تھے۔ حضرت عمار اونٹنی کو ہانک رہے تھے اور حضرت حذیفہ نے آگے سے کھینچ رہے تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں:

فَإِذَا هُمْ بِرَوَاحِلَ عَلَيْهَا قَوْمٌ مُتَلَثِّمُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قُدْ قُدْ، وَيَا عَمَّارُ سُقْ سُقْ»

اچانک کچھ سواریاں سامنے آگئیں اور ان پر کچھ لوگ نقاب پوش تھے۔ پس رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: چلا چلا۔ اور اے عمار تو ہانک ہانک۔

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ حضرت عمار نے ان لوگوں کی سواریوں کے مونہوں پہ مارا۔ پھر جب رسالت مآب ﷺ گھاٹی سے نیچے تشریف لائے تو فرمایا:

يَا عَمَّارُ، قَدْ عَرَفْتُ الْقَوْمَ، أَوْ قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ عَامَّةَ الْقَوْمِ أَوِ الرَّوَاحِلِ أَتَدْرِي مَا أَرَادَ الْقَوْمُ؟

اے عمار! میں نے لوگوں کو پہچان لیا ہے۔ یا فرمایا: اکثر لوگوں کو یا ان کی سواریوں کو میں نے پہچان لیا ہے۔ جانتے ہو کہ ان کا ارادہ کیا تھا؟

میں نے عرض کی: اللہ عزاسمہ اور اس کا رسول بہتر جانیں۔

فرمایا:

**أَرَادُوا أَنْ يَنْفِرُوا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**[244]

انہوں نے رسالت مآب ﷺ (کی اونٹنی) کو بدکانے کا ارادہ کیا تھا۔

**دوسری روایت:**

حضرت حذیفہ سے ایک اور روایت میں ہے۔ کہتے ہیں کہ میں رسالت مآب ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوئے تھا اور عمار بن یاسر پیچھے سے ہانک رہے تھے یا وہ مہار تھامے تھے اور میں پیچھے سے ہانک رہا تھا۔ فرمایا:

**إِذِ اسْتَقْبَلَنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مُتَلَثِّمِينَ**

اچانک بارہ نقاب پوش ہمارے سامنے آ گئے۔

رسالت مآب ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

**هَؤُلَاءِ الْمُنَافِقُونَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ**

یہ قیامت تک منافق ہی رہیں گے۔

ہم نے عرض کی:

**يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَبْعَثُ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَتَقْتُلَهُ**

---

244 مسند البزار 2800

یارسول اللہ! آپ ان میں سے ہر ایک کی جانب کسی کو بھیجیں جو انہیں قتل کر دے۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**أَكْرَهُ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَكْفِيَنَهُمْ بِالدُّبَيْلَةِ**[245]

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ لوگ کہیں محمد ﷺ اپنے صحابہ کو مرواتے ہیں۔ اور قریب ہے کہ اللہ دُبیلہ کے ذریعے تمہیں ان کی جانب سے کفایت کرے۔

احبابِ ذی وقار!

یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ قیامت تک منافق رہیں گے۔ یعنی کچھ لوگوں کو کبھی نا کبھی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے لیکن یہ لوگ وہ ہیں جنہیں کبھی توبہ کی توفیق نہ ملے گی اور ہمیشہ منافق ہی رہیں گے۔ لیکن زیادہ قابلِ غور بات "دُبیلہ" ہے۔ یعنی پھوڑا۔ رسالت مآب ﷺ نے بتادیا کہ ان میں سے سب کی یا اکثر کی موت پھوڑے سے ہو گی۔

اگر رسالت مآب ﷺ دُبیلہ یعنی پھوڑے کا ذکر نہ فرماتے تو شاید ہم حقیقی سازشی عناصر تک پہنچنے میں کبھی بھی کامیاب نہ ہو پاتے۔ لیکن رسالت مآب ﷺ کے اس ایک جملے نے حقیقی سازشیوں تک پہنچنا آسان کر دیا۔

---

245 المعجم الکبیر للطبرانی 8/102

## تیسری روایت:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ سے دوسرے طریق سے مروی ہے کہ جب وہ بارہ نقاب پوش سامنے آئے تو میں نے رسالت مآب ﷺ کو ان کے بارے میں بتایا۔ رسالت مآب ﷺ نے انہیں بلند آواز سے ڈانٹا تو وہ پیچھے پلٹ گئے۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**هَلْ عَرَفْتُمُ الْقَوْمَ؟**

کیا ان لوگوں کو تم نے پہچانا؟

ہم نے عرض کی:

**لَا، يَا رَسُولَ اللهِ، كَانُوا مُتَلَثِّمِينَ، وَلَكِنَّا قَدْ عَرَفْنَا الرِّكَابَ**

یارسول اللہ! ہم نہیں پہچان سکے۔ وہ نقاب کیے ہوئے تھے۔ لیکن ہم نے سواریاں پہچان لیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

**هَؤُلَاءِ الْمُنَافِقُونَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ**

یہ قیامت تک منافق رہیں گے۔

پھر فرمایا:

**وَهَلْ تَدْرُونَ مَا أَرَادُوا؟**

کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا کیا ارادہ تھا؟

ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا تو فرمایا:

**أَرَادُوا أَنْ يَزْحَمُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَقَبَةِ، فَيُلْقُوهُ مِنْهَا**[246]

وہ چاہتے تھے کہ گھاٹی میں رسالت مآب ﷺ کے ساتھ مڈ بھیڑ کریں اور رسالت مآب ﷺ کو اس سے نیچے پھینک دیں۔

احبابِ ذی وقار!

حضرت حذیفہ کا عرض کرنا کہ ہم نے سواریاں پہچان لیں ہیں۔ یہ جملہ خاص غور طلب ہے۔ کیونکہ غزوۂ تبوک کے موقع پر اسلامی لشکر تیس ہزار کی تعداد میں تھا۔ حضرت حذیفہ تو ان تیس ہزار افراد میں سے ہر ایک کو فرداً فرداً نہیں جانتے تھے۔ پھر ان کی سواریوں کی پہچان کیسے ہو گئی؟ اور وہ بھی رات کی تاریکی میں؟ بات واضح ہے کہ نہ تو وہ لوگ خود غیر معروف تھے اور نہ ہی ان کی سواریاں۔ سازشی عناصر ایسے مشہور لوگ تھے کہ تیس ہزار کے لشکر میں رات کی تاریکی میں خود ان کے چہروں پر نقاب کے باوجود ان کی سواریاں پہچانی گئیں۔

حضرت حذیفہ کی گفتگو میں یہ بات خصوصی طور پر سمجھنے لائق ہے۔

**چوتھی روایت:**

حضرت حذیفہ سے صلہ بن زفر راوی، فرمایا:

**كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ**

---

246 دلائل النبوۃ للبیہقی 5/260، 261

ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَدْلَجْنَا دُلْجَةً، فَنَعَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ،

میں رسالت مآب ﷺ کے ساتھ ایک رات سفر میں چل رہا تھا۔ جب اندھیرا ہو گیا تو رسالت مآب ﷺ کو اپنی سواری پر اونگھ آ گئی۔ کچھ لوگوں نے کہا:

لَوْ دَفَعْنَاهُ السَّاعَةَ فَوَقَعَ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهُ اسْتَرَحْنَا مِنْهُ.

اگر ہم اس گھڑی رسالت مآب ﷺ کو دھکا دے دیں تو آپ گر جائیں۔ (معاذ اللہ) آپ کی گردن ٹوٹ جائے تو ہمیں ان سے نجات مل جائے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جب ان کی بات سنی تو میں ان سے آگے نکل کر رسالت مآب ﷺ اور ان لوگوں کے بیچ چلنے لگ گیا۔ رسالت مآب ﷺ کو جگانا نہیں چاہتا تھا لیکن قرآنِ پاک کی سورت کی تلاوت کرنے لگ گیا تا کہ حضور ﷺ سن کر خود جاگ جائیں۔

حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی تو پوچھا: کون ہے؟

میں نے عرض کی یارسول اللہ حذیفہ ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: قریب ہو۔

میں قریب ہوا تو فرمایا: مَا سَمِعْتَ هَؤُلَاءِ خَلْفَكَ مَا قَالُوا؟

تم نے اپنے پیچھے والوں کو نہیں سنا جو انہوں نے کہا؟

میں نے عرض کی:

بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ؛ وَلِذَلِكَ سِرْتُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ.

کیوں نہیں؟ یارسول اللہ! اسی وجہ سے تو میں آپ کے اور ان کے بیچ چل رہا ہوں۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**أَمَا إِنَّهُمْ مُنافِقُونَ، فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ**[247]

خبر دار یہ منافق ہیں۔ فلاں اور فلاں اور فلاں۔

احبابِ ذی وقار!

اس روایت سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو ان منافقوں کے نام بتادیئے تھے۔ وہیں "فلاں" کا لفظ انتہائی مفید اور ہدف سے قریب سے قریب تر کرنے میں خاصا ممد اور معاون ہے۔

## پانچویں روایت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ سے پوچھا گیا کہ آپ منافقین کو کیسے پہچانتے ہیں؟

حضرت حذیفہ نے کہا:

**كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ فَسَمَّاهُمْ**[248]

میں ایک رات رسالت مآب ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ ﷺ نے ان

---

247 معجم کبیر للطبرانی 3/164

248 مسند بزار 2922

کے ناموں کی نشاندہی فرمائی تھی۔

ذی قدر احباب!

ان روایات سے یہ بات تو طے ہو گئی کہ رسالت مآب ﷺ نے ان منافقین کے نام حضرت حذیفہ کو بتا دیئے تھے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرت حذیفہ نے ان میں سے سب کے نہ سہی لیکن بعض کے نام ضرور ذکر فرمائے۔ لیکن احادیث کے راویوں نے کسی بھی وجہ سے ان کے ناموں کو چھپا دیا۔ لہذا ضروری ہے کہ اس حدیث کے مختلف طرق کی چھان بین کی جائے تا کہ معلوم ہو سکے کہ وہ منافقین کون تھے۔

**چھٹی روایت:**

اس چھان بین میں جب ہم نے حضرت حذیفہ سے زید بن وہب کے ذریعے مروی روایت کو اٹھایا تو حضرت حذیفہ فرماتے نظر آئے:

**مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ، وَلَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ**

اس آیت والے یعنی ائمۂ کفر صرف تین بچے ہیں اور منافقین صرف چار بچے ہیں۔

ان چاروں میں سے ایک کی علامت بتاتے ہوئے کہا:

**أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ، لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ**[249]

---

249 صحیح بخاری 4658

ان میں سے ایک بہت بوڑھا ہے۔ اگر ٹھنڈا پانی پیے تو اس کی ٹھنڈ محسوس نہیں کرتا۔

وہ بوڑھا کون تھا جو اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے پانی کی ٹھنڈک بھی محسوس نہیں کرتا تھا؟ اس بارے میں جب ہم نے شارحینِ حدیث سے پوچھا تو بولے:

**سُمِّيَ مِنْهُمْ فِي رِوَايَةِ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ**[250]

ابو بشر کی مجاہد سے روایت میں ابو سفیان بن حرب کے نام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

احبابِ ذی وقار!

اندازہ کیجیے کہ یہ گفتگو کون کر رہا ہے؟

علامہ ابنِ حجر عسقلانی۔ علامہ بدر الدین عینی اور علامہ احمد بن محمد قسطلانی جیسے شارحینِ حدیث بتا رہے ہیں کہ ایک روایت میں ابو سفیان کا نام صاف صاف موجود ہے۔

اور شاید قارئین جانتے ہوں کہ ابو سفیان نے حضرت عثمان بن عفان کے

---

250 فتح الباری لابن حجر 8/323
عمدۃ القاری 18/263
ارشاد الساری 7/144

پاس بھی آکر کہا تھا:

**إنّ الخلافة صارت في تيم وعديّ حتى طمعت فيها، وقد صارت إليكم فتلقّفوها تلقّف الكرة، فو الله ما من جنّة ولا نار**

خلافت بنو تیم اور بنو عدی میں گئی یہاں تک کہ مجھے بھی اس کی تمنا ہوئی۔ اور اب تمہارے پاس آچکی ہے تو اسے گیند کی طرح آپس میں ہی گھماتے رہو۔ اللہ کی قسم نہ کوئی جنت ہے اور نہ کوئی دوزخ۔

جب ابو سفیان نے حضرت عثمان کے سامنے جنت دوزخ کا کھل کر انکار کیا تو حضرت عثمان نے ڈانٹ کر اسے اپنی مجلس سے نکال دیا۔ [251]

احباب!

ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہماری گفتگو کچھ طویل ہو گئی ہے لیکن ہم کسی بے گناہ کو اس گناہ میں ملوث نہیں کرنا چاہتے۔ ہم اصولی اور درست طریقے سے قارئین کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے شبِ عقبہ رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا۔

اب تک معاویہ کے والد ابو سفیان کا نام سامنے آچکا ہے۔ اور جب ابو سفیان کا نام آگیا تو عقلمندوں کو سمجھ جانا چاہیے کہ معاویہ کہاں ہو گا؟ کیونکہ ہر جگہ

---

251 تذکرہ حمدونیة 9/171

القرط علی الکامل ص111

اور ہر منصوبے میں یہ دونوں آپ کو اکٹھے ہی نظر آئیں گے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی بڑی سازش باپ اکیلے کرلے اور بیٹا اس کے ساتھ نہ ہو۔

بہر حال!

ہم مزید کچھ روایات قارئین کے سامنے رکھنا چاہیں گے۔ امید ہے کہ قارئین جلد حقیقت تک پہنچ جائیں گے۔

## ساتویں روایت:

زر بن حبیش نے حضرت حذیفہ سے جو روایت لی اس میں حضرت حذیفہ بتاتے ہیں کہ شبِ عقبہ کو حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رسالت مآب ﷺ کی اونٹنی کو چلانے اور ہانکنے کی خدمت میں مصروف تھے۔ اسی دوران چند نقاب پوش آئے۔

سارا قصہ بیان کرنے کے بعد حذیفہ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

**يَا حُذَيْفَةُ، هَلْ تَدْرِي مَنِ الْقَوْمُ؟**

حذیفہ جانتے ہو کہ کون لوگ ہیں؟

حذیفہ نے عرض کی:

**مَا أَعْرِفُ مِنْهُمْ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ، فَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّهُ فُلَانٌ**[252]

---

252 معجم اوسط طبرانی 3831

یارسول اللہ میں ان میں سے سرخ اونٹ والے کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا۔ اس کو جانتا ہوں کہ یہ فلاں ہے۔

احبابِ ذی وقار! سطورِ بالا میں بھی سواریوں کی پہچان کا ذکر ہوا۔ اور اس روایت میں بھی حضرت حذیفہ نے کہا کہ میں نے سرخ اونٹ والے کو پہچان لیا۔

ہم گزارش کر چکے کہ ہزاروں لوگوں کے لشکر میں سے رات کی تاریکی میں سواری دیکھ کر ہر ایرے غیرے کی پہچان نہیں ہو سکتی جب تک وہ سواری کسی مشہور شخص کی اور مشہور سواری نہ ہو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ سرخ اونٹ کس کا تھا۔ اور جب معلوم ہو جائے گا کہ سرخ اونٹ کس کا تھا تو سرخ اونٹ کے سوار تک رسائی بھی ہو جائے گی۔

## سرخ اونٹ کس کا؟

حضرت ابو ایوب انصاری معاویہ کے پاس آئے اور آکر اس کے تخت پر اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ دورانِ گفتگو معاویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری سے پوچھا: اے ابو ایوب! فلاں گھوڑے پر سوار کو کس نے مارا تھا جو ہر طرف چکر کاٹ رہا تھا؟

حضرت ابو ایوب انصاری نے فرمایا:

**أَنَا قَتَلْتُهُ يَوْمَ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ عَلَى الْجَمَلِ الأَحْمَرِ تَحْمِلانِ لِوَاءَ الْمُشْرِكِينَ**[253]

---

253 انساب الاشراف 5/85

اسے میں نے مارا تھا۔ جس روز تو اور تیرا باپ سرخ اونٹ پر تھے۔ تم دونوں مشرکوں کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔

احبابِ ذی وقار!

معاویہ کے باپ ابو سفیان کی نشاندہی پہلے بھی ہو چکی۔ اور حضرت ابو ایوب نے بھی بتادیا کہ سرخ اونٹ ابو سفیان ہی کا تھا۔ اور ابو ایوب نے صرف ابو سفیان کا ذکر نہیں کیا بلکہ ساتھ معاویہ کا ذکر بھی کر دیا۔ اور حق بھی یہی ہے کہ معاویہ بھی اس واقعے میں شامل تھا لیکن چونکہ ایک طویل عرصہ بنو امیہ نے حکومت کی اور حقائق کو بدلنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس وجہ سے اس واقعے میں ملوث افراد کو چھپانے کی مکمل کوشش کی گئی۔

لیکن ذیل میں درج حضرت عمار بن یاسر کی حدیث ملاحظہ کریں جو آپ نے جنگِ صفین پر جاتے وقت بیان کی۔ اس سے بھی واضح ہو جائے گا کہ معاویہ بھی اس سازش کا حصہ تھا۔ کیونکہ شبِ عقبۂ تبوک کو رسالت مآب ﷺ کے ساتھ ایک حذیفہ تھے اور دوسرے حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت حذیفہ کی مرویات نے بھی مطلب و مقصد کے خاصا قریب کر دیا ہے اور ذیل میں درج حضرت عمار بن یاسر کی روایت تو مقصد تک پہنچانے کا کام کرتی ہے۔

---

تاریخ دمشق 16/ 55، 56

## حضرت عمار بن یاسر کی روایت:

قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار سے کہا:

أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِيمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ رَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ، أَمْ شَيْئًا عَهِدَ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

اپنے اس کام کے بارے میں بتائیے جو آپ نے امام علی کے معاملے سے کیا۔ یہ کوئی رائے ہے جسے آپ نے اختیار کیا یا کوئی ایسی چیز ہے جس کا رسالت مآب ﷺ نے آپ لوگوں سے وعدہ فرمایا۔

حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا:

مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَلَكِنْ حُذَيْفَةُ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ[254]

رسالت مآب ﷺ نے ہمیں کسی ایسی چیز کی تاکید نہ فرمائی جس کی تاکید لوگوں کو نہ فرمائی ہو لیکن حذیفہ نے مجھے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بتایا

---

254 صحیح مسلم 2779

مسند احمد 23319

الا آحاد والمثانی لابن ابی عاصم 1270

مستخرج ابی عوانۃ 12183، 12184

کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میری امت میں بارہ منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو۔ ان میں سے تمہیں آٹھ کو پھوڑا کفایت کرے گا۔

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر سے تو صرف اتنا سا سوال کیا گیا تھا کہ امام علی کے جھنڈے تلے لشکرِ معاویہ کے خلاف جنگ آپ لوگوں کا اجتہاد ہے یا اس بارے میں آپ کے پاس رسالت مآب ﷺ کی کوئی نص موجود ہے؟

جواباً حضرت عمار نے نہ صرف رسالت مآب ﷺ کی نص بتائی بلکہ یہ بھی بتادیا کہ جن سے ہم لڑنے جارہے ہیں وہ ان بارہ منافقوں سے ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کے قتل کی سازش کی تھی اور ان کے بارے میں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ لوگ منافقت پہ مریں گے اور کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔

احبابِ ذی وقار!

شبِ عقبۂ تبوک رسالت مآب ﷺ کی معیت میں ایک حذیفہ تھے اور دوسرے عمار۔ لہذا ان منافقین کے بارے میں یا حذیفہ بتائیں گے یا عمار۔ اور پھر معاویہ کے خلاف جنگِ صفین کے موقع پر حضرت عمار وہی حدیث دہرائیں تو مطلب کیا نکلتا ہے؟ یہی ناں کہ حضرت عمار معاویہ کو ان منافقین میں گنتے ہیں جن

منافقوں نے رسالت مآب ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی اور رسالت مآب ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ تا قیامت منافق ہی رہیں گے۔

حضرت عمار بن یاسر اس واقعہ کے عینی گواہ ہیں۔ جب ان کی نظر میں معاویہ ان منافقین میں سے ایک ہے تو پھر کوئی دوسرا کیسے کہہ سکتا ہے کہ معاویہ ان کے اندر نہیں تھا؟

## ان منافقین کی علامت:

حضرت عمار بن یاسر نے اپنی گفتگو کے دوران ان منافقین کی علامت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ:

ان میں سے آٹھ کو پیٹھ پر پھوڑا نکلے گا۔

احبابِ ذی وقار!

یہ وہ علامت ہے جس نے معاویہ کو ننگا کر دیا۔

معاویہ اور اس کے حمایتیوں نے ہزاروں کوششیں کیں کہ ان بارہ منافقین میں معاویہ کا نام نہ آئے۔ کسی طرح اس واقعہ کو چھپایا جائے۔ اس واقعے میں ملوث افراد کو چھپایا جائے۔ کسی اور کا نام لے کر توجہ ہٹانے کی کوشش کی جائے۔ الغرض معاویہ سے ذہن ہٹانے کے لیے معاویّین نے ہر حربہ استعمال کیا۔ لیکن مرنے سے پہلے معاویہ کی پشت کے پھوڑے نے معاویہ کے سارے کیے دھرے پہ پانی پھیر دیا اور معاویہ کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

## معاویہ کو پھوڑا:

ابنِ قتیبہ دینوری کہتے ہیں:

وقال ابن إسحاق: مات وله ثمان وسبعون سنة. وكانت علّته الناقبات يعنى: الدّبيلة[255]

ابنِ اسحاق نے کہا: معاویہ اٹھتر سال کی عمر میں مرا اور اس کو "ناقبات" یعنی "دبیلہ" (پھوڑے) کا مرض تھا۔

ثابت کا کہنا ہے:

لَمَّا كَبِرَ مُعَاوِيَةُ خَرَجَتْ لَهُ قُرْحَةٌ فِي ظَهْرِهِ[256]

جب معاویہ بوڑھا ہو گیا تو اس کی پشت میں پھوڑا نکل آیا۔

ابو بردہ کا کہنا ہے:

كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ وَطَبِيبٌ يُعَالِجُ قَرْحَةً فِي ظَهْرِهِ فَهُوَ يَتَضَوَّرُ[257]

میں معاویہ کے پاس تھا اور طبیب معاویہ کی پشت کے پھوڑے کا علاج کر رہا تھا اور معاویہ درد سے تڑپ رہا تھا۔

---

255 المعارف للدینوری 1/349

256 المحتضرین لابن ابی الدنیا 301

تاریخِ دمشق 59/220

257 المرض والکفارات لابن ابی الدنیا 161

تاریخِ دمشق 26/45

ایک روایت میں ہے کہ ابوبردہ نے کہا:

**دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَبِظَهْرِهِ قَرْحَةٌ وَهُوَ يَتَأَوَّهُ مِنْهَا تَأَوُّهًا شَدِيدًا**[258]

میں معاویہ پہ داخل ہوا جبکہ اس کی پشت پہ پھوڑا تھا اور وہ اس سے بڑی سختی کے ساتھ چلا رہا تھا۔

ابوبردہ ہی سے ایک اور روایت میں ہے۔ کہا:

**دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَبِهِ قُرْحَتُهُ الَّتِي مَاتَ فِيهَا**[259]

میں معاویہ کے پاس پہنچا اور اسے وہ پھوڑا نکلا ہوا تھا جس کے نتیجے میں اس کی موت ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابوبردہ نے کہا:

**دخلت على معاوية وهو يشتكي وبه قرحة في ظهره قال والطبيب يعالجها وهو يتأوه تأوه الصبي قال فقلت يا أمير المؤمنين إنك تأوه قال قم فانظر إليها قال فقمت فإذا قرحة فبيحة فقال هذه تدعونها الراقية وأهل العراق يزعمون أنها النقابة أو الثقابة ويزعمون أنها قاتلي**[260]

---

258 المعجم الکبیر للطبرانی 19/359
المعجم الاوسط 6/78

259 الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 517

260 تاریخ دمشق 26/45

میں معاویہ کے پاس آیا تو وہ بیمار تھا اور اس کی پشت میں پھوڑا تھا۔ ابوبردہ نے کہا: طبیب اس کا علاج کر رہا تھا اور معاویہ بچے کی طرح چلا رہا تھا۔ ابوبردہ کہتا ہے: میں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ چلا رہے ہو۔ معایہ نے کہا: کھڑے ہو کر اس کو دیکھو۔ ابوبردہ نے کہا: میں نے اسے دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت برا پھوڑا ہے۔ پھر معاویہ نے کہا: اس پھوڑے کو راقیہ کہتے ہیں اور عراقی سمجھتے ہیں کہ یہ نقابہ یا ثقابہ ہے۔ اور ان کا گمان ہے کہ یہ مجھے مار ڈالے گا۔

محترم احباب! یہاں معاویہ کا کہنا کہ ان لوگوں کو لگتا ہے کہ یہ پھوڑا مجھے مار ڈالے گا۔ یہ بات انتہائی غور طلب ہے۔

ان لوگوں کو کیسے پتا چلا کہ یہ پھوڑا معاویہ کو مار ڈالے گا؟

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ معاویہ کے بارے میں سارا قصہ جانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ معاویہ بھی انہیں منافقوں سے ہے جنہوں نے رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو شہید کرنے کی کوشش کی۔ اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان میں سے آٹھ کی موت پھوڑے میں بتائی ہے اور معاویہ اسی پھوڑے میں مرے گا۔

اور پھر ویسا ہی ہوا۔ معاویہ کی موت اسی پھوڑے سے ہوئی۔ عبد الملک بن عمیر کا کہنا ہے:

**وَكَانَ بِهِ النَّقَّابَةُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ**[261]

---

261 الطبقات الکبری لابن سعد 1/150

اور معاویہ کو پھوڑا نکلا ہوا تھا پس معاویہ اسی روز مر گیا۔

احبابِ ذی وقار!

بات کھل کر بائے بام آچکی ہے۔ لیکن اب بھی اگر کسی کو شک باقی ہو تو اس کا شک قبر کا عذاب ہی دور کر سکتا ہے۔ اور سچ پوچھیں تو معاویہ کے بھانجوں کو اس مسئلے میں کوئی شک نہیں۔ معاویہ کے بھانجوں کو پورا یقین ہے کہ معاویہ ان بارہ منافقین میں سے ایک ہے جنہوں نے شبِ عقبہ کو رسالت مآب ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی تھی۔ معاویّین یہ ساری بات جانتے ہیں۔ لیکن اس کو چھپانا چاہتے ہیں لہذا معاویہ کی موت کے بارے میں پشت کے پھوڑے کا سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ معاویہ لقوہ میں مرا۔

احبابِ ذی وقار!

یہ درست ہے کہ معاویہ لقوہ کا شکار تھا۔ بلکہ مرنے سے پہلے کئی بیماریوں کا شکار ہو کر نشانِ عبرت بنا ہوا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا لقوہ میں کسی کی موت ہوتی ہے؟ کیا لقوہ کا شمار جان لیوا امراض میں ہوتا ہے؟

معاویہ کے بھانجو!

اللہ عزاسمہ سے ڈرو اور رسالت مآب ﷺ کے امتی بنو۔ معاویہ کے امتی نہ بنو۔

صحابہ کا دفاع کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ نہیں نہیں۔ ہم تم سے آگے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے نام پہ جانیں دینے کو تیار ہیں۔

لیکن صحابہ وہ جنہیں شریعت نے صحابی ٹھہرایا۔ معاویہ جیسے لوگ نہیں۔ جنہیں صحابی ٹھہرانے کے لیے من گھڑت تعریفیں بنالی گئی ہیں۔

ہم معاویہ جیسوں کو صحابی مان کر صحابہ کی عظیم شانوں پر دھبہ نہیں لگانا چاہتے۔ ہم ایک منافق کو بچانے کی غرض سے ابو بکر صدیق کی شان پہ سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ ایک غیر ثابت الایمان کی خاطر عمرِ فاروق کی شان کو داغدار نہیں کر سکتے۔

اور بے چارے معاویہ کی بد نصیبی دیکھو۔ معاویہ کے بھانجوں نے اسے صحابی ٹھہرانے کے لیے جو تعریف گھڑی، وہ بد نصیب اس تعریف کے مطابق بھی صحابی نہیں بن پایا۔ کیونکہ اس تعریف میں دو بار ایمان کی قید ڈال دی اور بیچارے معاویہ کے پاس ایک بار ایمان بھی ثابت نہیں ہو پایا۔

؎عجب الجھن میں آیا سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا، جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

**************************

الاربعین

فی الداعی الی النارِ بصفین

المعروف

معاویہ

تصویر کا دوسرا رخ

گلزار عالم۔ ایم اے

اے میرے مسلمان بھائی!

تو معاویہ کو گالی دے تو مجھے کوئی خوشی نہیں۔ تو معاویہ کو کافر یا منافق کہے تو میری مسرت کا کوئی سامان نہیں۔

میرا مقصد صرف تجھے تصویر کا دوسرا رخ دکھانا تھا۔ کیونکہ جس دور سے تو گزر رہا ہے اس دور میں معاویہ کو اسلام کا ہیرو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ معاویہ کو عظیم صحابی کا روپ دیا جا رہا ہے۔ معاویہ کو معیارِ حق اور معیارِ ایمان بتایا جا رہا ہے۔ ان حالات میں سچائی بیان کرنا ضروری تھا جس کی اپنی طاقت کے برابر میں نے کوشش کر دی۔

میں نے تجھے بتا دیا کہ:

- ❖ معاویہ دوزخ کا داعی تھا۔ معاویہ کی دعوت جہنم کی جانب تھی۔ اور اس پر عبد اللہ ابنِ عباس، اسامہ، مجاہد، ابنِ عمر کی گواہیاں تمہارے سامنے رکھیں۔
- ❖ معاویہ کا قاسطین سے ہونا تیرے سامنے بیان کیا۔ اور اس سلسلے میں امام علی، ابنِ مسعود، ابو سعید خدری، ابو ایوب انصاری کی گواہیاں تیرے سامنے رکھیں۔
- ❖ معاویہ کا فی النار ہونا تجھے بتایا۔
- ❖ معاویہ کا سود خور ہونا تجھے بتایا۔
- ❖ معاویہ کی شراب نوشی تیرے سامنے واضح کی۔

❖ معاویہ کا راشی ہونا تیرے سامنے واضح کیا۔
❖ معاویہ کا حرام خوری وغارت گری کا خوگر ہونا تجھے بتایا۔
❖ بیتِ معاویہ کا حرام کاریوں کی آماجگاہ ہونا تجھے سمجھایا۔
❖ معاویہ کا قاتلِ اصحابِ رسول ہونا تجھے بتایا۔
❖ معاویہ کا حیا باختہ ہونا بیان ہوا۔
❖ معاویہ کا ظالمانہ بادشاہی کا مؤسس ہونا بیان ہوا۔
❖ معاویہ کا مستحلِ فروج ہونا بیان ہوا۔
❖ معاویہ نے حج کے دوران تلبیہ سے روکا۔
❖ معاویہ نے رسالت مآب ﷺ کی سنت کو بدلا۔
❖ معاویہ نے اصحابِ رسول اور سید الشہداء کی قبروں کو کھدوا کر ان کی بے حرمتی کی۔
❖ معاویہ نے اعلانیہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی مخالفت کی۔
❖ معاویہ کو جاننے والے اسے ابنِ اربع سمجھتے تھے۔
❖ معاویہ کو جاننے والے اسے فاجر ابن فاجر کہتے تھے۔
❖ معاویہ محض مجبوراً مسلمان ہوا۔
❖ معاویہ کا شمار مؤلفۃ القلوب میں ہوتا ہے۔
❖ معاویہ فتحِ مکہ کے بعد بھی کافر رہا۔
❖ معاویہ امام علی کا دشمن تھا۔

- معاویہ امام علی کو گالیاں دلواتا تھا۔
- معاویہ دشمنِ انصار تھا۔
- معاویہ جاہلیت کا بت تھا۔
- معاویہ منافق تھا۔ یہ رائے حضرت عمار بن یاسر کی تھی۔ یہی رائے امام علی علیہ السلام کی تھی۔ یہی رائے محمد بن حنفیہ کی تھی۔
- معاویہ کے لیے رسالت مآب ﷺ نے فتنہ اور آگ کی دعا کی۔
- معاویہ کو شر کے دو ستونوں سے ایک ٹھہرایا۔
- معاویہ نے حرمین طیبین پہ حملہ کروایا۔
- معاویہ ذاتِ مصطفی ﷺ کو کوئی اہمیت نہ دیتا تھا۔
- معاویہ بدترین گستاخِ رسول تھا۔
- معاویہ خود رسالت کا تمنائی تھا۔
- معاویہ ملعونِ زبانِ رسالت تھا۔ اور اس پہ متعدد حدیثیں بیان ہوئیں۔
- معاویہ ملعونِ زبانِ صحابہ تھا۔ امام علی علیہ السلام معاویہ پہ لعنت کرتے تھے۔ ابنِ عباس نے معاویہ پہ لعنت کی۔ عمار بن یاسر نے معاویہ پہ لعنت کی۔ سمرہ بن جندب نے معاویہ پہ لعنت کی۔ محمد بن ابی بکر نے معاویہ پہ لعنت کی۔

- فرمانِ رسالت کے مطابق معاویہ واجب القتل تھا۔ اور اس بارے میں سات خصوصی اور تین عمومی حدیثیں ملا کر پوری دس حدیثیں بیان ہوئیں۔
- رسالتِ مآب ﷺ نے معاویہ کو اس امت کا فرعون قرار دیا۔
- پوری کائنات کی پانچ بدترین شخصیات میں سے ایک معاویہ۔
- متعدد حدیثوں کی رو سے معاویہ کا خاتمہ کفر پہ ہوا۔
- معاویہ کی آگ میں پکار تک کی نشاندہی کر دی گئی۔
- معاویہ آگ میں ایک تابوت میں ہو گا جو فرعون کے تابوت کے اوپر ہو گا۔
- معاویہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر قتلِ رسول کی سازش کرنے والا۔

اے میرے مسلمان بھائی!

یہ ساری باتیں اہلِسنت کی کتابوں سے بیان ہوئیں۔ سینکڑوں کتابوں میں یہ باتیں بکھری پڑی ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا یہ سب جھوٹ ہے؟ کیا ان میں سے کوئی ایک بات بھی سچی نہیں؟

اگر سینکڑوں کتابوں میں پھیلی ہوئی یہ باتیں جن میں سے ہر ہر بات کئی کئی سندوں سے ثابت ہے۔ اگر یہ سب جھوٹ ہے تو بتا کہ تیری ان کتابوں کا کوئی اعتبار و اعتماد رہا؟

تیری نماز، روزہ، حج، زکوۃ انہی کتابوں کے ذریعے ثابت کیے جاتے ہیں۔ انہی راویوں کے ذریعے تیرے اعمال بھی ثابت کیے جاتے اور تیرے عقائد بھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تیرا ہر عمل سچا۔ تیرا ہر عقیدہ سچا۔ لیکن یہی کتابیں، یہی راوی، یہی محدثین، یہی علماء جب معاویہ کے بارے میں بولیں تو سب کے سب جھوٹے۔۔۔؟؟؟

میرے مسلمان بھائی!

خدارا ہوش کر۔۔۔!!!

آنکھیں کھول۔۔۔!!!

سچ کو پہچان۔۔۔!!!

اور سچ یہ ہے کہ معاویہ کا اسلام بھی ثابت نہیں۔ معاویہ نے اپنی منافقت سے صحابہ کو بھی دھوکا دیا۔ تابعین کو بھی دھوکا دیا۔ اگر کسی بڑی شخصیت نے معاویہ کے بارے میں کچھ اچھا سمجھا یا بولا تو اس کی وجہ معاویہ کی انتہا درجہ کی منافقت ہے۔ بڑی شخصیات بڑی ہو کر بھی معاویہ کے دل کے خطرات تک نہ پہنچ سکے۔ اور جس ہستی کو اللہ عز اسمہ نے دلوں کے خطرات کی اطلاع دی اس ہستی نے امت کو واشگاف لفظوں میں بتا دیا کہ:

معاویہ اس امت کا فرعون ہے۔ جب اسے میرے منبر پہ چڑھتا دیکھو تو اس کی گردن اڑا دو۔ اس کا خاتمہ کفر پر ہو گا۔

اب سوچنا تجھے اور مجھے ہے کہ ان لوگوں کی بات مانی جائے جن کو دلوں کے خطرات کی کچھ خبر نہیں۔ یا اس ہستی کی بات مانی جائے جس کی نظر سے اللہ عز اسمہ نے ہر پردہ ہٹا کر غیب کی خبریں بھی دے رکھی تھیں۔

**قَدْ تبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

گلزار عالم

ایم اے عربی

کراچی۔ پاکستان

************************